اپنے موضوع پر لاجواب کتاب

اصلاح الرسوم

از

حکیم الامۃ مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اِصلاح الرسوم

منجرع ۱

عبادت سمجھ کر کی جانے والی بدعات
و رسومات جن کا دینِ حق سے کوئی تعلق نہیں
اپنے موضوع پر لاجواب کتاب

www.KitaboSunnat.com

از

حکیم الامۃ مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب ——— اصلاح الرسوم

مصنف ——— مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

قیمت ———

ناشر ——— مکتبہ رحمانیہ لاہور

مطبع ——— [illegible] شار پرنٹرز

1360

مکتبہ رحمانیہ

MAKTABA-E-REHMANIA

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار
۵	مقدمہ

پہلا باب

۷	۱- پہلی فصل- ناچ و گانا
۱۲	۲- دوسری فصل- شطرنج و گنجفہ
۲۴	۳- تیسری فصل- آتش بازی
۲۶	۴- چوتھی فصل- ڈاڑھی منڈوانا یا کتروانا
۲۹	۵- پانچویں فصل- سیاہ خضاب
۳۲	۶- چھٹی فصل- ڈاڑھی چڑھانا
۳۳	۷- ساتویں فصل- انگریزی بال
۳۴	۸- آٹھویں فصل- ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا
۳۶	۹- نویں فصل- کتا یا تصویر رکھنا
۴۰	۱۰- دسویں فصل- غیر مذہب والوں کی وضع اختیار کرنا

دوسرا باب

۴۶	۱۱- پہلی فصل- پیدائش اولاد
۵۳	۱۲- دوسری فصل- عقیقہ
۵۶	۱۳- تیسری فصل- بچہ کی تعلیم
۵۸	۱۴- چوتھی فصل- ختنہ
۶۱	۱۵- پانچویں فصل- منگنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- چھٹی فصل- رسوم نکاح ۶۵

۱۷- چھٹی فصل- نکاح حضرت فاطمہ زہرا ؓ ۱۰۹

۱۸- چھٹی فصل- ازواج مطہرات ۱۱۳

۱۹- چھٹی فصل- نکاح کے مسائل ۱۱۵

۲۰- چھٹی فصل- حجاب کے مسائل ۱۱۸

۲۱- ساتویں فصل- دوسرے نکاح کو عیب جاننا ۱۲۵

۲۲- آٹھویں فصل- انگریزی تعلیم ۱۲۶

۲۳- نویں فصل- حق تصنیف بیچنا ۱۲۸

۲۴- دسویں فصل- کھیل تماشا بیچنا ۱۲۹

تیسرا باب

۲۵- پہلی فصل- جن رسوم کو عبادت جان کر کیا جائے ۱۳۰

۲۶- دوسری فصل- اولیاء اللہ کا عرس و فاتحہ ۱۳۴

۲۷- تیسری فصل- شب برات کا حلوہ ۱۵۷

۲۸- چوتھی فصل- مرنے کے بعد کی رسمیں ۱۶۶

۲۹- پانچوں فصل- رمضان المبارک کی رسمیں ۱۷۴

۳۰- چھٹی فصل- عورتوں کو غیر محرم سے قرآن سننا ۱۸۰

۳۱- ساتویں فصل- مساجد کے لیے چندہ جمع کرنا ۱۸۱

۳۲- آٹھویں فصل- طالب علم کی دستار بندی ۱۸۳

۳۳- نویں فصل- تبرکات کی زیارت ۱۸۴

۳۴- دسویں فصل- مسجد کی زینت ۱۸۵

۳۵- ضمیمہ ۱۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمدللہ الذی اخرجنا من الظلمات الی النور والصلوٰۃ علی رسولہ سیدنا محمد الھادی الی مایوجب السرور الجبور وعلی الہ و صحبہ الذین نشرط الحق طبیعھم المشکورہ۔

اس زمانہ میں اکثر مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنی رسوم اختراعیہ کے اس قدر پابند ہیں کہ فرض دوا جب کہ قضا ہو جانے کا غم نہ ہو مگر ان رسوم میں رائی برابر بھی کمی نہ ہو اور ان کی بدولت طرح طرح کی پریشانی اور تنگ دستی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور دین و دنیا دونوں کھوتے ہیں اور چونکہ ان کا رواج عام ہے اس لیے ان کی برائی بھی دل میں بس برائے نام ہے۔ بلکہ بعض امر تو بعض کے نزدیک اچھا بلکہ ثواب کا کام ہے یہی وجہ ہے کہ ناصحین سے الجھتے ہیں اور لغو شبہات و تاویلیں کر کے اپنے عمل کو حق سمجھتے ہیں۔ پھر بعض رسوم کو اعتقاداً" معصیت بھی جانتے ہیں گو عملاً اس کو ہلکا اور اپنے کو اس کے کرنے میں معذور جانتے ہیں لیکن بعض کو بالکل مباح و حلال ٹھہرایا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ غضب ہے کہ بعض کو اطاعت و عبادت بنایا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں اکثر مسلمان شادی اور غمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے حیائی اور فحش کسی قوم میں یہاں تک کہ اس کو کھلم کھلا کرنے لگیں، مگر پھیل پڑتا ہے طاعون ان میں اور ایسی بیماریاں کہ ان کے گذشتہ بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئی۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور کوئی شک نہیں کہ ناچ میں شریک ہونے سے زیادہ اور کیا بے حیائی ہو گی' طاعون اور نئی نئی بیماریوں کا پھیلنا ہمارے ملک میں ظاہر ہے' یہ نتیجہ ان ہی فحش افعال کا ہے۔

۳۔ بانی[1] اور مہتمم مجلس کے لیے خصوصاً یہ کہ وہ اتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا اور جمع کرتا ہے' پس جس قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے اسی قدر سب کو ملا کر اکیلے اس بانی و مہتمم کو ہوتا ہے بلکہ اس کی دیکھا دیکھی جو بھی اس قسم کا جلسہ کرے گا اس میں بھی یہ شخص شریک گناہ[2] ہو گا۔ بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامۂ اعمال میں گناہ لکھے جائیں گے۔ حدیث میں ہے' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص راہ ہدایت کی طرف بلائے' جتنے آدمی اس کی پیروی کریں گے جس قدر ان سب کو ثواب ملے گا اسی قدر اس کو بھی ثواب ہو گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہو گا' اور جو شخص کسی گمراہی کے طریقے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں گے جس قدر ان سب کو گناہ ہو گا اتنا اس اکیلے کو ہو گا اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہو گی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

۴۔ جو لوگ مجلس میں موجود نہیں دور دراز رہتے ہیں ان کو بذریعہ خطوط کے اور رنگین رقعوں کے اطلاع دیتا ہے کہ اس طرح فسق و فجور

۱۔ ابتدا کرنے والا۔ ۲۔ یعنی حصہ دار ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کی سنی سنائی اور من گھڑت رسوم کے اس درجہ پابند ہو گئے ہیں کہ ان کی ادائیگی میں اگر فرض اور واجبات ترک ہو جائیں تو بلا سے ہو جائیں مگر یہ رسوم اپنے معینہ و مقررہ اوقات ہی پر ادا ہوں۔ اور چونکہ اس میں دنیا کا نقصان اور عاقبت کا خسران تھا اس لیے مسلمانوں کو اس پر مطلع کرنا مقتضائے خیر خواہی اہل ایمان تھا۔

بناء علیہ ضروری معلوم ہوا کہ بعض رسوم کثیر الشیوع کے باب میں کچھ عرض کیا جائے اور برعایت عام فہم اس باب میں بہت سلیس عبارت و تقریر سے کام لیا جائے اور باعتبار اقسام سہ گانہ مذکورہ کے اس کی تین باب پر تقسیم ہے اور ہر باب کے فصول متعددہ ہیں۔ ایک رسم کے حکم کی تعلیم ہے اور چونکہ قسم اول کی قباحت بدیہی اور جلی ہے اور قسم دوم کی اس سے زیادہ اور قسم سوم کی اس سے زیادہ نظری اور خفی ہے۔ اور بدیہی کی تقدیم نظری پر واجب ہے اس لیے ترتیب ابواب اسی طرح مناسب ہے اور ہرچند کہ اس کے علاوہ اور بھی ہر جگہ بہت سی مختلف رسوم ہیں' جو کہ عوام و خواص سب کو معلوم ہیں مگر چونکہ ان میں بھی قریب قریب یہی خرابیاں ہیں' اس لیے سب کی تفصیل ضروری نہیں۔ سمجھ دار آدمی ذرا بھی غور کرلے تو سمجھ لینا دور نہیں۔

واسمیها باصلاح الرسوم

وابدء ها متوکلا علے واهب العلوم

(مولانا) محمد اشرف علی علیہ الرحمۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

پہلی فصل

ان رسوم میں جن کو اکثر کرنے والے بھی گناہ سمجھتے اور کرتے ہیں اور ان میں ایک رسم شادی میں ناچ کرانے کی ہے جس میں یہ قبائح[۱] ہیں۔ نا محرم[۲] عورتوں کو اہل مجلس دیکھتے ہیں جو آنکھ کا زنا ہے' اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں جو کان کا زنا ہے' اس سے باتیں کرتے ہیں جو زبان کا زنا ہے' اس کی طرف قلب کا میلان[۳] ہوتا ہے جو دل کا زنا ہے' جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں جو ہاتھ کا زنا ہے' چنانچہ حدیث شریف میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے بہت لوگوں کو مبتلائے عذاب دیکھا منجملہ ان کے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک غار بشکل تنور کے ہے جو اوپر سے تنگ ہے اور نیچے سے فراخ ہے' اس میں آگ بھری ہے اور اس میں بہت مرد اور عورتیں ننگی ہیں جس وقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ

۱۔ برائیاں ۱۲۔ ۲۔ غیر ۱۲۔ ۳ رجحان ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب اوپر کو آ جاتے ہیں اور جب وہ شعلہ نیچے جاتا ہے تو اس کے ساتھ وہ سب بھی نیچے چلے جاتے ہیں' آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں' انہوں نے جواب دیا کہ یہ زنا کار لوگ ہیں ــــــــ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے لعنت کرے اللہ تعالیٰ بدنگاہ کرنے والے کو اور جس کی طرف بدنگاہ کی جائے یعنی جب وہ بھی اس کا ارادہ و قصد کرے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص بدنگاہ سے دیکھے قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

۲۔ اتنے گناہوں کا علی الاعلان ہونا کیونکہ یہ بات مقرر ہے کہ پوشیدہ گناہ کرنے سے علانیہ زیادہ برا ہے۔ حدیث میں ہے رسول مقبول ﷺ نے علامات قرب قیامت میں فرمایا کہ جب فلاں فلاں امر واقع ہوں اور گانے والیاں اور باجے والے علی الاعلان ظاہر ہونے لگیں اس وقت لوگوں کو اندیشہ کرنا چاہیے سرخ ہوا کا اور زلزلہ کا اور زمین میں دھنس جانے کا اور صورت مسخ[۱] ہو جانے کا اور پتھر برسنے کا اور بڑی بڑی سخت نشانیوں کا کہ اس طرح لگاتار آئیں گی جیسے کسی لڑی کا تاگا ٹوٹ جائے اور اس کے دانے لگاتار گرنے لگتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ واقعی یہ حدیث گویا ناچ ہی کی پیشین گوئی ہے کہ کسی وقت ایسا بھی ہو گا کہ جو لوگ بے باکی سے اس میں شریک ہوتے ہیں وہ سن لیں کہ اس میں کیسی وعیدیں ہیں اور حدیث میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ نہیں ظاہر ہوئی

۱۔ اصلی صورت کے بگڑنے کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروں گا۔ یہ کیا ہے یہ بھی خود ایک سخت گناہ ہے' حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب کے لیے معافی ہے مگر جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرمائی تھی' مگر صبح کو اس نے خود اپنے کو نضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلانے دن کام کیا تھا' خود اپنی پردہ دری کی حالانکہ خدائے تعالیٰ نے چھپا لیا تھا' ظاہر ہے کہ شادی کے رقعوں میں شادی کی اطلاع دور دور کی جاتی ہے اور اس مضمون میں اس فعل کا استحسان اور دوسروں کو ترغیب شرکت اور اپنی منت کشی ہوتی ہے۔

۵۔ اس مجلس میں معازف[۱]' مزامیر[۲] بے دھڑک بجائے جاتے ہیں' جو خود سامان معصیت[۳] ہیں۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حکم فرمایا ہے مجھ کو میرے پروردگار نے معازف اور مزامیر کے مٹانے کا۔ روایت کیا اس کو احمدؒ نے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ جس چیز کے مٹانے کے لیے تشریف لائیں اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانہ ہے۔

۶۔ شرکاء مجلس کو تو نماز کیا خاک نصیب ہوتی اور پاس پڑوس والوں کی نماز میں گانے بجانے کی آواز سے خلل و نقصان واقع ہوتا ہے' بعض لوگوں کو اس پریشانی میں نیند بے وقت آتی ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے۔ سو ان نمازوں کے برباد ہونے کا وبال اس شخص پر پڑتا ہے' ایک ایک نماز کے ترک پر حدیث میں جہنم کی وعید آئی ہے۔ جس شخص نے اتنے آدمیوں کی

۱۔ ہاتھ سے بجانے کے باجے۔ ۲۔ منہ سے بجانے کے باجے۔ ۳۔ یعنی گناہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز خراب کی اس کے عذاب کا کیا ٹھکانہ ہے۔

۷۔ اکثر ناچ دیکھنے کی جب عادت ہو جاتی ہے اس کی برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ گناہ کر کے غم ہوتا اور الٹی فرحت[۱] ہوتی ہے۔ یہ مقام بڑے اندیشہ کا ہے' رسول اللہ ﷺ نے مسلمان ہونے کی یہ علامت فرمائی ہے کہ اگر نیکی کر کے دل خوش ہو اور گناہ کر کے دل برا ہو تو بھی تم مومن ہو' جب گناہ کر کے دل خوش ہونے لگا' پھر فرمائیے ایمان کہاں رہا۔ یہ تو ہر دیکھنے والے کا حال ہوا' اور جس نے سب کو دکھلایا ہے وہ اکیلا ان سب کی برابر عقوبت[۲] کا مستحق ہوتا ہے۔

۸۔ بعض لوگ ناچ والی کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنا سب مال اور آبرو اور دین برباد کرتے ہیں اس کا سبب یہی بانی مجلس ہوا تو اس تمام تر وبال میں یہ بھی شریک ہوگا اور عشق مجازی[۳] ایسی بری بلا کی چیز ہے کہ آدمی کو بعض اوقات کافر بنا کر رہتی ہے کیونکہ انسان کا قلب تو ایک ہی ہے' اس میں ایک ہی محبت سما سکتی ہے' جب کسی مردار کی محبت اس میں آئے گی خالق کی محبت گھٹتی جائے گی' یہاں تک کہ جب قلب کو بالکل محیط[۴] ہو جائے گی تو وہ بالکل دل سے نکل جائے گی اور یہی مقام کفر ہے۔ ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ اپنے گھر کی ڈیوڑھی پر کھڑا تھا اور دروازہ اس کے گھر کا حمام کا سا دروازہ تھا۔ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی وہاں سے گزری' اور پوچھا کہ حمام منجاب کا راستہ کدھر ہے' اس شخص نے کہا حمام منجاب یہی ہے وہ اندر چلی گئی اور یہ اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب لڑکی نے یہ حالت

۱۔ یعنی خوشی۔ ۲۔ یعنی عذاب۔ ۳۔ غیر حقیقی۔ ۴۔ گھیرنے والا' احاطہ کرنے والا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھی تو سمجھ گئی کہ اس نے دھوکا دیا' اس نے براہ چالاکی بشاشت ظاہر کی اور کہا کہ کچھ سامان عیش و نشاط مہیا کر لینا چاہیے۔ کہنے لگا جو کہو ابھی تیار ہو جاتا ہے۔ اس نے کچھ فرمائش کی۔ یہ گھر سے اس کا سامان کرنے کے لیے باہر نکلا' اور اس کو گھر میں چھوڑ گیا۔ یہ لڑکی نکل کر چل دی' وہ شخص لوٹ کر جو آیا اور اس کو نہ پایا تو بہت پریشان ہوا' اور اکثر اس کو یاد کرتا اور گلی کوچوں میں کہتا پھرتا۔

یا رب قائلة یوما وقد تعبت
این الطریق الی حمام منجاب

خلاصہ شعر کا یہ ہے کہ وہ جو حمام منجاب کا راستہ پوچھتی تھی وہ کہاں گئی' اسی طرح تمام عمر مصیبت میں گذری' جب مرنے کا وقت آ پہنچا اور لوگ کلمہ پڑھنے کو کہتے تھے اور وہ بجائے کلمہ کے یوں کہتا تھا۔

یا رب قائلة یوما وقد تعبت
این الطریق الی حمام منجاب

آخر اسی میں ختم ہو گیا۔ نعوذ باللہ من سوء الخاتمہ۔

ایک اور شخص کی حکایت ہے کہ کسی پر عاشق ہو گیا اور اس غم میں صاحب فراش ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر معشوق کو لانے پر آمادہ کیا۔ یہ سن کر عاشق تازہ ہو گیا' اور منتظر وعدہ ہو کر بیٹھا۔ دفعۃً ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ وہ میرے ساتھ آنے کو چلا تھا' راستہ میں کہنے لگا کہ میں موضع تہمت[1] میں نہیں جاتا' میں نے ہر چند سمجھایا مگر اس نے نہ

---

[1] الزام کی جگہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانا اور واپس ہو گیا۔ اس کو سنتے ہی اس کی پہلے سے بدتر حالت ہو گئی اور علامات مرگ ظاہر ہونے لگے اور اس حالت میں یہ کہنا شروع کیا۔

اعلم یا راحت العلیل
ویا شفاء المدنف الخلیل
رضاک اشہی الی فؤادی
من رحمۃ الخالق الجلیل

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے معشوق کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ تیری رضا مندی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ ایک شخص کہنے لگا کہ کمبخت خدا سے ڈر! کیا کہتا ہے' کہنے لگا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ ناصح اٹھ کر دروازہ تک پہنچا تھا کہ اس کی روح قبض ہو گئی۔

ایک اور حکایت ہے کہ مصر میں ایک شخص مسجد میں رہتا تھا اور اس کے چہرے پر نور عبادت کا چمکتا تھا۔ ایک روز اذان کہنے کے لیے مینارے پر چڑھا' اس مینارے کے نیچے ایک نصرانی کا گھر تھا' اس کی دختر پر نظر پڑ گئی اور عاشق ہو گیا' اور اذان چھوڑ چھاڑ نیچے اترا اور اس کے گھر پہنچا' لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اور کیا چاہتا ہے۔ اس شخص نے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ میں اس لڑکی کو چاہتا ہوں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ تو مسلمان میں نصرانی میرا باپ تجھ سے ہرگز نکاح نہیں کر سکتا۔ کہنے لگا کہ اگر نصرانی ہو جاؤں تو' اس نے کہا اس وقت ممکن ہے۔ یہ شخص نکاح کی امید میں نصرانی ہو گیا۔ ابھی نکاح نہیں ہوا تھا کہ کسی کام کے لیے کوٹھے پر چڑھا وہاں سے اتفاقاً" گرا اور مر گیا۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔

یہ آفتیں عشق ا۔ صورت کی ہیں۔ اکثر لوگ اس بلا کو خفیف سمجھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور بعضے اس کو نعوذ باللہ موجب قرب الٰہی و آئینہ مشاہدۂ جمال حقیقی جانتے ہیں۔ جو سراسر الحاد۲۔ و زندیقی کا اعتقاد ہے اور بزرگوں کے بعض کلام سے جو سند پکڑتے ہیں اس کے کچھ معنی نہیں سمجھتے۔

۹۔ بعضے بدکردار اکثر ناچ کرانے والے اس کو سبب ناموری اور آبرو کا جانتے ہیں اور اس کے نہ ہونے کو موجب اہانت و بے رونقی شادی کا سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب گناہ پر آدمی فخر کرنے لگے اور اس کے نہ ہونے کو بے عزتی سمجھے تو اس میں گناہ کا استخفاف۳۔ بلکہ استحسان۴۔ لازم آتا ہے۔ جس کو علماء نے موجب زوال ایمان فرمایا ہے۔

۱۰۔ اس میں مال خوب دل کھول کر برباد کرتے ہیں اور قرآن و حدیث میں اسراف کرنے کی حرمت اور وعید موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے ہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں' اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اس شخص نے بڑی ناشکری اور بے قدری نعمت کی کی کہ اس کو اس طرح برباد و تلف کیا۔

۱۱۔ جن جن لوگوں کو دور دور اطلاع ہوتی ہے اور مبارک باد کے خطوط بھیجتے ہیں ان کو بھی ایسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا کہ شرکاء مجلس کو۔ ابوداؤد میں ہے ——— فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص گناہ میں شریک نہ ہو' مگر اس سے راضی ہو وہ مثل اسی شخص کے ہے جو اس میں شریک و حاضر ہو اور اسی طرح کی بہت سی خرابیاں اس میں جمع ہیں جن کے بیان کی حاجت نہیں' صاف ظاہر ہے۔

۱۔ صورت۔ عشق ظاہری۔ ۲۔ بد دینی۔ ۳۔ ہلکا سمجھنا۱۲۔ ۴۔ اچھا جاننا ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کیا کریں لڑکی والا نہیں مانتا' باصرار فرمائش کرتا ہے۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ اگر لڑکی والا کسی ایسی بات کے لیے زور ڈالے جو تم کو ناگوار ہو مثلاً فرض کرو یوں ہی کہے کہ تم اپنی ماں بہن کو لا کر نچاؤ گے تو ہم لڑکی دیں گے ورنہ نہ دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ کیا کریں گے۔ اس بے عزتی کو محض لڑکی لینے کی ضرورت سے گوارا کریں گے یا نہایت برہم ہو کر غیظ و غضب میں آ کر مرنے مارنے کو تیار ہو جائیں گے اور لڑکی نہ ملنے کی ذرا بھی پروا نہ کریں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ شریعت نے جس چیز کو حرام ٹھیرایا ہے اس سے ایسی ہی نفرت ہونی چاہیے۔ جیسا اپنی طبیعت کے خلاف امور سے ہوتی ہے' اور جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پروا نہیں ہوتی' اسی طرح خلاف شرع امور میں صاف جواب دے دینا چاہیے کہ خواہ شادی کرو یا نہ کرو ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ غرض یہ کوئی عذر اور وجہ مجبوری کی نہیں' اسی طرح برادری اور احباب کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص نہ مانے تو ہرگز اس کے ساتھ شرکت نہ کریں' صاف جواب دے دیں کہ جب تم کو اللہ تعالٰی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں تو ہم کو تمہاری ناراضگی کی پرواہ نہیں۔

ہزار خویش کہ بے گانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بے گانہ کاشنا باشد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

منجملہ ان رسوم کے اکثر نوجوانوں کو گنجفہ' شطرنج وغیرہ کھیلنے اور کبوتر بازی اور مرغ اور بٹیر لڑانے اور کنکوا وغیرہ اڑانے کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں شراب و قمار کے حرام ہونے کو فرمایا ہے اور اس کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ شیطان یوں چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے دور کرے' سو ظاہر ہے کہ جب حرام ہونے کی علت یہ ٹھیری تو جس چیز میں یہ علت پائی جائے گی اس کو حرام کہا جائے گا۔ ان سب کھیلوں میں جس قدر قلب کو مشغولی ہوتی ہے اس کو دیکھنے والے جانتے ہیں جو بشری طبعی حوائج ہیں۔ کھانا پینا' پیشاب پاخانہ' ان کی خبر بھی نہیں رہتی نماز کا تو ذکر کیا ہے اور ان کھیلوں کی بدولت اکثر آپس میں گالی گلوچ اور رنج و تکرار بلکہ کبھی کبھی ہاتھا پائی کی بھی نوبت آ جاتی ہے پھر اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔

شطرنج وغیرہ کا بیان

حدیث میں ہے جو شخص نرد[۱] سے کھیلا اس نے اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کی —— روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ اور مالک نے۔ اور

۱۔ گوٹ چوسر۔ ۲۔ جنگ کی چالیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نرد سے کھیلے، پھر اٹھ کر نماز پڑھے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کرے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھ لے۔ روایت کیا احمد نے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ شطرنج اہل عجم کا قمار ہے۔ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا ارشاد ہے کہ شطرنج نہیں کھیلتا مگر گنہگار۔ یعنی اس کے کھیلنے سے گناہ ہوتا ہے۔ اور ان ہی سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے شطرنج کھیلنے کو پوچھا، فرمایا کہ یہ باطل ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں کرتا۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ اور ہدایہ، در مختار وغیرہ میں شطرنج کو صریحاً حرام لکھا ہے۔ خواہ اس میں بازی بدی جائے یا ویسے ہی کھیلیں۔

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے ذکاوت بڑھتی ہے اور فنون حرب میں اس سے مدد ملتی ہے۔ سو اول تو یہ بات بالکل لغو ہے اس کو ذکاوت سے کیا علاقہ۔ بلکہ اور عقل خبط ہو جاتی ہے، اس میں ایسا انہماک ہوتا ہے کہ اور کسی چیز کی خبر نہیں رہتی۔ البتہ عجب نہیں کہ کھیلتے کھیلتے خاص شطرنج بازی میں خوب چالیں یاد ہو جاتی ہوں اور اس میں ذہن دوڑنے لگتا ہو سو اس سے کیا کام نکلا اور کون سا فائدہ ہوا۔ اسی طرح فنون حرب سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تو اصطلاحی چالیں ہیں کہ اسپ[1] اس طرح چلتا ہے اور فیل[2] اس طرح و علیٰ ہذاالقیاس۔ واقعی لڑائی میں یہ چالیں تھوڑی ہیں۔ اس کے جداگانہ اصول و قواعد ہیں۔ غرض دونوں عذر واہیات ہیں اور

۱۔ مہرہ شطرنج گھوڑا۔ ۲۔ ہاتھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی سبیل التسلیم[۱]۔ دلائل شرعی کے روبرو قیاسی گھوڑے دوڑانا سخت گناہ ہے اور بے باکی کی بات ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے مذہب میں درست ہے' ہم ان کے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ سو اول تو اپنے امام کا مذہب جب کہ وہ قرآن و حدیث کے موافق ہو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا محض حظ نفس[۲] کے واسطے بلا ضرورت شدید جائز نہیں۔ اگر ایسی گنجائش دی جائے تو دین کیا ایک کھیل ہو جائے گا۔ ہر امر میں کسی نہ کسی کا مذہب تو موافق خواہش نفسانی ضرور نکل آئے گا۔ مثلاً وضو کر کے خون نکل آیا جو کسی نے کہا کہ وضو ٹوٹ گیا پھر کر۔ یوں کہنے لگے ہم نے امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کر لیا۔ پھر اتفاق سے عورت کو بہ شہوت ہاتھ لگایا جو کسی نے کہا کہ اب تو شافعیؒ مذہب کے موافق بھی وضو ٹوٹ گیا اب تو دوسرا وضو کر لو۔ کہنے لگا اس میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کر لیا۔ حالانکہ اس کا وضو بالاجماع[۳] باطل ہو گیا۔ مگر اس نے بے وضو نماز ٹرخائی۔ اسی طرح ہزاروں خرابیاں دین کے اندر لازم آئیں گی۔ اسی وجہ سے علماء معتبرین نے اجماع کیا ہے کہ ایک مذہب معین کی تقلید واجب ہے تاکہ دین میں خبط نہ کرے اور بندۂ نفس نہ بن جائے۔ پھر یہ کہ امام شافعیؒ کا یہ قدیم قول ہے اور اس میں بھی انہوں نے یہ شرط ٹھہرائی ہے کہ کثرت سے نہ ہو اور اس میں ایسا انہماک نہ ہو کہ نماز اپنے وقت سے ٹل جائے' سو ظاہر ہے کہ یہ شرطیں کہیں بھی نہیں پائی جاتیں۔ پھر یہ کہ اس سے بھی امام شافعیؒ نے رجوع[۴] فرمایا ہے۔ چنانچہ نصاب الاحتساب میں خلاصہ سے نقل کیا ہے'

۱۔ اگر مان لیا جاوے۔ ۲۔ مزہ جی کا۔ ۳۔ سب کے نزدیک۔ ۴۔ لوٹا لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب کسی حال میں امام شافعیؒ کے مذہب کو آڑ بنا کر شطرنج کھیلنے کی گنجائش نہیں رہی اور اس میں انہماک ایسا وبال ہے کہ خدا کی پناہ! جواب کافی میں ایک شاطر کی حکایت لکھی ہے کہ سکرات موت میں اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا' بجائے کلمہ پڑھنے کے کہتا ہے کہ شہ رخ تجھ پر غالب ہوا اور وہ فوراً مر گیا۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی چیز دل میں رچ جاتی ہے اور رگ و پے میں سما جاتی ہے تو مرتے وقت اس کا غلبہ ہوتا ہے اور اسی دھندے میں آدمی مرتا ہے۔ مصرعہ "چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔"

کبوتر بازی

اب کبوتر بازی کی نسبت سنئے: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے۔ پھر کبوتر بازوں کی عادت دوسروں کے کبوتر پکڑنے کی بھی ہے۔ یہ سراسر ظلم و غضب ہے' جس کی نسبت حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہو گا تو قیامت کے روز ظالم کی نیکیاں مظلوم کو اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دیئے جائیں گے پھر ظالم دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور اگر کوئی کبوتر بازیوں کہے کہ دوسرے بھی ہمارا کبوتر پکڑ لیتے ہیں' ہم نے ان کا پکڑ لیا تو کیا مضائقہ ہے۔ تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ مبادلہ شرعاً" اس وقت صحیح و معتبر ہے جب باہمی رضا مندی کے ساتھ ہو اور تمام شرائط انعقاد و بیع کی موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جس طرح تمام دنیا میں خرید و فروخت ہوتی ہے' اور یہ چھینا جھپٹی کا مبادلہ سراسر ظلم ہے۔ کبھی ایک شخص ظلم میں بڑھ گیا کبھی دوسرا' اور جس پر ظلم کیا ہے اس کی بھی نیت تو آخر خراب ہی رہتی ہے کہ جس قدر زیادتی ہو سکے دریغ نہ کروں گا۔ قابو نہ پڑنے کی وجہ سے مجبور ہے۔ سو جب ظلم زائد کی نیت کر لی اس کا گناہ لکھا گیا خواہ اس فعل پر قادر ہوا یا نہ ہوا۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب دو مسلمان ناحق آپس میں لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قاتل کا دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آ گیا مگر مقتول کے جانے کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ جی اس کا بھی یہی چاہتا تھا کہ اپنے مقابل کو قتل کرے' اور اگر کوئی کہے کہ کبوتر بازوں کا گروہ اس مبادلہ پر رضامند ہے کہ جس کے ہاتھ آئے لے جائے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ رضامندی تسلیم بھی کر لی جائے تو جوئے میں داخل ہے' جوا رضامندی سے حلال نہیں ہوتا۔ اس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص[1] ہے۔ غرض کسی طرح اس میں جواز کی صورت نہیں ہے۔ پھر اس میں جو مشغولی ہوتی ہے جس میں نہ نماز کی خبر رہتی ہے نہ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنے کی نہ اہل و عیال کی خدمت گزاری کی وہ خود ایک مستقل وجہ اس شغل کے حرام ہونے کی ہے۔ کیونکہ عبادات و حقوق مذکورہ واجب ہیں' اور ترک واجب حرام ہے۔ اور یہ شغل اس حرام کا سبب ہو جاتا ہے' اور حرام کا سبب حرام ہے' چنانچہ سب مقدمات ظاہر ہیں۔

---

[1] قرآن کی نص یعنی صریح آیت سے ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان لوگوں کا بے دھڑک کوٹھوں پر چڑھ جانا اور پردہ داروں کی بے پردگی کی کچھ پرواہ نہ کرنا اور کبوتروں کو ڈھیلے مارنا' اس سے پڑوسیوں کا پریشان ہونا یہ ایک معمولی بات ہے' جس کا قبیح اور موجب بے غیرتی ہونا محتاج بیان نہیں۔ درمختار میں ایسی صورت کی نسبت لکھا ہے کہ اگر منع کرنے سے باز نہ آئے تو محتسب[۱] کو کرنا چاہیے کہ ان کبوتروں کو ذبح کر ڈالے۔ الغرض جس چیز میں اس قدر مفاسد ہیں وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی ہے۔

کنکوا اڑانا

اب کنکوے بازی کی نسبت بھی سن لیجائے۔ جس قدر خرابیاں کبوتر بازی میں ہیں' قریب قریب اس میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ کنکوے کے پیچھے دوڑنا' جس میں پیغمبر ﷺ نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے۔

۲۔ دوسرے کے کنکوے کو لوٹ لینا' جس کی ممانعت حدیث شریف میں صراحۃً وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں لوٹتا کوئی شخص ایسا لوٹنا جس کی طرف لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور پھر بھی وہ مومن رہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے' یعنی یہ خصلت ایمان کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے خواہ کچھ ہی معنی ہوں مگر ظاہراً" تو پیغمبر صاحب ﷺ نے ایسے شخص کو خارج از ایمان فرما دیا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اس لوٹنے

۱۔ منہیات سے روکنے والا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو مالک کی اجازت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ یہ وعید متعلق نہیں ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے' مالک کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی۔ چونکہ عام رواج اس کا ہو رہا ہے اس لیے خاموش ہو جاتا ہے' دل سے ہرگز رضا مند اور خوش نہیں۔ اگر اس کا بس چلے تو خود دوڑے اور کنکوا ہرگز بھی دوسرے کو نہ لینے دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ بڑی کوشش سے جلدی جلدی ڈور کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔

۳۔ ڈور کو لوٹ لینا' بلکہ اس میں ایک اعتبار سے کنکوے کے لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے کیونکہ کنکوا تو ایک ہی کے ہاتھ آتا ہے سو ایک ہی آدمی گنہگار ہوتا ہے' اور ڈور تو بیسیوں کے ہاتھ لگتی ہے' بہت سے آدمی گناہ میں شریک ہوتے ہیں اور باعث ان تمام آدمیوں کے گنہگار ہونے کے وہی کنکوا اڑانے والے ہیں تو حسب وعدہ مذکورہ بالا ان سب کے برابر اس اکیلے اڑانے والے کو گناہ ہوتا ہے۔

۴۔ ہر شخص کی نیت کہ دوسرے کے کنکوے کو کاٹ دوں اور اس کا نقصان کر دوں سو کسی مسلمان کو ضرر پہنچانا حرام ہے۔ اس حرام فعل کی نیت سے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔

۵۔ نماز سے غافل ہو جانا' جس کو اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت فرمائی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔

۶۔ اکثر کوٹھوں پر کھڑے ہو کر کنکوا اڑانے سے آس پاس والوں کی بے پردگی ہونا۔

۷۔ بعض اوقات کنکوا چڑھاتے چڑھاتے پیچھے کو ہٹتے جاتے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوٹھے سے نیچے آگرتے ہیں' چنانچہ اخبارات میں اس قسم کے واقعات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں صریح اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جو کہ آیت قرآنی سے حرام ہے اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر آڑ نہ ہو۔ اس کی وجہ یہی احتمال ہے کہ شاید گر پڑے۔ سبحان اللہ! ہمارے پیغمبر ﷺ ہم پر کس قدر شفیق ہیں کہ ایسے ایسے احتمالات مضرت سے ہمیں روکیں اور ہم ان احکام کی ایسی بے قدری کریں۔ افسوس صد افسوس!!

۸۔ ایک خرابی خاص اس میں یہ ہے کہ کاغذ جو کہ آلات علم سے ہے اس کی اہانت ہوتی ہے اور گڈی آٹے سے بنتی ہے اس کی اہانت ہوتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ روٹی کا اکرام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہانت رزق کی ممنوع ہے۔ اسی طرح علم کے ادب کو کون نہیں جانتا کہ ضروری ہے' اس میں دونوں کی اہانت ہے۔

۹۔ ان سب کھیلوں میں مفت مال ضائع ہوتا ہے اور فضول خرچی کا حرام ہونا اوپر قرآن مجید سے ثابت ہو چکا ہے۔

مرغ بازی وغیرہ

اب مرغ بازی و بٹیربازی کی نسبت ملاحظہ فرمایئے۔ حدیث میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کرانے سے درمیان بہائم کے۔ اس حکم میں مرغ و بٹیرو تیتر و مینڈھے وغیرہ سب آ گئے اور واقعی عقل کے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہے۔ خواہ مخواہ بے زبان جانوروں کو بلا کسی ضرورت و مصلحت کے تکلیف دینا اور کبھی اس میں جوا بھی ہوتا ہے یہ دوسرا گناہ ہوا اور نماز اور ضروری امور سے غفلت ہونا اور تمام تماشائیوں کے گناہ کا باعث بننا یہ مزید بر آں ہے جن کی برائی جدا جدا کئی کئی بار بیان ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

منجملہ ان رسوم کے آتش بازی ہے' اس میں بھی متعدد خرابیاں جمع ہیں۔

۱۔ مال کا ضائع کرنا جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

۲۔ اپنی جان کو یا اپنے بچوں کو یا پاس پڑوس والوں کو خطرہ میں ڈالنا۔ صدہا واقعات ایسے ہو چکے ہیں جس میں آتش بازوں کا ہاتھ اڑ گیا' منہ جل گیا' یا کسی کے چھپر میں آگ لگ گئی' جس کی حرمت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں۔ اسی واسطے حدیث شریف میں بلا ضرورت آگ کے تلبس[۱] و قرب سے ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ کھلی آگ اور جلتا چراغ چھوڑ کر سونے کو منع فرمایا ہے۔

۳۔ بعض آلات آتش بازی میں کاغذ بھی صرف ہوتا ہے جو آلات علم سے ہے اور آلات علم کی بے ادبی خود امر قبیح ہے' جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ پھر غضب یہ ہے کہ لکھے ہوئے کاغذ بھی استعمال ہوتے ہیں خواہ اس پر

۱۔ خلط ملط۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ ہی لکھا ہو۔ قرآن یا حدیث۔ چنانچہ مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ میں نے کاغذ کے بنے ہوئے کھیل دیکھے' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے ورق ہیں۔

۴۔ بچوں کو ابتدا سے تعلیم معصیت[1] کی ہوتی ہے' جن کے واسطے شرعی حکم ہے کہ ان کو علم و عمل سکھاؤ۔ گویا نعوذ باللہ حکم شرعی کا پورا مقابلہ ہے۔ بالخصوص شب برات میں یہ خرافات کرنا جو کہ نہایت متبرک شب ہے۔ یہ بات مقرر ہے کہ اوقات متبرکہ میں جس طرح طاعت کرنے سے اجر بڑھتا ہے۔ اسی طرح معصیت کرنے سے گناہ بھی زائد ہوتا ہے۔

۵۔ بعض آلات آتش بازی اوپر کو چھوڑے جاتے ہیں۔ جیسے بیل اور اڑن انار وختنگا وغیرہ' اول تو بعضوں کے سرپر آکر گرتے ہیں اور لوگوں کو چوٹ لگتی ہے۔ علاوہ اس کے اس میں یاجوج ماجوج کی مشابہت ہے جس طرح وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے' اور کفار کی مشابہت حرام ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایام حج میں تو توپیں چلتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آتش بازی درست ورنہ وہاں ایسا کیوں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عوام لشکریوں کا فعل شرع میں حجت نہیں۔ البتہ عالم محقق دین دار کا فتویٰ جو مطابق قواعد شرعیہ کے ہو حجت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ توپیں وغیرہ چلانا لشکریوں کا فعل ہے نہ کسی عالم کا فتویٰ۔ دوسرے اس میں کچھ مصالح بھی نکل سکتے ہیں۔ اظہار شوکت اسلام و تنظیم شعائر حج و اعلان ارکان وغیرہا اور آتش بازی میں کون سی شوکت ہے۔

ا۔ گناہ' نافرمانی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر کسی مقام پر ضروری امر کے اعلان کی اصطلاح ٹھیرا لی جائے تو بقدر ضرورت جائز ہو گی۔ جیسے وقت افطار و سحر کے اعلان کے لیے ایک آدھ گولہ چھوڑ دینا اس کا مضائقہ نہیں اور اگر اس کی حاجت سے زائد ہو گا تو وہ بھی ممنوع ہے۔

—○ ☆○ ☆ ○—

چوتھی فصل

منجملہ ان رسوم کے ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانہ میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ حضورؐ نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقتہ" وجوب کے لیے ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں کام واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔ پس ڈاڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں' اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول کریمؐ نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔ جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور ڈاڑی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں' بلکہ ڈاڑی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں۔ ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسولؐ کے بنائیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ ڈاڑھی مردوں کے لیے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لیے سر کے بال' کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورت کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا ڈاڑی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے۔ کچھ بھی نہیں' رواج نے بصیرتا۔ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ترک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں۔ جو منڈاتا ہے برا کرتا ہے۔ خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اسے کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار۲۔ ہے۔ یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے جتنی زیادہ ہو نعمت ہے۔ اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے' اور ہرچند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے۔ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے۔ فساق ۳۔ کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ سخت افسوس یہ ہے کہ بعضے طالب علم عربی پڑھنے والے بھی اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ان کی شان میں بجز اس کے کیا کہا

۱۔ دلوں پر۔ ۲۔ شرمندگی۔ ۳۔ گنہگاروں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ "چار پائے بروئے۱ کتابے چند"۔ ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھر اوروں کو نصیحت کریں، مسئلے بتائیں، خود بد عمل ہوں، عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں، پھر ان کو دیکھ کر اور جاہل گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی گمراہی کا وبال انہی کے برابر ان پر پڑتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے کسی گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے، میرے نزدیک مدرسین و مہتممین مدارس اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا اور کوئی امر خلاف وضع شرعی کرے، اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ مدرسہ سے خارج کر دینا چاہیے۔ ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے۔

بے ادب را علم و فن آموختن — دادن تیغ ست دست راہزن

ترجمہ :۔ بے اب کو علم و فن کا سکھلانا ایسا ہے جیسا کہ تلوار ڈاکو کے ہاتھ میں دینا اور یاد رہے کہ نائی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعاً ممنوع ہو خواہ ڈاڑھی کا یا سر کا، کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ اس کو چاہیے کہ عذر و انکار کرے۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

۱۔ گدھوں پر کتابیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل

منجملہ ان رسوم کے داڑھی کا سیاہ خضاب کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے، جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہو گی۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔ اور عقل بھی اس فعل کے قبیح ہونے کو مقتضی ہے کیونکہ سیاہ خضاب کر کے اپنے بڑھاپے کو چھپاتا ہے اور دیکھنے والے کو دھوکا دیتا ہے اور فطرت الٰہی کو بدلنا چاہتا ہے اور یہ سب امور قبیح ہیں۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سفید بال مت نوچو پس بلا شک وہ نور ہے مسلمان کا۔ اور حدیث شریف میں بعضی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو اپنے بناؤ سنگار کے واسطے اپنی خلقی[ا] وضع کو بدلیں۔ اور اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں المغیرات۔ لخلق اللہ۔ سفید بال نوچنے کی ممانعت سے بڑھاپے کو چھپانے کی برائی اور دوسری حدیث سے قدرتی وضع کو بدلنے کی برائی معلوم ہوئی۔ سیاہ خضاب میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں اس لیے عقلاً بھی ممنوع ہوا۔

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ وسمہ کا سیاہ خضاب اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں مہندی اور نیل کے خضاب کی اجازت آئی ہے اور

[ا] قدرتی۔ [۲] جو بدلنے والیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتی بنائی ہوئی ہیئت کو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہندی اور نیل سے سیاہ رنگ ہو جاتا ہے مگر یہ امر لازم نہیں' کیونکہ مہندی اور نیل کی ترکیبیں مختلف ہیں۔ بعضے اہل تجربہ کا قول ہے کہ اگر دونوں کو مخلوط کر لیں تو سیاہ رنگ ہوتا ہے اور اگر دونوں کو جدا جدا لگائیں تو سرخ ہوتا ہے۔ بعض سے سیاہی ہوتی ہے بعض سے نہیں ہوتی۔ جب حدیث میں سیاہ خضاب سے مطلقاً" ممانعت آئی ہے تو حنا اور نیل کا خضاب اسی ترکیب سے جائز ہو گا جس میں سیاہی نہ آئے' جیسا کہ ظاہر ہے اور سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی جو علت ہے وہ تو وسمہ میں برابر ہے علت کے اشتراک سے حکم کا اشتراک ضروری ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خضاب وہ منع ہے جس میں نیلگونی ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کبوتر کے سینے سے تشبیہ دی ہے اور کبوتر کا سینہ اسی رنگ کا ہوتا ہے اور جو بالکل سیاہ ہو جائز ہے۔ اس تقریر پر سخت تعجب ہوتا ہے۔ تشبیہ سے تو استدلال کیا حالانکہ تشبیہ میں ادنیٰ مشارکت بھی کافی ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ گہرے رنگ ہونے میں تشبیہ دی ہو یا مطلق سیاہی میں ہو اگرچہ اوصاف سیاہی کے متفاوت ہوں۔ محاورات میں برابر اس قسم کی تشبیہات استعمال کی جاتی ہیں اور حدیث میں جو لفظ "سواد" تصریحاً" موجود ہے اس پر نظر نہ کی اور بلا ضرورت تاویل کی۔ غرض سواد میں تاویل کرنے سے تشبیہ میں توجیہ کرنا زیادہ اقرب[1] ہے جیسا کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ دوسری علت ممانعت کی جو اوپر مذکور ہوئی' سیاہی میں زیادہ پائی جاتی ہے اور نیلگونی میں کم' تو تعجب ہے کہ جس میں علت ادنیٰ درجہ کی پائی

۱۔ بہت قریب ۱۲۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے وہ تو ممنوع ہو اور جس میں اعلیٰ طریق پر پائی جائے وہ جائز ہو پھر یہ کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ کبوتر کا سینہ نیلگوں ہی ہوتا ہے۔ بعض کبوتر کا سینہ نہایت گہرا سیاہ ہوتا ہے۔ غرض کوئی دلیل قوی اس کے جواز کی نہیں پائی گئی۔ اگر کسی کو زیادہ تحقیق ہو حسبتہ اللہ وہ اس رسالہ کے حاشیہ پر ثبت فرمائیں۔ البتہ اعداء دین کے مقابلہ کے وقت بغرض ہیبت دلانے کے فقہاء نے جائز کہا ہے' سو ممکن ہے کہ آیت ترھبون بہ عدواللہ وعدوکم اور حدیث الحرب خدعتہ کے عموم میں اس کو داخل کر لیا جائے۔

بعض لوگ امام ابو یوسفؒ کی روایت کو پیش کیا کرتے ہیں۔ سو بشرط ثبوت اس روایت کے اور ان کے رجوع نہ کرنے کے جواب یہ ہیں کہ رسم المفتی میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ صاحبین میں اگر اختلاف ہو تو جس کے ساتھ امام اعظمؒ ہوں گے اس قول پر فتویٰ ہو گا خصوصاً جب کہ وہ قول دلیل صریح صحیح سے موید بھی ہو' اس لیے امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنا خلاف اصول مقررہ مذہب حنفی ہے اور بوجہ موجود ہونے دلیل صحیح صریح کے خلاف دیانت بھی ہے۔ البتہ اور رنگوں کا خضاب جائز ہے کہ اس میں اختلاف پیری کا نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول میں کچھ مناسب تاویل ۲۔ کر لینا چاہیے جس سے مخالفت نص کا شبہ نہ رہے۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

ا۔ پوشیدہ ۲۔ وہ تاویل یہ ہے کہ مراد ابو یوسف ؒ کی سیاہی سے گہرا سرخ ہے کیوں کہ گہرے سرخ میں سیاہی آ جاتی ہے۔ ۱۲۔ ۳۔ چھوڑ دو اور لٹکاؤ ڈاڑھی۔ ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل

منجملہ ان رسوم کے ڈاڑھی چڑھانا ہے یہ بھی حرام ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ اعفوااللحی وارد ہے۔ چونکہ امر حقیقتہ" وجوب کے لیے ہوتا ہے پس نیچے کو چھوڑنا داڑھی کا واجب ہوا اور اس واجب کا ترک کرنا حرام ہوا۔ ظاہر ہے کہ ڈاڑھی چڑھانے میں اس واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ اس لیے وہ بھی حرام ہوا' اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت ردیفعؓ سے فرمایا کہ شاید میرے بعد تمہاری عمر زیادہ ہو تو لوگوں کو خبر دے دینا کہ جو شخص ڈاڑھی میں گرہ لگائے اور فلاں فلاں کام کرے پس بلاشک محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔ گرہ لگانے میں ڈاڑھی اپنی اصلی ہیئت سے بدلتی ہے اور اس میں بل پڑتا ہے۔ جہاں یہ امر پایا جائے گا وعید مطلق ہو گی۔ ڈاڑھی چڑھانے میں ہیئت کا بدلنا اور اس میں بل پڑنا ظاہر ہے۔ عقلاً بھی غور کیا جائے تو وہ ہیئت تکبر کی ہے۔ تکبر اور اس کی ہیئتوں کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں منصوص ہے۔ بہرحال عقلاً و نقلاً" یہ عادت مذموم ہے۔ اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل

منجملہ ان رسوم کے سرپیچ میں سے کھلوانا یا آگے سے بال لینا جس کو عربی میں قزع کہتے ہیں اور خود حدیث میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ کہیں سے منڈا دیا جائے اور کہیں سے چھوڑ دیا جائے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قزع سے ممانعت فرماتے ہیں۔ بعضے یوں سمجھتے ہیں کہ بڑوں کے لیے بے شک ممنوع ہے' مگر بچوں کے لیے کیا حرج ہے۔ وہ غیر مکلف ہیں۔ یہ خیال بالکل باطل ہے' اگر بچے غیر مکلف ہیں تو گناہ گار نہ ہوں گے۔ مگر ان کے بزرگ تو غیر مکلف نہیں' ان کو گناہ ہو گا کہ بچوں کا ایسا سر کیوں بنوایا' اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا کچھ سر منڈا ہے اور کچھ رہ گیا ہے۔ آپؐ نے ان لوگوں کو منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یا تو سب منڈواؤ یا سب رہنے دو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے' اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو خود اس فعل کا مذموم ہونا۔ دوسرے آپؐ نے بچہ سمجھ کر خاموشی نہیں اختیار فرمائی بلکہ اس کے والی وارثوں کو منع فرمایا' جس سے ثابت ہوا کہ بچوں کے لیے بھی اجازت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا لنگی پہننا یا بہت لمبی آستین بنانا یا بہت لانبا شملہ چھوڑنا۔ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نظر رحمت نہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف جو اپنی ازار کو اترانے کی راہ سے نیچے لٹکائے دوسری حدیث میں اس لٹکانے کی حد آئی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ تیسری حدیث میں دوسرے لباسوں میں بھی اس کا حرام ہونا مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ اسبال یعنی دراز کرنا اور حد سے بڑھانا ازار میں بھی ہوتا ہے اور کرتہ میں بھی اور عمامہ میں بھی۔ جو شخص ان میں سے کسی لباس کو تکبر کی راہ سے حد سے زیادہ بڑھائے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ کریں گے قیامت کے روز۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ اور اسی کی موید[۱] ایک اور حدیث ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے کپڑے کو اترا[۲] کر بڑھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے روز نظر رحمت نہ فرمائیں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ اس میں مطلقاً ”کپڑے کو فرمایا“ جس میں تمام کپڑے آگئے جس میں ازار کے بڑھانے کی حد تو حدیث میں آگئی ہے اور دوسری پوششوں کی نسبت علماء محققین نے فرمایا

۱۔ تائید کرنے والی۔ ۱۲۔ ۲ یعنی اکڑ کر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ آستین کا انگلیوں سے آگے بڑھانا اور شملہ کا نصف کمر سے نیچے ہونا' یہ سب اسبال ممنوع ہے۔ بعض کج فہم یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے جو براہ تکبر ہو' ہم تو تکبر سے نہیں کرتے' اس لیے ہمارے لیے جائز ہے۔ سو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اول تو یہ کہنا غلط ہے کہ ہم تکبر سے نہیں کرتے' اچھا پھر کیوں کرتے ہو۔ وضع مسنون کیوں اختیار نہیں کرتے ہو' اس لیے اختیار کرنے میں دل کیوں تنگ ہوتا ہے۔ اونچے پائنچوں کو حقیر کیوں جانتے ہو۔ اگر یہ تکبر نہیں تو کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں جو تکبر کی قید آئی ہے یہ کیا ضرور ہے کہ قید احترازی ہو' ممکن ہے کہ قید واقعی ہو' چونکہ اکثر لوگ اسی قصد سے کرتے ہیں اس لیے آپ نے یہ قید ذکر فرمائی اور ممنوع ویسے بھی ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے جو شروع فصل ہذا میں لکھی گئی ہے' جس میں ٹخنوں کی حد کا ذکر ہے' اس میں یہ قید تکبر کی مذکور نہیں' "مطلقاً" ارشاد ہوا ہے' جس سے یہ ثابت ہوا کہ خواہ تکبر ہو یا نہ ہو ہر حال میں ممنوع ہے' ہاں تکبر میں ایک گناہ تکبر کا اور مل کر معصیت شدید ہو جائے گی' یہ دوسری بات ہے اور بلا تکبر ایک ہی معصیت رہے گی مگر رہے گی تو سہی۔ براتسلہ اور جواز کی تو صورت نہ نکلی' اگر کوئی کہے ہم اس مطلق کو بھی اسی مقید پر محمول کر لیں گے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ امر اصول فقہ حنفی میں بدلیل ثابت ہو چکا ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہا کرتا ہے۔ غرض کوئی گنجائش جواز کی نہیں۔ بعض لوگ تقویٰ جتلانے کو نماز میں اوپر کر لیتے ہیں' سو نماز سے خارج بھی تو گناہ

۔ چھٹکارا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچنا واجب ہے۔ اس حیلہ سے کیا ہوتا ہے بعض لوگ پائینچے تو لمبے لمبے بناتے ہیں۔ مگر بو تام ا۔ ٹخنوں سے اونچے لگا لیتے ہیں کہ ٹخنوں سے اوپر چوڑیاں پڑی رہتی ہیں۔ یاد رکھو کہ اصل گناہ تو کپڑا برباد کرنے کا ہے۔ خواہ ٹخنے ڈھکیں یا کھلے رہیں اس سے کیا بچاؤ ہوا اور یاد رہے کہ درزی کو بھی ایسا کپڑا سینا جائز نہیں کیونکہ گناہ کی اعانت گناہ ہے' صاف انکار کر دینا چاہیے' کچھ رزق ایسے ہی کپڑے سینے پر منحصر نہیں ہے۔

نویں فصل

منجملہ ان رسوم کے گھر میں تصویروں کا لگانا اور بلا ضرورت کتوں کا رکھنا ہے۔ حدیث میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں داخل ہوتے فرشتے۔ (رحمت کے) جس گھر میں کتا یا تصویر ہو"۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہو گا۔ اور حدیث میں ہے' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص بجز ان تین غرض کے کتا پالے۔ ا۔ مویشی کی حفاظت۔ ۲۔ شکار۔ ۳۔ کھیت کی حفاظت۔ اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط ۲۔ کم ہوتا رہے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے۔ ان حدیثوں سے تصویر بنانا۔ تصویر رکھنا' بلا ضرورت کتا

ا۔ بٹن ۱۲۔ ا۔ دوسری حدیث میں اس عالم کی قیراط کی مقدار پہاڑ احد کے برابر آئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالنا سب کا حرام ہونا ثابت ہو گیا۔ اس زمانہ میں تہذیب جدید کے لوازم میں سے یہ دونوں امر ہو گئے۔ تصویر جزو مکان اور کتا داخل اہل و عیال سمجھا جاتا ہے۔ ذرا بھی دل کو انقباض[1] اور روک ٹوک نہیں' بے دھڑک دونوں چیزیں برتی جاتی ہیں۔

بعض لوگوں پر اس قدر عقل پرستی کا غلبہ ہے کہ کتے کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے وجہ ممانعت دریافت کرتے ہیں گویا درپردہ نعوذ باللہ اس حکم شرعی کے عبث اور لغو ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر سچ مچ ان کے دلوں میں ایسا خیال ہے تو تجدید ایمان ضروری ہے۔ مسلمان بننے کے بعد احکام شرعیہ کی علت ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ احکام مجازی کے بہت سے قوانین و احکام کی علت سمجھ میں نہیں آتی اور پھر بے چون و چرا ان کو مانتے ہیں تو حاکم حقیقی کے احکام میں کیوں چون و چرا کی جائے۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارا دین تو عقل کے موافق ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ عقل کے موافق ضرور ہے مگر عقل کی رسائی تو وہاں تک ضروری نہیں۔ مثلاً بہت سی چیزیں حس بصر سے دریافت کرنے کے قابل ہیں' مگر اندھوں کو تو ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ عقل والے کا کام ہے کہ علت احکام کو سمجھ لے' یہ عقل انبیاء اور اولیاء کاملین و علماء[2] راسخین کو عطا ہوئی ہے۔ عوام کی عقل میں اس قدر قوت نہیں اور کوئی ڈگری یا پاس حاصل کر لینے سے زمرۂ عوام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ پھر یہ کہ مراد اس سے دین کے اصول ہیں کہ وہ عقلی ہیں۔ یعنی جو قرآن و حدیث کو بھی نہ مانتا ہو اس کو توحید و رسالت کی

---

[1] رکاوٹ۔ [2] پکے عالم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم دلیل عقلی سے ممکن ہے۔ رہ گئے فروع' مثلاً فلاں چیز حرام کیوں ہے فلاں چیز حلال کیوں ہے' اس کا عقلی ہونا بایں معنی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کو دلیل شرعی سے مان لینا چاہیے اور عقل کے موافق بھی یہی بات ہے کہ حاکم کو حاکم ماننے کے لیے جتنی حجتیں چاہئیں کر لی جائیں' جب حاکم ہونا تسلیم کر لیا' پھر اس کے ہر ہر حکم میں حجتیں کرنا صریح بغاوت ہے۔ میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں کہ ہر حکم کی علت ڈھونڈھنا اور اس کے تسلیم میں علت کا انتظار کرنا بالکل الحاد کا پھاٹک ہے۔ نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا۔ غرض حکم شرعی کو بلا نزاع مان لینا واجب ہے ہاں ماننے کے بعد تحقیق حکمت کے لیے بطور استفادہ کے اگر غور کیا جائے تو وجہ بھی نکل آتی ہے۔ چنانچہ راقم ریل میں ایک بار سفر کر رہا تھا' ایک نوجوان کتا لئے ہوئے سوار تھے۔ اور انہوں نے کتے کے کمالات بیان کر کے یہی سوال کیا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب بے شک کتے میں یہ کمالات ہیں مگر اس میں ایک عیب ایسا سخت ہے جس نے تمام کمالات پر خاک ڈال دی' اس لیے شرعاً" خبیث قرار پایا۔ پوچھنے لگے وہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس میں قومی ہمدردی نہیں ہے۔ اپنے ہم جنس کو دیکھ کر اس کی جو کیفیت ہوتی ہے سب کو معلوم ہے۔ چونکہ جواب صحیح تھا اور سائل کے مذاق کے موافق بھی تھا۔ بس دم بخود ہو گئے' بلکہ خوش ہو کر موافقت کر لی۔ بعض لوگ زبردستی کی ضرورتیں تراش لیتے ہیں کہ ہم نے حفاظت مکان کے لیے پالا ہے۔ صاحب اللہ تعالیٰ ارادہ اور نیت کو دیکھتے ہیں۔ جب خاص مقصد تفریح سے پالتے ہیں تو ایسی تصنیفی ضرورت سے اجازت نہیں ہو سکتی۔ پھر کتے سے تو حفاظت وہ کرے جس کے پاس نوکر' دربان' پہرہ دار نہ ہو۔ جب ماشاء اللہ ایک ایک کام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے متعدد نوکر ہیں تو کتوں کی کون سی ضرورت رہ گئی۔ اسی طرح شکار کا پورا سامان بندوق' چھرہ جس کو میسر ہو وہ کتے کیوں پالے۔

اسی طرح بعض لوگ تصویر کے مقدمہ میں معارضہ کرتے ہیں کہ ہم پوری تصویر نہیں بناتے اور نہیں رکھتے' بلکہ صرف گردن تک ہوتی ہے اور جب تصویر میں ایسا عضو کم ہو جائے جس کے بغیر حیات ممکن نہیں تو ایسی تصویر جائز ہوتی ہے۔ ان حضرات نے بھی ناحق دخل در معقولات دیا۔ اصل یہ ہے عضو کے کم ہو جانے سے حرمت اس لیے نہیں رہتی کہ وہ تصویر نہیں معلوم ہوتی' بلکہ جھاڑ یا درخت وغیرہ معلوم ہونے لگتا ہے اور چہرہ تو تمام تصویر کی ناک ہے۔ جب یہ باقی ہے بس پوری تصویر کے قائم مقام ہے اور ہرگز اس کی اجازت نہیں ہو سکتی' لوگ مانعین پر اعتراضاً کہتے ہیں کہ صاحب تم روپیہ گھر میں کیوں رکھتے ہو اس میں بھی تو تصویر ہے۔ یہ طعن بھی نہایت بے جا ہے۔ بات یہ ہے کہ روپیہ تو ایک ضرورت کی چیز ہے' ضرورت میں تنگی کم ہو جاتی ہے۔ اور یہ لوگ محض زینت و آرائش کے شوق میں تصویر لگاتے ہیں۔ کجا یہ کجا وہ' بعض لوگ فوٹو کو حرمت تصویر سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں کہ اس میں خود بخود تصویر اتر آتی ہے۔ کوئی بناتا نہیں۔ ماشاء اللہ کیا غضب کا اجتہاد ہے۔ اس کا سامان جمع کرنا' صاحب تصویر کے روبرو اس کا رکھنا' یہ تصویر کشی نہیں تو کیا ہے۔

———○ ☆ ○ ☆ ○———

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں فصل

منجملہ ان رسوم کے غیر مذہب والوں کی وضع بنانا ہے۔ لباس میں یا طرز نشست و برخاست میں خور و نوش میں یا کسی اور امر میں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مشابہت اختیار کرے کسی قوم کے ساتھ پس وہ انہیں میں سے ہے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد نے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن ابی العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے ملاحظہ فرمائے۔ پس ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ کپڑے کافروں کے ہیں ان کو مت پہنو۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

حضرت ابی ریحانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں کو منع فرمایا۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ فرمایا کوئی اپنے کندھے پر حریر کا ٹکڑا لگانے لگے مثل اہل عجم کے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہود و نصاری خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ اور اس باب میں اس کثرت سے حدیثیں آئی ہیں کہ حصر دشوار ہے۔ ان سب حدیثوں سے صاف تشبہ۔ با لکفار کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں لباس کی مشابہت کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگنے نہ رنگنے کا حال مذکور ہے۔ ایک میں مطلق تشبہ ممنوع ہے جو اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام امور کو شامل ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگوں کے دل کو یہ بات ہرگز نہیں لگتی۔ کوئی صاحب تو حدیثوں کا انکار فرماتے ہیں کہ حدیث کا اعتبار ہی نہیں۔ غضب ہے ظلم ہے۔ جس علم کا ایک ایک ٹکڑا مولف سے بلکہ اس وقت کے راوی سے لے کر جناب رسول مقبول ﷺ تک بسند متصل و صحیح ثابت ہو اور ہر زمانہ میں ایک ایک راوی کے حالات ولادت۲۔ و وفات و سفر شیوخ و تلامذہ۳۔ و کیفیت تدوین۴۔ و صدق و قوت حافظہ و صحت عقیدت وغیرہ سے کھود کرید ہوتی رہی ہو اور ذرا بھی کسی بات میں فرق یا شبہ پڑا، فوراً اس کو ترک کر دیا گیا ہو جو فن اس تنقید و تحقیق سے مدون۵۔ ہوا ہو اس کا تو اعتبار نہ ہو اور تاریخ جس میں ہزاروں رطب۶۔ و یابس بھرے ہوں، مورخ کے قیاسات قرار پائے گئے ہوں، مورخین میں اس شدت و کثرت سے اختلاف ہو کہ تطبیق کی صورت ہی نہ بن سکے، ان لوگوں کا ایمان دار اور سچا ہونا نہ محدثین کی برابر قوت حافظہ کا ہونا ثابت ہوا ہو، اس کا ہر ہر جزو گویا جزو ایمان سمجھا جائے، اس بے انصافی کی کوئی حد بھی ہے۔ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث تشبہ کی ضعیف ہے۔ اللہ اکبر جن صاحبوں کو اتنی خبر نہ ہو کہ حدیث ضعیف کیا ہے وہ حدیث پر ضعف کا حکم لگائیں۔ اچھا صاحب ایک حدیث ضعیف ہی سہی، مگر یہ بے شمار حدیثیں کیا سب بلا دلیل ضعیف مان لی جائیں گی۔ پھر یہ

۱۔ کفار جیسی صورت بنانا۔ ۱۲ ۲۔ پیدائش۔ ۳۔ شاگرد۔ ۴۔ دینداری۔ ۵۔ مرتب۔

۶۔ بھلا برا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ قال اللّٰہ تعالٰی یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ---- و قال اللّٰہ تعالٰی یایھا الذین امنوا لا تکونوا کالذین کفروا۔ ان کی تفسیر اور شان نزول تو ذرا تحقیق فرمائیے۔ اور خود حکم کاف کو جو تشبیہ کے لیے ہے ملاحظہ فرمائیے۔ تو معلوم ہو گا کہ قرآن مجید سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ پھر کیا قرآن مجید کو بھی ضعیف کہہ دیا جائے گا خدا خیر کرے' بعض لوگ عقلی شبہات اس میں پیدا کرتے ہیں کہ صاحب اگر تشبہ حرام ہے تو کھانا بھی مت کھاؤ' چہرہ پر سے ناک بھی اڑا دو کیونکہ دوسری قوموں کے ساتھ اس میں بھی شرکت ہے۔ اس کی تو ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص زنا کے حرام ہونے پر یہ شبہ کرے کہ صاحب اگر یہ حرام ہے تو نکاح میں جو صحبت ہوتی ہے وہ بھی حرام ہونا چاہیے۔ کیونکہ صورت فعل میں تو دونوں کو شرکت ہے۔ بات یہ ہے کہ جس فن میں آدمی کو دخل نہ ہو اس میں گفتگو نہ کرے' کیوں بے فائدہ اپنی بے قدری ظاہر کرے' یہ مسئلہ شرعی ہے' اہل شرع سے اس کی تحقیق کر لینا چاہیے کہ تشبہ حرام کیوں ہے اس کو سمجھ کر پھر جو کچھ کہنا ہو کہے۔ سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ جو امر خود مذموم و ممنوع ہو' اس میں تو تشبہ مطلقاً" حرام ہے۔ مثلاً پتلون میں جس میں ٹخنے ڈھکے ہوں' اگر اس میں تشبہ سے بھی قطع نظر کی جائے تو بوجہ ٹخنے ڈھک جانے کے یہ ممنوع ہے۔ جیسا اوپر حدیث آ چکی ہے اور اب چونکہ اس میں تشبہ بھی ہے' مضاعف[1] گناہ ہو جائے گا اور اگر وہ فعل فی نفسہٖ غیر مذموم اور مباح[2]

۱۔ دو گناہ۔ ۲۔ جائزہ رکھا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اگر بقصد تشبہ اس کو کیا جائے یا کسی ایسی قوم کا عرفاً خاصہ ہو تو بھی ناجائز ہو گا اور اگر خود وہ فعل حلال ہے اور قصد تشبہ کا بھی نہیں، نہ کسی قوم کا خاصہ ہے، تو درست ہے، قواعد و احکام شرعیہ کو ٹٹولنے سے اس قاعدہ کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اب ناک کاٹنے اور کھانا چھوڑنے کا شبہ بالکل دفع ہو گیا اور جس جس تشبہ حرام میں لوگ مبتلا ہو رہے ہیں، نظر انصاف سے سب کا حال معلوم ہو گیا۔ اول تو جن چیزوں میں مشابہت اختیار کر رکھی ہے وہ ایک قوم کا عرفاً خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اہل وطن کو اس وضع میں دیکھ کر جمہور خلائق کو وحشت ہوتی ہے اور خاصہ کا ممنوع ہونا اوپر گذر ہی چکا اور اگر کھینچ تان کر کوئی شخص ان اوضاع کو خاصہ کے افراد سے نکال کر تمام ملک اور تمام قوموں میں عام و شائع قرار دے تو یہ دعویٰ غلط ہے، ان اوضاع میں ایسا عموم و شیوع نہیں کہ عرفاً اس قوم کا خاصہ نہ سمجھا جائے، جو لوگ کسی حکومت پر ہیں یا اس قسم کی صحبت زیادہ رہتی ہے۔ بجز ان کے تمام ملک اور تمام قوم اپنی پرانی وضع لئے ہوئے ہیں اور اگر فرضاً تسلیم بھی کر لیا جائے تو خاصہ نہ سہی مگر جو شخص اس وضع کو اختیار کرتا ہے اس کا قصد تو تشبہ ہی کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر اوقات بے ساختہ اقرار بھی کر لیتے ہیں کہ صاحب اس وضع سے لوگوں کی نظر میں وقعت اور ان پر ہیبت ہوتی ہے کیونکہ اہل حکومت کی وضع ہے، اس مصلحت سے یہ وضع اختیار کی گئی ہے۔ غرض اقرار بھی ہے اور قرائن[۱] قویہ سے بھی یہ یقینی ہے۔ جب قصد تشبہ کا ہوا، حرام ہو گیا۔

---

[۱] یعنی علامتیں ۱۲۔ ۲۔ علامت ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹوپی ترکی پہن لی ہے' اب تو تشبہ نہیں رہا۔ اب تو وہ ترکی ٹوپی بھی ہمارے ملک میں نیچریوں کا شعار ٹھیر گیا ہے۔ اس کا پہننا کون سا تعریف کا کام کیا۔ پھر یہ کہ اگر ٹوپی بدل دی تو چلو ٹوپی میں مشابہت نہیں رہی' ایک گناہ ہلکا ہوا باقی جتنے عدووں میں تشبہ ہے اتنے گناہ اس پر رہے۔ اس میں برات کی صورت کیا نکلی' اس طرح کے اور بھی لچر شبہات پیش کیا کرتے ہیں۔ جن کا جواب اصول مذکورہ کی تحقیق کے بعد ہر شخص سمجھ لے گا۔ اب دو دلیلیں ان حضرات کے مزاج کے موافق عرض کرتا ہوں۔ ایک نقلی جوان کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ دوسری عقلی جو بوجہ غلبہ عقل پرستی کے اس سے بھی زیادہ تسلیم کے قابل ہوگی۔ نقلی دلیل وہ

جملہ ہے جس کو اپنے ہر لکچر میں اسلام کی خوبیاں کرنے کے ضمن میں فرمایا جاتا ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام حد متوسط سے زیادہ اپنے نفس پر تشدد کرنے کی نہی اور نفی لفظ رہبانیۃ سے کیوں فرمائی گئی۔ رہبانیۃ کے کیا معنی ہیں۔ یہ لفظ رہب سے بنایا گیا ہے یا نہیں اور رہب کس کو کہتے ہیں۔ درویش نصرانی کو کہتے ہیں یا نہیں۔ اگر یوں فرما دیتے' اپنے نفس پر زیادہ تشدد مت کرو۔ جب بھی تو مطلب حاصل ہو جاتا' یہ کیوں فرمایا کہ اسلام میں راہب بننے کی اجازت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ غلواء اور تشدد کے مذموم ہونے کی علت بتلانا منظور ہے کہ اس میں راہبوں کی مشابہت ہوتی ہے تو مسلمان ہو کر کیوں راہب بنتے ہو۔ اب بتلایئے تشبہ کا حرام و مذموم ہونا ثابت ہوا یا نہیں۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ اگر کسی صاحب سے جو مسئلہ تشبہ میں الجھ رہے ہوں' مخلی بالطبع ہونے کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجمع عام میں ایک زنانہ جوڑا پیش کر کے عرض کیا جائے کہ اس کو زیب بدن فرما لیجئے' تو یقین ہے کہ اگر ان کا قابو چلے تو مستدعی ۳؎ کی جان تک لینے میں دریغ نہ فرمائیں۔ کیوں صاحب تشبہ کا مسئلہ اگر کوئی باوقعت نہیں تو اس مقام پر عورت کے ساتھ تشبہ کے استدعا کرنے سے کیوں اس قدر غیظ و غضب نازل ہوا۔ جب ایک مسلمان کے ساتھ تشبہ ہونے سے تھوڑے فرق کی وجہ سے یہ ناگواری ہے تو کافروں کے ساتھ تشبہ کرنے سے تو بوجہ اختلاف دین زیادہ غیرت ہونی چاہیے اور واضح رہے کہ حکم وردی اس حکم سے مستثنٰی ہے' کہ وہ شعار منصب کا ہے اس کو تشبہ سے کوئی علاقہ نہیں۔

ا۔ حد سے بڑھنا۔ ۱۲ ۲۔ خالی الذہن۔ ۳۔ درخواست کرنے والا۔ ۴۔ مرتبہ ۱۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

پہلی فصل

منجملہ ان رسوم کے شادی کی اکثر بلکہ تمام رسمیں ہیں جو دنیا میں آنے کے وقت سے اپنے اصلی وطن کی روانگی کے وقت تک عمل میں لائی جاتی ہیں اور جو بڑے بڑے ثقہ اور عاقل لوگوں میں طوفان عام کی طرح پھیل رہی ہیں۔ اور جن کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کون سی بات ہوتی ہے۔ مرد یا عورتیں جمع ہوتی ہیں' کچھ کھلانا پلانا ہوتا ہے' کچھ دینا دلانا ہوتا ہے' کوئی ناچ رنگ نہیں' پھر اس میں شرع کے خلاف ہی کیا ہے جس سے روکا جائے۔

حضرات اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ رواج عام نے قوت ا۔ نظریہ کو ضعیف کر دیا کہ چند امور جو ظاہر" ا مباح ہیں ان کو دیکھ لیا اور جوان کے اندر پنہانی اور اندرونی مفاسد اور خرابیاں ہیں وہاں تک نظر نہ پہنچ سکی۔ جیسا کوئی نادان بچہ مٹھائی کا ذائقہ و رنگ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ تو

ا۔ سوچ سمجھ کی قوت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی اچھی چیز ہے اور ان مضرتوں پر نظر نہیں کرتا جو اس میں مخفی ہیں اور جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اس لیے روکتے ہیں اور وہ ان خیر خواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ حالانکہ ان رسوم میں جو خرابیاں ہیں وہ زیادہ پوشیدہ اور مخفی نہیں ہیں بلکہ اکثر لوگ ان خرابیوں کے مقر اور ان کی وجہ سے پریشان ہیں۔ مگر مرگ انبوہ کے طور پر سب خوشی خوشی اس کو کرتے ہیں اور ناصح سے منقبض[۱] ہوتے ہیں۔ سو ان میں سے ایک رسم اولاد کے پیدا ہونے کے وقت کی ہے جس میں یہ مفاسد ہوتے ہیں۔

۱۔۔۔۔ یہ ضروریات زمانہ سے سمجھا جاتا ہے کہ حتی الامکان پہلا بچہ باپ کے گھر ہونا چاہیے' جس میں بعض اوقات جب وہ عورت سسرال میں موجود ہو' قریب زمانہ میں باپ کے گھر بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ آیا یہ سفر کے قابل بھی ہے یا نہیں' جس سے بعض اوقات کوئی بیماری لگ جاتی ہے حمل کو نقصان پہنچتا ہے' مزاج میں ایسا تغیر واقع ہوتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ اہل تجربہ کا قول ہے کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بد احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرض دو جانوں کا اس میں نقصان پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک امر غیر ضروری کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے نہ پائے' اپنی طرف سے ایک جدید شریعت تصنیف کرنا ہے بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ یہ عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہو گی یا ہماری بدنامی ہو گی۔ اعتقاد نحوست تو شعبہ[۲] شرک کا ہے کہ غیر اللہ کو نافع[۳] یا ضار[۴] سمجھا' اسی واسطے حدیث میں اس کی

۱۔ گھٹتے ہیں۔ ۲۔ شاخ۔ ۳۔ نفع دینے والا ۴۔ ضرر دینے والا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاف نفی آئی ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹونکا شرک ہے اور بدنامی کا اندیشہ' یہ شعبہ تکبر کا ہے۔ جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں منصوص ہے۔ اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ و ناموس کی بدولت طوق گلوا۔ ہو گئی ہیں۔

۲ ـــــ بعض جگہ قبل پیدائش چھاج یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا روپیہ مشکل کشا کے نام کا رکھا جاتا ہے' یہ صریح شرک ہے۔

۳ ـــــ بعد پیدائش کے گھر والے کے ساتھ کنبہ کی عورتیں بھی بطور نوتہ کے کچھ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں' بلکہ ٹھیکری میں ڈال دیتی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے' یہ کون سا طریقہ دینے کا معقول ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکری میں ڈالا جائے' اور ٹھیکری میں نہ ڈالیں' ہاتھ میں دیں۔ تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والوں کا مقصود اور نیت کیا ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہو گی اس وقت کی تو خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو شاید بوجہ مسرت ۲۔ طبعی کے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا بطور انعام کے سب نے کچھ دے دیا۔ مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خواہ مسرت ہو یا نہ ہو ضرور دینا ہوتا ہے۔ بعض عورتیں کنبہ کی نہایت مفلس اور نادار مگر باصرار ان کو بلایا جاتا ہے۔ اگر نہ جائیں تو تمام عمر شکایت گائی جائے اور اگر جائیں تو اٹھنی چونی کا انتظام کر کے لے جائیں نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہے۔ غرض جاؤ اور جبرا قہرا دے کر آؤ۔ کیسا صریح ظلم ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جائے۔ بجائے مسرت کے بعضوں

ا۔ یعنی گلے میں پڑ گئی ہیں۔ ۲۔ دلی خوشی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پورا جبر گزرتا ہے مگر یہ امکان نہیں کہ یہ ٹیکس نہ ادا کیا جائے۔ سرکاری مالگذاری میں اکثر مہینوں کی دیر ہو جاتی ہے مگر اس میں ایک منٹ کا توقف نہیں ہوتا' بلکہ میعاد سے پہلے مہیا کر لینا واجب ہے۔ فرمایئے کہ اس طرح اور اس نیت سے مال کا خرچ کرنا یا لینے والے کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا باعث بننا کہاں جائز ہے۔ کیونکہ دینے والے کی نیت تو محض تعزز و ترفع ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ یعنی جو کپڑا خاص شہرت کی نیت سے پہنا جائے۔ معلوم ہوا کہ کوئی کام شہرت کی غرض سے کرنا جائز نہیں۔ یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلاں نے یہ دیا' ورنہ مطعون[۱] کریں گے کہ ایسے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والے کو تو یہ گناہ ہیں۔ اب آپ لینے والے کو سنئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال حلال نہیں بدون اس کے دل کی خوشی کے' جب ایک شخص نے جبراً" کراہیت سے دیا' لینے والے کو لینے کا گناہ ہوا۔ اگر دینے والا باوسعت ہے اور اس کو جبر بھی نہیں گزرا مگر غرض تو اس کی بھی ترفع اور افتخار ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لیے کھانا کھلائیں۔ غرض ایسے شخص کا کھانا یا اس کی چیز لینا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ اس میں اس کی معصیت کی اعانت ہے اور اعانت معصیت خود معصیت ہے۔ غرض لینے والا بھی گناہ سے نہ بچا۔ اب گھر والوں کو لیجئے

۱۔ ملامت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہی لوگ بلا بلا کر باعث اس معصیت کے ہوئے۔ وہ یوں مبتلا ہوئے۔ غرض اچھا نوتہ پڑا کہ سب کو گناہ میں نوت دیا۔ اور رسم نوتہ کی اکثر تقریبات میں ادا کی جاتی ہے جس میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے یہ خرابی ہے کہ حسب قاعدہ "المعروف کا لمشروط" یہ تو طے ہو گیا کہ یہ قرض لینا ممنوع ہے اور نوتہ میں کچھ ضرورت پر نظر نہیں ہوتی۔ ثانیاً وقت وسعت کے ادا کر دینا چاہیے۔ اگر نوتہ کا بدل کوئی شخص اگلے دن دینے لگے ممکن ہیں کہ کوئی شخص قبول کر لے۔ ثالثاً" گنجائش ہو یا نہ ہو' مگر اس کا ادا کرنا لازم ہے غرض تینوں حالتوں میں شریعت کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ رسم نوتہ کی جس طرح متعارف ہے جائز نہیں رہی۔

۴ ــــــ پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈال کر سارے کنبہ اور برادری میں بچہ کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اس کو کچھ اناج دیتی ہیں۔ اس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو نمبر ۳ میں مذکور ہوئی ہیں۔

۵ ــــــ گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جس کو ۳۶ تماشہ کہتے ہیں۔ ان میں بعض تو خدمت گزار ہیں' ان کو تو خواہ حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ بلکہ مستحسن ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ اپنی گنجائش کا لحاظ رکھے۔ یہ نہیں کہ مطعون ہونے کے اندیشہ سے خواہی نخواہی قرض لے۔ گو سودی ملے' اپنی زمین' باغ کو فروخت کرے یا گروی رکھے۔ اگر ایسا کرے گا تو بوجہ ارتکاب نمود کے یا بلا ضرورت قرض لے کر لوگوں کے مال تلف کرنے کے اور سود دینے کے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر و افتخار کے جو نصاً" حرام ہے یا اسراف کے' جس کی حرمت بھی منصوص ہے۔ ان وجوہ سے ضرور گنہگار ہو گا۔ خیر یہ تو خدمت گاروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعام میں گفتگو تھی۔ بعض کمین وہ ہیں جو کسی مصرف کے نہیں' نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ ان سے کوئی ضرورت متعلق مگر قرض خواہوں سے بڑھ کر تقاضا کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی ان کو دینا ضرور' اس میں بھی جو خرابیاں اور وجوہ معصیت کے دینے والوں اور لینے والوں کے لیے ہیں' جمع ہیں۔ ان کا بیان اوپر آ چکا ہے حاجت اعادہ نہیں۔ علاوہ بریں جب ان کا کوئی حق واجب نہیں' ان کو دینا محض احسان ہے اور احسان میں زبردستی حرام ہے۔ اور اس رسم کو جاری رکھنا تائید فعل حرام کی ہے اور حرام کی تائید بھی حرام ہے۔

۶ ــــــ پھر دھائیوں کو دودھ دھلائی کے عنوان سے کچھ دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبرا قہرا۔ دینا' یا اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سرخروئی کے لیے دینا سب ظلمتیں موجود ہیں اور کفار کے ساتھ تشبہ جدا رہا جس سے اس میں بھی جواز کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

۷ ــــــ اچھوانی پھر گوند اور پنجیری سارے کنبہ اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس میں بھی اسی قدر مفاسد اور نماز روزہ سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے۔ بالخصوص پنجیری میں تو اناج کی ایسی بے قدری ہوتی ہے کہ الٰہی توبہ! تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی' پھر اناج کی ایسی بے ادبی کہیں جائز نہیں ہو سکتی۔

۸ ــــــ نائی اطلاعی خط لے کر بہو کی سسرال میں جاتا ہے اور وہاں اس کو

ا۔ زبردستی دینا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پیسہ کے کارڈ میں نکل سکتا ہے اس کے لیے خاص کر ایک آدمی کا جانا یہ کون سا امر معقول ہے۔ پھر خواہ سسرال میں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو مگر نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے فرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے۔ ادا کرنا ضروری ہے اور وہی ناموری کی نیت ہونا وغیرہ جو ظلمات ہیں وہ یہاں بھی رونق افروز ہیں اس لیے یہ بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

۹ ـــــ پھر سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں کنبہ کی جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہاں کھاتی ہیں اور رات کو کنبہ یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی بیخ لگانے کی کیا وجہ؟ دو قدم پر گھر مگر کھانا کھائیں یہاں! وہی مثل 'مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت ناموری اور طعن تشنیع سے بچنے کی' یہ دونوں وجہ اس کی ممانعت کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح دودھ چاول کی تقسیم یہ بھی محض لغو ہے۔ ایک بچے کے ساتھ تمام بزرگان کنبہ کو شیر خوار بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ پس اس میں بھی وہی نام و نمود کا زہر اس رسم کو ممنوع ہونے کے لیے کافی ہے۔

۱۰ ـــــ اس سوا مہینے تک زچہ کو نماز کی ہرگز توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابند نماز بے پرواہی کر جاتی ہے۔ مسئلہ شرعیہ ہے کہ نفاس کے اقل درجہ کی کوئی حد نہیں۔ جس وقت خون بند ہو جائے فوراً غسل کر لے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے۔ ایک وقت کی فرض نماز بھی بلا عذر شرعی چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں ہو گا' فرعون' ہامان اور قارون کے ساتھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ ـــــ پھر باپ کے گھر سے سسرال میں آنے کے لیے چھوچھک کی تیاری ہوتی ہے جس میں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لیے پنجیری اور لڑکی کے لیے زیور' برتن' جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جب بہو چھوچھک لے کر سسرال میں آئی' وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں۔ ان سب امور میں جو کچھ پابندی ہے کہ پابندی فرائض سے بڑھ کر برتی جاتی ہے۔ اور وہی نیت نمائش و ناموری کی ہونا' وہ ظاہر ہے جس میں حدود شرعیہ سے تجاوز اور تکبر و افتخار' کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے' جس کے حرام ہونے میں آیات و احادیث بکثرت موجود ہیں۔ آداب مسنونہ تولد کے وقت یہ ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہو اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے اور کسی بزرگ متقی سے تھوڑا چھوہارا چبوا کر اس کے تالو کو لگا دیا جائے' اور باقی تمام امور مذکورہ یا اذان کی مٹھائی یہ سب فضول اور غیر معقول اور مکروہ ہیں۔

ـــ ○ ☆ ○ ☆ ○ ـــ

دوسری فصل

منجملہ ان کے وہ رسوم ہیں جو عقیقہ کے ساتھ برتی جاتی ہیں۔ اس روز لڑکے کے لیے دو بکرے لڑکی کے لیے ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کر دینا اور بالوں کی برابر چاندی وزن کر کے تقسیم کر دینا۔ بس یہ سنت و مستحب ہے۔ باقی جو فضولیات اس میں تصنیف ہوئے ہیں ملاحظہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل ہیں:

۱۔ برادری اور کنبہ کے مرد جمع ہو کر بعد موتراشی[۱] بچہ کی کٹوری میں بطور نوتہ کے کچھ ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ عرفاً صاحب خانہ کے ذمہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا ایسے ہی موقعہ پر ادا کرنا وہی پابندی ہے کہ اگر پاس نہ ہو تو قرض لو' گو سودی ملے جو سراسر تعدی[۲] حدود شرع سے ہے۔ اور وہی نیت ناموری اور طعن و الزام سے بچنے کی جو شعبہ تکبر حرام کا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ قرض کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی حاجت کے وقت ادا کر دیتا ہے۔ یہ عجیب قرض ہے کہ خواہ حاجت ہو یا نہ ہو مقروض بنو اور پھر جس وقت ادا کرنا چاہو ادا نہ کر سکو۔ اگر کوئی شخص اگلے دن نوتہ کا روپیہ ادا کرنے کے لیے جائے' تو صاحب نوتہ ہرگز ہرگز نہ لے اور یہی کہے کہ ہم نے کیا آج کے لینے کے واسطے دیا تھا۔ ہمارے یہاں جب کوئی تقریب ہو گی تم دے دینا۔ سو احادیث میں جو دین[۳] کے باب میں وعیدیں آئی ہیں اس سے مراد وہی قرض ہے جو بلا حاجت ہو' خواہ مخواہ بے ضرورت مقروض ہونا' بلا شک مرضی شارع علیہ السلام کے خلاف ہے۔ پھر ایک شخص ایک حق واجب سے سبکدوش ہونا چاہے اور اس کو کوئی شخص گرانبار رکھنے کی کوشش کرے تو یہ بھی امر مذموم ہے۔ سو اس نوتہ کی رسم میں یہ دونوں خرابیاں ہیں۔ ایک لینے والے کے واسطے دوسری دینے والے کے واسطے۔

۲۔ دھیانیاں'[۴] یہاں بھی وہی اپنا حق جو واقع میں ناحق ہوتا ہے لیتی

۱۔ بال کٹوانا۔ ۲۔ تجاوز۔ ۳۔ قرض۔ ۴۔ بہن بھانجیاں وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' جس میں تشبہ کفار کے علاوہ یہ خرابیاں ہیں :۔

۱۔ دینے والے کی نیت فاسد ہونا۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض اوقات گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے۔ مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں طعن و خجالت[۱] ہوگی دینا پڑتا ہے۔ اس کو ریاء و نمود کہتے ہیں اور ریاء و شہرت کے لیے مال خرچنا حرام ہے۔

۲۔ لینے والے کی یہ خرابی کی دینا فی ذاتہ تبرع[۲] ہے اور تبرعات میں شرعاً" جبر حرام ہے۔ اور یہ بھی شرعاً" جبر ہی ہے کہ وہ اگر نہ دے تو اس پر لعن طعن ہو' بدنام ہو' خاندان بھر میں نکو بنے اور اگر خوشی سے بھی دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے۔

۳۔ پنجیری کی تقسیم کا فضیحتہ یہاں بھی ہے جس کا نا معقول ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے اور طلب شہرت و ریا کی وجہ سے ممنوع ہونا بھی ظاہر ہے اور یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہیں کہ کنبہ میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہو جانا فرض و واجب کے ناغہ ہو جانے سے بڑھ کر مذموم و عیب سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح وہ رسم جو دودھ چھوڑنے کے وقت رائج ہے مبارکباد کے لیے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نخواہی ان کی دعوت ضروری ہونا اور کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا۔ غرض یہ سب ایک حالت میں ہیں۔

---

[۱]۔ شرمندگی۔ [۲]۔ احسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

منجملہ ان رسوم کے مکتب کی رسم ہے' جس طرح اہتمام و التزام کے ساتھ لوگوں میں شائع ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں :

۱۔ چار برس چار مہینہ چار دن کا اپنی طرف سے مقرر کر لینا جس کی کوئی اصل صحیح نہیں پائی گئی' جیسا کہ خاتمہ مجمع البحار میں شیخ علی متقیؒ کا فتویٰ اس معمول کے بے اصل ہونے میں منقول ہے۔ پھر اس کا ایسا اہتمام اور اصرار کہ جس طرح ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے' اور عوام تو اس امر کو شرعی سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدہ میں فساد اور شریعت کے احکام میں ایک حکم کا ازدیاد[1] و ایجاد لازم آتا ہے۔

۲۔ تقسیم شیرینی کا لازم سمجھنا اس طرح کہ اس کے ترک کو موجب بدنامی و اہانت سمجھیں' تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ محض ادائے شکر مقصود نہیں' ورنہ ادائے شکر کی بہت سی صورتیں ہیں۔ ان میں سے جس کو چاہتا بے تکلف اختیار کر لیتا۔ کبھی کھانا کھلا دیتا۔ کبھی غریب محتاجوں کو غلہ یا نقد کپڑا تقسیم کر دیتا' کبھی کسی مسجد یا مدرسہ میں ادا کر دیتا اور کبھی جب گنجائش نہ ہوتی زبانی شکر یا ایک آدمی کا کھانا دے کر اس پر اکتفا کرتا' تمام عمر ایک طریق کی پابندی کرنا صرف رواج کی وجہ سے ہے کہ اس کے خلاف کرنے سے لوگ مطعون کریں گے تو اس میں بھی وہی خرابی ریاء و نمود و اشتہار و افتخار کی موجود ہے۔

۱۔ زیادتی کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بعض مقدور والے چاندی کی قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھا کر بچہ کو اس میں پڑھواتے ہیں سو چاندی کا استعمال خود کرنا یا دوسرے کو کرانا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا سب حرام ہے۔

۴۔ بعض لوگ اس وقت بچہ کو غیر مشروع لباس پہناتے ہیں۔ ریشمی یا زری کا یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا۔ ایک گناہ یہ ہوا۔

۵۔ کمینوں اور دھیانیوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے۔ جو مرمار کر جس طرح ہو ادا کرو' ورنہ نکو بنو۔ جبراً کسی کے مال لینے کی یا ریاء" کسی کو دینے کی برائی اوپر گزر چکی ہے' یہ بھی موقوفی کے قابل ہے۔ بس جب لڑکا بولنے لگا اس کو کلمہ سکھلاؤ۔ جیسا مجمع البحار اور شرح شرعۃ الاسلام اور ابن السنیؒ میں منقول ہے اور شرح شرعۃ الاسلام میں ان آیتوں کی تلقین کو زیادہ کیا ہے فتعالی اللّٰہ الملک الحق آخر سورہ مومنون تک۔ ھوالذی لا الہ الا ھو تا آخر سورہ حشر۔ اور ایک روایت میں اس کی تعلیم آئی ہے وقل الحمدللّٰہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک و لم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا ابن السنیؒ نے اس کا حضور رسول مقبول ﷺ کے معمولات شریف سے ہونا حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے' اور کسی معتبر بزرگ کی خدمت میں اس کو لے جا کر بسم اللہ کہلاؤ اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل سے بلا پابندی جو توفیق ہو' خفیہ طور سے راہ خدا میں کچھ خیر خیرات کر دو' باقی سب پکھنڈ ہیں۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

منجملہ ان کے وہ رسوم ہیں جو ختنہ میں عوام نے اضافہ کر رکھی ہیں :

۱۔ لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیج کر بلانا اور جمع کرنا' جو بالکل خلاف سنت ہے مسند احمدؒ میں حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے تشریف لے جانے سے انکار فرمایا۔ آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ ﷺ میں نہ جانتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس امر کا اعلان ضروری نہیں اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنا' بلانا خلاف سنت ہے۔ اس میں بہت سی رسمیں آگئیں جن کے لیے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔

۲۔ بعض موقع پر لڑکا قریب بلوغ کے ہوتا ہے۔ جس کا بدن مستور دیکھنا بجز ختنہ کرنے والے کے دوسروں کو بلا ضرورت حرام ہے۔ سب بے تکلیف دیکھتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں۔ اور ان گناہوں کا باعث بلانے والا ہوتا ہے۔

۳۔ کٹوری میں نوتہ پڑنے کا فضیحہ یہاں بھی ہے جس کی خرابیاں اسی باب کی فصل اول و دوم میں مذکور ہو چکی ہیں۔

۴۔ بچہ کی ننھیال کی طرف سے کچھ نقد و پارچہ دیا جاتا ہے جس کو عرف عام میں بھات کہتے ہیں جس کی اصل فاسد یہ ہے کہ کفار ہند اولاد دختری کو میراث نہیں دیتے۔ جاہل مسلمانوں نے ان کی دیکھا دیکھی یہ شیوہ اختیار کیا اور اگر فرضاً" ان کی تقلید نہیں کہ خود ہی یہ رسم ایجاد کی ہو تب بھی بری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسم ہے۔ کسی حق دار کا حق جس کو اللہ و رسولؐ نے مقرر فرمایا ہو اس کو نہ دینا اور بلا طیب خاطر ذی حق کے اس سے خود منتفع ہونا عقلاً و شرعاً ہر طرح سے برا ہے۔ غرض جب دختراںؔ کو میراث سے محروم کیا تو طفل تسلی کے طور پر اس کا تدارک یہ اختراع کیا گیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں ان کو کچھ دے دیا جلایا کرے۔ گویا ان کا حق جو ہمارے ذمے تھا وہ اس بہانہ سے ادا ہو گیا۔ سو ظاہر ہے کہ اس طرح دینے دلانے سے ہرگز ان کا وہ حق ادا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ادائے حق کی شرعاً دو صورتیں ہیں۔ یا تو عین حق یا اس کے عیوض دوسری شئے ادا کی گئی ہو' سو یہ معاوضہ ہے۔ اس میں معاوضہ کے تمام شرائط جن کی رعایت شرعاً واجب ہے' موجود ہونا ضروری ہے جو کہ کتاب فقہ کے کتاب البیع میں مذکور ہیں اور اگر دونوں صورتیں نہ ہوں تو اصل حق ذمے رہتا ہے۔

مثلاً کسی شخص کے ذمے کسی کا روپیہ آتا ہو اور وہ اس کی دعوت کر کے اس میں ایک روپیہ کی شیرینی یا طعام کھلائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس سے وہ روپیہ ادا نہ ہو گا۔ بلکہ بدستور واجب رہے گا۔ سو ظاہر ہے کہ بھات میں جو دیا جاتا ہے وہ نہ عین حق ہے اور نہ اس میں معاوضہ کی شرائط جمع ہیں' یونہی اپنی من سمجھوتی ہے۔ غرض وجہ اس ایجاد کی یا تو رسم کفار کا اتباع ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ اور یا بنا اس کی ظلم ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ دو خرابیاں تو اس کی یہ ہیں۔ تیسری خرابی اس میں یہ ہے کہ خواہ اس موقع پر ننھیال والوں کے پاس ہو یا نہ ہو' ہزار جتن کرو' سودی قرض لو'

ؔ لڑکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی چیز گروی رکھو۔ جس میں آج کل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا پیداوار اس جائیداد کی مرتہن لیتا ہے کہ وہ بھی سود ہی ہے۔ گو زمینداروں کے فرقے نے اس کو حلال سمجھ لیا ہے۔ (رسالہ صفائی معاملات میں بفضلہ تعالیٰ شب شبہات اس کے متعلق رفع کر دیئے گئے ہیں۔)

بہرحال سود کی پروا نہیں رہتی۔ غرض کچھ ہو۔ مگر یہاں کا سامان ضرور ہو۔ اب فرمائیے' جب ایک امر غیر ضروری بلکہ معصیت کا اہتمام ایسے زور شور سے کہ فرائض و واجبات کا بھی وہ اہتمام نہ ہو تو یہ تعدی حدود شرعیہ سے ہے یا نہیں۔ چوتھی خرابی یہ ہے کہ نیت اس میں بھی وہی شہرت اور تفاخر کی ہے جس کا حرام ہونا بار بار مذکور ہو چکا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا عبادت ہے۔ جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی و سلوک منظور ہوتا تو بلا پابندی رسم جب ان کو حاجت ہوتی ہے۔ ان کی خدمت کرتے' اب تو عزیزوں پر خواہ فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ اپنے نام و نمود کے لیے تاویل صلہ رحمی کی سوجھنے لگی۔

۵۔ بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ اس تقریب میں یا خصوصیت سے غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ہوتا ہے۔ اور کہیں ناچ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کا مذموم[۱] ہونا اول میں لکھا گیا ہے۔ اور جس کے مفاسد[۲] انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مذکور ہوں گے۔ غرض ان خرافات و معاصی کو موقوف کرنا چاہیے۔ جب بچہ میں قوت برداشت کی دیکھی جائے' چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیں۔ جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں۔ اگر

۱۔ برا ۲۔ برائیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گنجائش ہو اور بار بھی نہ ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود اور طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو' شکریہ میں دو چار اعزہ و احباب یا دو چار مساکین کو ماحضر کھلا دے۔ اللہ اللہ خیر صلاح!

—○ ☆ ○ ☆ ○—

پانچویں فصل

منجملہ ان رسوم کے منگنی کی رسم ہے' جس کو قیامت کبریٰ یعنی شادی کی تمہید ہونے کی وجہ سے قیامت صغریٰ کہنا زیبا ہے۔ اس میں یہ واقعات ہیں:

۱۔ جب منگنی ہوتی ہے تو خط لے کر نائی آتا ہے۔ لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر حجام کے روبرو رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی غیرلازم امر کا اپنے ذمے لازم کر لینا ہے کہ فرض و واجب ٹل جائے مگر یہ نہ ٹلے۔ ممکن ہے کہ کسی کے گھر میں اس وقت دال روٹی ہو' مگر جہاں سے ہو شکرانہ کرو' ورنہ منگنی مشکوک ہو گئی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور التزام مالا یلزم اور تعدی حدود شرعیہ کا ہونا مذکور ہو چکا ہے۔ ایک تو یہ امر خلاف شرع ہوا' پھر اس بیہودہ امر کے لیے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا جس کا بلا ضرورت لینا ممنوع اور ایسے ہی قرض پر وعید آئی ہے گو قلیل ہی قرض ہو دوسرا امر خلاف شرع یہ ہوا۔

۲۔ حجام کو کھانا کھلا کر خوان میں سو روپیہ یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں ڈال دیتا ہے۔ لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو روپیہ اٹھا کر باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس کر دیتا ہے۔ اور یہ روپیہ اپنے کمینوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ بھلا یہ سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک یا دو روپیہ لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپیہ کو کیوں تکلیف دی اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض اوقات بلکہ اکثر سودی قرضہ لینا پڑتا ہے۔ جو حدیث میں موجب لعنت ہے۔ اور اگر قرض بھی نہ لیا تب بھی بجز افتخار اور اظہار عظمت اس میں کون سی مصلحت عقلی ہے۔ جب یہ عادت سب کو معلوم ہو گئی کہ ایک دو سے زیادہ نہ لیا جائے گا تو پھر سو کیا ہزار روپیہ میں بھی وہ عظمت اور شان نہیں رہی۔ عظمت تو جب ہوتی جب دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کیا گیا ہے۔ اب تو بجز تمسخر اور بازیچہ طفلاں[1] کے اور کچھ نہیں۔ مگر لوگ کرتے ہیں اسی تفاخر اور عظمت کے دکھلانے کو اور افسوس کہ بڑے بڑے عقلاء جو اوروں کو عقل سکھلائیں، اس رسم دشمن عقل میں گرفتار ہیں۔ غرض اس میں بھی اصل وضع کے اعتبار سے ریاء کا گناہ اور باعتبار تقریر خیر کے ایک فعل لایعنی موجود ہے۔ ریا کا گناہ ہونا تو ظاہر ہے اور اوپر مذکور بھی ہو چکا ہے اور فعل لایعنی کا مذموم ہونا بھی حدیث میں ہے:

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے۔ غرض افعال لایعنی بھی مرضی شارع علیہ السلام کے خلاف ہیں۔ اور اگر سودی روپیہ لیا گیا تو اس کی وعید سب ہی جانتے ہیں۔ غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں موجود ہیں۔

۳۔ پھر لڑکی والا حجام کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپیہ کے دیتا ہے اور

---

[1] بچوں کا کھیل۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں بھی وہی دل لگی کہ دینا منظور ہے ایک یا دو اور دکھلائیں سو۔ واقعی رواج عجب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو مگر عقلاء بھی اس کو کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اس کی خرابیاں ابھی مذکور ہو چکی ہیں۔

۴۔ حجام کی واپسی کے قبل عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں ــــــ عورتوں کے جمع ہونے اور ڈومنیوں کے گانے کی خرابیاں اور ان خرابیوں کی وجہ سے اس کا خلاف شرع ہونا قیامت کبریٰ میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

۵۔ حجام پہنچتا ہے اور اپنا جوڑا مع روپیوں کے گھر میں بھیج دیتا ہے۔ وہ جوڑا تمام برادری میں گھر گھر دکھلا کر حجام کو دے دیا جاتا ہے۔ غور فرمایئے' جہاں ہر ہر قدم پر معائنہ و ملاحظہ ہو وہاں کہاں نیت درست رہ سکتی ہے۔ بالیقین جوڑا بنانے کے وقت ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے۔ غرض ریاء بھی ہوئی اور اسراف بھی ہوا جن کا گناہ قرآن و حدیث میں منصوص ہے اور مصیبت یہ ہے کہ بعض اوقات اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا۔ وہی مثل ہے کہ مرغی اپنی جان سے گئی اور کھانے والے کی ڈاڑھ بھی گرم نہ ہوئی۔ اور بعض عالی دماغ دیکھنے والے اس میں خوب عیب نکالتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں' تو یہ غیبت کا گناہ ان کو ہوا اور اس کا باعث وہی جوڑا ہے اس لیے بنانے والا بھی اس گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ غرض بنانے والے کے پاس ریاء اور اسراف اور غیبت کی دولتوں کا ذخیرہ جمع ہوا' اور یہ دیکھنے والے غیبت کا سرمایہ لے بیٹھے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عیب بھی نہ نکالا تو ریاء کے گناہ سے بھی بچنا ان کا مشکل ہے کیونکہ ان تعریف کرنے والوں ہی نے تو ریا کرائی۔ اگر لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے موقع میں جوڑا دیکھتے اور تعریف نہ کرتے تو کرنے والوں کی کیوں نیت بگڑتی۔ بہرحال اچھا دائرہ ہے کہ کوئی بھی اس کے محیط سے خارج نہیں۔

۶۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی مع انگشتری اور رومال اور کسی قدر روپے کہ جس کو عرف میں نشان کہتے ہیں بھیجی جاتی ہیں اور یہ روپیہ بطور نوتہ کے جمع کر کے بھیجا جاتا ہے۔ یہاں بھی وہی ریاء اور اسراف کی علت موجود ہے اور نوتہ کی خرابیاں کچھ بیان بھی ہو چکی ہیں اور کچھ عنقریب قیامت کبرہ میں مع جواب شبہ عوام کے بیان ہوں گی' انشاء اللہ تعالیٰ!

۷۔ جو حجام اور کہار اس شیرینی کو لے کر آتے ہیں تو حجام کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے اور شیرینی کو کنبہ کی عمر رسیدہ عورتیں جمع ہو کر ساری برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھانا کھاتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کوئی اجرت معین نہیں کی جاتی نہ اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتی ہیں یا ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات جانے والے اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی بیوی بچہ کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابودار ہوئے تو خود ورنہ دوسرے قابودار[۱] بھائی سے ان کی کفش[۲] کاری کرا کے جبراً و قہراً بھیجتے ہیں' اور اس موقع پر اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو کہ بالکل ظلم اور معصیت ہے اور دنیا میں بھی اکثر ظلم کا وبال پڑتا ہے اور آخرت میں جزا بالمثل موجود ہے اور اجرت کا مجہول ہونا یہ دوسرا امر

۱۔ اثر' رسوخ والے۔ ۲۔ ڈانٹ ڈپ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف شرع ہے۔ یہ تو اس کمیشن کی روانگی کے پھول کھلے۔ آگے تقسیم کا موجب ریاء ہونا محتاج بیان نہیں۔ پھر تقسیم میں جو انہماک ہوتا ہے اکثر نمازیں بانٹنے والے کی اڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ ہو جانا تو ضروری بات ہے' ایک امر خلاف شرع یہ ہوا اور جن کے گھر یہ حصے جاتے ہیں ان کے نخرے اور بلا عذر شرعی ہدیہ کا واپس کر دینا محض کسی دنیوی رنج کی بنا پر یہ خود ایک امر شرع کے خلاف ہے بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کی اعانت اور ترویج ہے اس لیے یہ بھی شرعاً ناپسند ہے۔ ایک خلاف یہ ہوا۔ غرض یہ سب خرافات واجب الترک ہیں۔ بس ایک کارڈ سے یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح کا ادا ہو سکتا ہے۔ جانب ثانی اپنے طور پر ضروری امور کی تحقیق کر کے جب اطمینان ہو جائے ایک کارڈ سے یا زبانی وعدہ کر سکتا ہے۔ لیجئے منگنی ہو گئی۔ اگر استحکام کے لیے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اول کسی مصلحت کے واسطے معاصی کا ارتکاب جائز نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان قصوں کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی ہے جواب دے دیتے ہیں۔ کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

چھٹی فصل

منجملہ ان رسوم کے قیامت کبریٰ کی رسم ہے۔ جس کو عرف میں شادی کہتے ہیں۔ اور واقع میں بربادی کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی' دنیا کی بھی اور دین کی بھی۔ اس کا لقب قیامت کبریٰ رکھا گیا۔ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہولناک واقعات یہ ہیں :

۱۔ سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہو کر لڑکی والے کی طرف سے خط تعین تاریخ شادی کا لکھ کر نائی کو دے کر رخصت کرتے ہیں۔ یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو، راہ میں ندی نالے پڑتے ہوں، جس میں حجام صاحب کے بالکل رخصت ہونے کا بھی احتمال ہو۔ غرض کچھ ہی ہو، مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر اکتفا کریں یا حجام سے زیادہ کوئی معتبر آدمی جاتا ہو اس کے ہاتھ بھیج دیں۔ بتلایئے شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھیرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے امور سے زیادہ اس کا اہتمام کرنا، انصاف کیجئے، شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں اور جب مقابلہ ہی تو واجب الترک ہے یا نہیں۔ اسی طرح مردوں کا اجتماع ضروری ہونا، اس میں بھی یہی التباس مذکور ہے۔ اگر کہا جائے کہ مشورہ کے لیے جمع کیا جاتا ہے تو بالکل غلط ہے۔ وہ بے چارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کون سی تاریخ لکھیں، جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کر کے معین کر چکے ہیں وہ بتلا دیے ہیں اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر مشورہ ہی کرنا ہے تو جس طرح اور امور میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عاقل مصلحت اندیش سے رائے لے لے بس کفایت ہوئی، گھر گھر کے آدمیوں کو بٹورنا کیا ضروری ہے پھر اکثر لوگ نہیں آ سکتے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بجائے اپنے بھیج دیتے ہیں اور وہ مشورہ میں کیا تیر چلائیں گے۔ کچھ بھی نہیں۔ یہ نفس کی تاویلیں ہیں۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یونہی رواج چلا آتا ہے۔ اسی رواج کا عقلاً و نقلاً" مذموم ہونا اور واجب الترک ہونا بیان ہو رہا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلاف شرع ہیں۔ پھر اس میں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری امر یہ بھی ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹہ بھی لپٹا ہوا ہو۔ یہ بھی اس التزام مالایلزم کی فہرست میں داخل ہے جس کا خلاف شرع ہونا ثابت اور مذکور ہو چکا ہے۔

۲۔ گھر میں برادری اور کنبہ کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو علیحدہ مکان میں معتکف کر دیتی ہیں۔ جو مائیوں[۱] بٹھلانا کہتے ہیں۔ اس کے آداب یہ ہیں کہ اس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر ابٹنا رکھتے ہیں اور گود میں کچھ کھیلیں بتاشے رکھتے ہیں اور کچھ کھیلیں بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے بٹنا ملا جاتا ہے اور کثیر تعداد میں پینڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ رسم بھی مرکب چند خرافات سے ہے۔ اول اس کے علیحدہ بٹھلانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو، حبس ہو، گو جالینوس و بقراط بھی کہیں کہ اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی، مگر کچھ ہی ہو، یہ فرض قضا نہ ہو۔ وہی غیر ضروری کو ضروری سمجھنا یہاں بھی جلوہ افروز ہے اور اگر احتمال اس کے بیمار ہونے کا ہو تو دوسرا گناہ کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہو گا جس میں ماشاء اللہ ساری برادری شریک ہے۔ دوسرے بلا ضرورت چوکی پر بٹھانا، اس کی کیا ضرورت ہے کیا فرش پر اگر بٹنا ملا جائے گا۔ تو بدن میں صفائی نہ آئے گی؟ اس میں بھی وہی التزام مالایلزم جس کا خلاف شرع ہونا بار بار مرقوم ہو چکا ہے۔ تیسرے داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھنا اور گود میں کھیلیں بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اور اگر ایسا ہے تو شرک ہے اور شرک کا خلاف شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا۔

---

[۱] یہ ہندوانی رسم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ التزام مالایلزم تو ضرور ہے۔ اسی طرح بتاشوں کی تقسیم کی پابندی، یہ سب التزام مالایلزم اور سب ریاء و افتخار ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے عورتوں کا ضرور جمع ہونا، جو ان فسادوں کی جڑ ہے جیسا کہ اب عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوتا ہے۔ اگر بمصلحت بدن کی صفائی اور نرمی کے بٹنا ملنے کی ضرورت ہو تو اس کا مضائقہ نہیں مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے مل دو، بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جاتا ہے۔

۳۔ جب حجام خط لے کر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کی بناتی ہیں جس میں ایک نائی کا، دوسرا ڈومنیوں کا ہوتا ہے۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں یعنی اس کھانے والے کا منہ تکا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازہ پر بیٹھ کر گالیاں گاتی ہیں۔ اس میں بھی خوان بنانا اسی التزام مالایلزم میں داخل اور خلاف شرع ہے۔ دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو ان کے گانے کی اجرت دینا حرام لکھا ہے۔ پھر گانا بھی گالیاں، جو خود موجب گناہ ہیں، اور حدیث شریف میں اس کو علامات نفاق فرمایا ہے۔ یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سننے والے شریک ہیں کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہے وہ بھی گنہگار ہوتا ہے۔ چوتھے مردوں کے اجتماع کا ضروری سمجھنا جو کہ التزام مالایلزم میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کو شکرانہ کھلانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنی پڑتی ہے بس کچھ بھی نہیں، بقول شخصے اوپر سے یونہی ہوتی آئی ہے۔

۴۔ نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک روپیہ یا دو روپیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپیہ دولہا کے حجام اور ڈومنیوں میں نصفا نصف تقسیم ہوتا ہے۔ اور دوسرا خوان بجنسہٖ ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کے لیے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی ریاء و شہرت و التزاج مالایلزم موجود ہے اس لیے بالکل شرع کے خلاف ہے۔

۵۔ صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا حجام کو نہایت عمدہ بیش قیمت مع ایک رقم کثیر کے یعنی سو دو سو روپیہ کے دیتے ہیں۔ وہی تمسخر جو اول ہوا تھا وہ یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سو اور لئے جاتے ہیں ایک دو۔ پھر اس ریاء و حرکت لایعنی کے علاوہ احیاناً اس مہم کو پورا کرنے کو سودی قرض کی ضرورت پڑنا' یہ جداگانہ گناہ ہے جس کا ذکر مفصل اوپر آ چکا ہے۔

۶۔ اب نائی رخصت ہو کر دلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے۔ وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ حجام اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کے لیے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھایا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھلانے میں ریاء و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔

۷۔ اس تاریخ سے دولہا کے بٹنا ملاجاتا ہے ور تاریخ معینہ شادی تک کنبہ کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں۔ اور اس درمیان میں جو مہمان فریقین کے گھر آتے ہیں ان کا آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور التزاج مالایلزم تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے محض نمود' اظہار شان کے لیے یہ مزید برآں ہے۔ اسی طرح آنے والوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سمجھنا کہ کرایہ ان کے ذمے واجب ہے' یہ ایک قسم کا جبر ہے۔ ریاء و جبر دونوں کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے اور اس سے بڑھ کر قصہ بری و جہیز کا ہے جو شادی کے اعظم ارکان سے ہیں اور ہرچند کہ یہ دونوں امر یعنی بری یا ساچق جو درحقیقت زوج یا اہل زوج کی طرف سے زوجہ یا اہل زوجہ کو ہدیہ ہے اور جہیز جو درحقیقت اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے' فی نفسہ امر مباح بلکہ مستحسن تھے۔ مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا' نہ صلہ رحمی بلکہ ناموری اور شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔ بری بڑی دھوم دھام اور تکلف سے جاتی ہے اور اس میں اشیاء بھی معین ہیں۔ برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں' اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے' موقع بھی معین ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو کیف ما اتفق[۱] جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا جاتا۔ اسی طرح جہیز کے اسباب بھی معین ہیں۔ کہ فلاں چیز ضروری ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کنبہ اور گھر والے اس کو دیکھیں گے اور دن بھی وہی خاص ہو۔ اگر صلہ[۲] رحمی مقصود ہوتی تو کیف ما اتفق جو میسر آتا اور جب میسر آتا بطور سلوک کے دے دیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لیے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا' لیکن ان دونوں رسموں کے پوری کرنے کو اکثر اوقات مقروض بھی ہوتے

۱۔ جس طرح ممکن ہو۔ ۲۔ سلوک کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' گو سود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ ہی فروخت یا گروی ہو جائے۔ پس اس میں بھی التزام مالایلزم اور نمائش اور شہرت اور اسراف وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں۔ اس لیے یہ بھی بطریق متعارف فہرست ممنوعات میں داخل ہو گیا۔

۸۔ برات سے ایک دن قبل دولہا والوں کا حجام مہندی لے کر اور دلہن والوں کا حجام نوشہ کا جوڑا لے کر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور یہ منڈھے کا دن کہلاتا ہے' دولہا کے یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہو کر دولہن کا چولہ تیار کرتی ہیں اور ان کو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیئے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت' اس میں بھی وہی التزام مالایلزم ہے اور نیز عورتوں کی جمعیت جو کہ مبنی مفاسد بے شمار کا ہے۔ ان تقریبات میں عورتیں چند موقعوں پر جمع ہوتی ہیں' چنانچہ کچھ مواقع مذکور ہو چکے ہیں اور کچھ باقی ہیں آئندہ مذکور ہوں گے۔ اس اجتماع میں جو جو خرابیاں ہیں ان کا شمار نہیں ہے۔ تمثیلاً بعض کا بیان ہوتا ہے۔

جب برادری میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر' فلاں تقریب ہے۔ ہر ہر بی بی کو نئے جوڑا قیمتی کی فکر ہوتی ہے۔ کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے۔ کبھی خود بزاز کو دروازہ پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لے کر اس سے خریدا جاتا ہے' شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض ریاء و تفاخر کے لیے بنتا ہے۔ ایک گناہ تو یہ ہوا' پھر اس غرض سے مال خرچ کرنا اسراف ہے یہ دوسرا گناہ ہوا۔ خاوند پر اس کی وسعت سے زیادہ بلا ضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذا پہنچانا ہے' یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بلا کر بلا ضرورت اس نامحرم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں کرنا، بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے ہاتھ آدھا آدھا، جس میں چھلے چوڑی، مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت اسلامی کے خلاف ہے، جو چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سودی لیا تو سود دینا پڑا، یہ پانچواں گناہ ہوا۔ اگر خاوند کی نیت ان بے جا فرمائشوں سے بگڑ گئی۔ اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہنچی، کسی کا حق تلف کیا، رشوت لی اور فرمائشیں پوری کی گئیں۔ اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ حلال آمدنی سے یہ بے جا فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں تو اس گناہ کا باعث یہ بی بی ہوئی اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے، یہ چھٹا گناہ ہوا۔ اکثر ایسے جوڑے کے لیے گوٹہ، ٹھپہ، مصالحہ بھی لیا جاتا ہے اور بوجہ بے علمی یا بے پروائی کے اس کی بیع میں اکثر سود لازم آ جاتا ہے۔ کیونکہ چاندی سونے کی خرید و فروخت کے مسائل بہت نازک ہیں۔ چنانچہ رسالہ صفائی معاملات میں اس کے مسائل بھی بیان کئے ہیں۔ بہر حال یہ ساتواں گناہ ہوا۔ پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کے لیے جو جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لیے کافی نہیں۔ اس کے لیے پھر دوسرا چاہیے، ورنہ عورتیں نام رکھیں گی یہ اور یہی گناہ دوبارہ بھی جمع ہوں گے۔ گناہ کا بار بار کرنا ایک قسم کا اصرار ہے جو خود مستقل گناہ ہے، یہ آٹھواں گناہ ہوا۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی، اب زیور کی فکر ہوئی، اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے۔ اور اس کی عاریت[۱] ہونے کو پوشیدہ کیا جاتا ہے۔ اور اس کو اپنی ہی ملکیت ظاہر کیا جاتا ہے، یہ ایک قسم کا کذب ہے ——— حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بہ تکلف اپنی آسودگی ظاہر کرے ایسی چیز

---

[۱] مانگا ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اس کی نہیں ہے' اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لئے۔ یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا' یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دور تک جائے' تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں انہیں کے نظارہ میں مشغول ہو جائیں۔ بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے۔

حدیث میں ہے ہر باجے کے ساتھ ایک شیطان ہے' یہ دسواں گناہ ہوا۔ اب سواری کا وقت آیا تو نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا یا صاحب تقریب کے یہاں سے ڈولی آئی تو بی بی کو غسل کی فکر پڑی' کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی' کچھ نیت غسل کے باندھنے میں دیر ہوئی۔ غرض اس دیر دیر میں نماز جاتی رہی تب بھی کچھ پروا نہیں اور کسی کام ضروری میں حرج ہو جائے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں' اور اکثر ان بھلے مانسوں کو غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے۔ اگر نماز قضا ہو گئی تو گیارہواں گناہ ہوا۔ اب کہار دروازہ پر پکار رہے ہیں۔ بی بی اندر سے ان کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہیں۔ بلا وجہ کسی غریب کو دور دبک کرنا یا گالی کو سنا دینا صریح ظلم ہے' یہ بارہواں گناہ ہوا۔ اب خدا خدا کرکے بی بی تیار ہوئیں' کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں' بعض عورتیں ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلہ لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ ہی کھل رہا ہے یا عطر و پھلیل اس قدر ملا ہے کہ راستہ میں خوشبو مہکتی جاتی ہے' یہ نامحرموں کے رو برو اظہار زینت ہے حدیث میں وارد ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے' یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی اور ایسی ہے' یہ تیرہواں گناہ ہوا۔ اب منزل مقصود پر پہنچیں' کہار ڈولی دروازے میں رکھ الگ ہوئے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بے دھڑک اتر کر گھر میں داخل ہوئیں' یہ احتمال ہی نہیں کہ شاید گھر میں کوئی نا محرم مرد پہلے سے ہو اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا ہو جاتا ہے۔ مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ اول گھر میں تحقیق کر لیا کریں گے' شبہ قوی کے موقع پر تحقیق نہ کرنا یہ چودھواں گناہ ہوا۔ اب گھر میں پہنچیں' حاضرین کو سلام کیا خوب ہوا' بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی نہیں دی' فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا' بس سلام ہو گیا۔ جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔ بعضوں نے لفظ سلام بھی کہا تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے' السلام علیکم کہنا چاہیے اب جواب ملاحظہ فرمایئے' جیتی رہو۔ ٹھنڈی رہو' سہاگن رہو' بھائی جیے' بچے جئیں۔ غرض کنبہ بھر کی فہرست شمار کرنا آسان اور وعلیکم السلام جو سب کو جامع ہے' مشکل' یہ مخالفت سنت کی ہمیشہ ہمیشہ کو کرنا پندرھواں گناہ ہوا۔ اب مجلس جمی تو شغل اعظم یہ ہوا کہ غیبیں[۲] شروع ہوئیں' جو حرام قطعی اور سخت ممنوع ہے۔ یہ سولھواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر ہر بی بی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑ جانا چاہیے۔ ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے' غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے' جو صریح ریاء ہے اور جس کا حرام ہونا سب کو معلوم ہے' یہ سترھواں گناہ ہوا۔ اور جس طرح ہر ہر بی بی دوسروں کو اپنا مایہ افتخار دکھاتی ہے اسی طرح دوسری کی مجموعی حالت دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر اور ذلیل سمجھا اور اپنے کو بڑا' یہ صریح تکبر

۱۔ وہ زانیہ کے حکم میں ہے (بخاری شریف) ۲۔ غیبتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گناہ ہے' یہ اٹھارواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسری کو اپنے سے بڑھا ہوا پایا تو حسد اور ناشکر اور حرص اختیار کی' یہ تینوں گناہ ہیں' یہ انیسواں اور بیسواں اور اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اڑ جاتی ہیں' ورنہ وقت تو تنگ ضرور ہو جاتا ہے۔ یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسرے کو دیکھ کر یا ایک دوسرے سے سن کر ان رسوم خرافات کی تعلیم بھی پاتی ہیں' اور اس تعلیم[۱] و تعلم[۲] کا سلسلہ بلا کسی نصاب و سبق کے اس ملاقات ہی کی بدولت قائم ہے۔ معاصی کی تعلیم و تعلم دونوں گناہ ہیں' یہ تیئیسواں گناہ ہوا۔

یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے موقع پر جو سقہ پانی لاتا ہے' اس سے پردہ کرنے کے لیے بند مکان میں عورتیں نہیں جاتیں' بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ' اور کسی کو دیکھنا مت۔ اب اس کا ایمان جانے چاہے دزدیدہ نظر سے مجمع کو دیکھ لے تو کسی کو کچھ غیرت نہیں۔ ایسے منظر پر قصداً بیٹھنا کہ نامحرم دیکھ سکے حرام ہے' یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ اب کھانے کے وقت جس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بی بی چار چار طفیلیوں کو ہم رکاب لاتی ہیں اور ان کو خوب بھر بھر دیتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو جانے کی کچھ پروا نہیں کرتیں' یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ اب بعد فراغت جب گھر جانے کو ہوتی ہیں کہاروں کی آواز سن کر وہ یاجوج ماجوج کی طرح وہ تموج ہوتا ہے کہ ایک پر دوسری اور دوسری پر تیسری' غرض سب دروازہ کو جا پہنچتی ہیں کہ پہلے میں سوار ہوں۔ کہار بھی اکثر اوقات ہٹتے نہیں

---

[۱] تعلیم دینا۔ [۲] تعلیم پانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتے' اچھی طرح سامنا ہوتا ہے' یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ بعض اوقات اس پر تشدد کرنا اکثر شادیوں میں پیش آتا ہے۔ یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں بالکل دروازے میں گھر کے رو برو آ کھڑے ہوتے ہیں' اور بہتوں پر نگاہ پڑتی ہے' ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا۔ کوئی کسی کی آڑ میں آ گئی' کسی نے فقط سر نیچا کر لیا' بس یہ پردہ ہو گیا۔ اچھی خاصی رو برو بیٹھی رہتی ہیں' یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت' بارات کے تماشہ کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں۔ جس طرح عورت کو اپنا بدن غیر مرد کو دکھلانا جائز نہیں' اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی بوجہ احتمال فتنہ کے ممنوع ہے' یہ انتیسواں گناہ ہوا۔ پھر واپسی دولت خانہ کے بعد کئی کئی روز آنے والی بیبیوں میں اور اہل تقریب کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے جاتے ہیں اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں' وہ تیسواں گناہ ہوا۔ اور اسی طرح کی اور بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں اس مجمع مستورات میں جمع ہیں۔ جو عاقل دیندار کو مشاہدہ اور تامل سے بے تکلف معلوم ہو سکتی ہیں۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ام الفاسد[۱] یہ جمع ہونا ہے' اس کا انسداد سب سے زیادہ ضروری ہے۔

۹۔ حجام آرندہ جوڑے کو بروقت پہنچانے جوڑے کے کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لے کر ساری برادری میں گھر گھر دکھلاتے جاتی ہے اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہو کر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے جوڑا

---

[۱] تمام خرابیوں کی جڑ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھلانے کا منشاء بجز ریاء کے اور کچھ بھی نہیں' اور عورتوں کے جمع ہونے کی برکات ابھی مذکور ہو چکی ہے' غرض اس موقع پر بھی معاصی کا خوب اجتماع ہوتا ہے۔

۴۔ علی الصباح دولہا کو غسل دے کر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور چوٹی سہرے کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے۔ اکثر اس جوڑے میں خلاف شرع بھی لباس ہوتا ہے اور سہرا چونکہ کفار کی رسم ہے اس لیے اس حق کا نام چوٹی سہرے سے مقرر کرنا بے شک مذموم' اور تائید رسم کفار کی ہے' یہ بھی خلاف شرع ہے۔

۵۔ اب نوشہ کو گھر میں بلا کر چوکی پر کھڑا کر کے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی ہیں اور کنبہ کی عورتیں کچھ ٹکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینان حاضرین کو دے دیتی ہیں۔

نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت کوئی احتیاط نہیں رہتی۔ بڑی گھری پردہ والیاں آرائش زیبائش کیے ہوئے اس کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں' اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کی شرم کا وقت ہے یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا یہ غضب کی بات نہیں۔ اول تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا۔ مختلف طبائع کے لڑکے ہوتے ہیں جن میں اکثر تو آج کل شریر بھی ہیں۔ پھر اگر اس نے نہ بھی دیکھا تو تم کیوں اس کو دیکھ رہی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے۔ غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں' پھر سہرا باندھنا' یہ دوسرا امر خلاف شرع ہوا' کیونکہ یہ رسم کفار کی ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ انہیں میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا اول تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے۔ اور پھر خاص کر ایک معصیت کا ارتکاب کر کے اس پر کچھ لینا بالکل گند در گند ہے۔ نوشہ کے سر پر سے پیسوں کا اتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے' جس کی نسبت حدیث میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سر تا سر خلاف شرع امور کا مجموعہ ہے۔

۱۱۔ اب برات روانہ ہو جاتی ہے۔ یہ برات بھی شادی کا رکن اعظم سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے لیے کبھی دولہا والے کبھی دولہن والے بڑے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔ غرض اس سے ناموری اور تفاخر ہے اور کچھ عجب نہیں کہ کسی وقت میں جب کہ راستوں میں امن نہ تھا اکثر راہزنوں اور قزاقوں سے دو چار ہونا پڑتا تھا ـــــــ یہ مصلحت حفاظت دولہا دلہن و اسباب زیور وغیرہ کے برات لے جانے کی رسم ایجاد ہوئی اور اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک آدمی برات میں ضرور جاتا تھا۔ مگر اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۔ اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بلا بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر' اور نکلا لٹیرا ہو کر۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا' پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے۔ کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہوا۔ پھر ان امور کی وجہ سے اکثر جانبین میں ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھی اس کا اثر قلوب میں باقی رہتا ہے۔ چونکہ نا اتفاقی حرام ہے اس لیے اس کے اسباب بھی حرام ہوں گے۔ اس لیے یہ فضول رسوم ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہیں اور گاڑیوں کو بے سدھ بلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت بھگانا شروع کرتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے مہلکہ اور خطرہ میں پڑنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں اور کوئی شخص گھوڑ دوڑ کا شبہ نہ کرے کہ اگر اس میں قمار نہ ہو تو وہ اس وقت جائز ہے۔ حالانکہ اس میں بھی خطرہ ہے ——— جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اول تو گھوڑ دوڑ میں جس قدر سوار ہیں سب ماہر ہیں۔ اس سے یہ احتمال کم ہے اور یہاں بھلیوں کے سوار سب اناڑی' یہاں احتمال ضرر کا غالب ہے۔ دوسرے وہاں ضرورت تعلیم و مشق فن کی ہے یہاں بجز مفاخرت[1] کے اور کیا ضرورت ہے۔

۳۔ دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر شامل برات ہو جاتا ہے۔ اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی فہیم[2] اس بد عقیدے سے پاک ہو تب بھی اس رسم سے چونکہ ان فاسد الاعتقاد لوگوں کے فعل کی تائید و ترویج ہوتی ہے اس لیے سب کو بچنا چاہیے۔

۴۔ حجام آرندہ مہندی کو بروقت پہنچاتے مہندی کے وہ مقدار انعام دیتا ہے کہ جس مقدار انعام پر دولہا والا اس مقدار خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو اس فرد کمینان میں دینا پڑتا ہے۔ یعنی فرد اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بھی زبردستی کا ٹیکس ہے کہ پہلے سے نوٹس دیا جاتا ہے کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوائیں گے۔ چونکہ اس طرح سے جبرا دلوانا حرام ہے۔ اس لیے اس کی تمہید اور اطلاع کے لیے ایک اصطلاح مقرر کرنا بھی اسی

---

[1] تکبر۔ [2] کوئی سمجھ دار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکم میں ہے کیونکہ معصیت کا عزم بھی معصیت ہے۔

۱۵۔ کچھ مہندی دلہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں امر بھی خواہ مخواہ التزام مالایلزم ہیں اس طرح کہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتے ہیں۔ پس صریح تعدی حدود شرعیہ سے ہے۔

۱۶۔ برآت آنے کے دن دلہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس مجمع کے ظلمات و نحوستیں اوپر عرض کر چکا ہوں۔

۱۷۔ اور ہر کام پر پروتا[1] تقسیم ہوتے ہیں۔ مثلاً نائی نے دیگ کے لیے چولہا کھود کر پروت مانگا تو اس کا ایک خوان میں اناج اور اس پر گڑ کی ایک بھیلی رکھ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر خفیف کام پر بھی جرمانہ ہوتا ہے۔ خدمت گزاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے۔ مگر اس ڈھونگ کی کون سی ضرورت ہے۔ اس کا جو حق الخدمت سمجھا جائے اس کو ایک دفعہ دے دیا جائے۔ اس کی بنا بھی وہی تشہیر ہے۔ پس علاوہ اس کے اس کو اجرت خدمت تو کہہ نہیں سکتے کیونکہ اجرت کے لیے شرعاً تعین مقدار ضروری ہے' اور یہاں ہرگز ایسا تعین نہیں کہ پاؤ سیر کا بھی فرق نہ ہونے پائے۔ پس لا بد انعام و احسان ہو گا' اس میں اس طرح زبردستی لینا حرام ہے۔ اور جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اور اگر اس کو اجرت کہا جائے تو بوجہ مجہول ہونے کے اجارہ فاسد حرام ہے۔

۱۸۔ برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور مانگنے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ

---

[1] انعام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور باعث اس کے وہی برات لانے والے ہوتے ہیں' ظاہر ہے کہ امر مذموم کا سبب بننا بھی امر مذموم ہے۔

۱۹۔ برات ایک جگہ قیام کرتی ہے اور طرفین کی برادری کے سامنے بری کھولی جاتی ہے۔ اب وقت آیا ہے اس معصیت ریاء و افتخار کے ظہور کا جو اصل مقصود تھا اور اسی سبب سے یہ رسم ممنوع ہے۔

۲۰۔ جس میں بعض اشیاء تو بہت ضروری ہیں' شاہانہ جوڑا' انگوٹھی' پاؤں کا زیور' سہاگ پوڑا' عطر و تیل' مسی' سرمہ دانی' کنگھی' پان' کھیلیں اور باقی غیر ضروری۔ جس قدر جوڑے بری میں ہوتے ہیں اتنی ہی منگیاں ہوتی ہیں۔ ان سب مہملات کا التزام مالایلزم ہونا ظاہر ہے جس کا خلاف شرع ہونا بارہا مرقوم ہو چکا ہے۔ اور ریاء و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اس کو تو کہنے کی حاجت ہی کیا۔

۲۱۔ اس بری کو لے جانے کے واسطے دلہن کی طرف سے کمین خوان لے کر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لے جاتے ہیں۔ دیکھیے اس ریاء کا اور اچھی طرح ظہور ہوا' گو وہ ایک ہی آدمی کے لے جانے کا بوجھ ہو مگر لے جائے اس کو ایک قافلہ تاکہ سلسلہ دراز معلوم ہو' کھلا تکاثر و تفاخر ہے۔

۲۲۔ تمام مرد کنبہ کے بری کے ساتھ جاتے ہیں اور بری زنانہ مکان میں پہنچا دی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں اور مستورات کا بالکل بے حجابانہ سامنا ہوتا ہے۔ نہیں معلوم کہ اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کی باتیں کس طرح حلال اور عین تہذیب ہو جاتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ اس بری میں شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی چیزیں واپس ہو جاتی ہیں جس کو دولہا والا بجنسہ صندوق میں رکھ لیتا ہے' جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کویں تکلیف کی' بس وہی نمود و شہرت جب واپس آنا یقینی ہے تب تو عقلاء کے نزدیک کوئی شان کی بات بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کی مانگ لایا ہو۔ پھر گھر واپس آ کر دے دے گا' اور اکثر ایسا واقعہ بھی ہوتا ہے۔ تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف' پھر لوگ ان پر خوش ہیں۔

۲۴۔ بری کے خوان میں دلہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بری کی چنگیر کہتے ہیں۔ اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ڈومنی ایک ڈوری لے کر دولہا کے پا سجاتی ہے اور خفیف انعام دو آنے یا چار آنے دیا جاتا ہے' اس میں بھی وہی التزام مالایلزم اور جبری التبرع سرتا سر ہے۔ اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔

۲۵۔ برات والے نکاح کے واسطے بلائے جاتے ہیں۔ خیر غنیمت ہے۔ خطا معاف ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تمام شب اسی کی نذر ہو جاتی ہے۔ پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہو گیا' کسی کو سوء ہضم ہو گیا' کوئی غلبہ خواب سے ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی۔ ایک روتا ہو تو رویا جائے' یہاں تو سر سے پاؤں تک رونا ہی رونا بھرا ہے' اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

۲۶۔ سب سے پہلے سقہ پانی لے کر آتا ہے اس کو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے' گو دل نہ چاہے مگر زکوٰۃ سے بڑھ کر فرض ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرور دو۔ غضب ہے کہ اول تو تبرعات میں جبر محض حرام ہے اور جبر کے کیا یہی معنی ہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جائے بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیں گے تو بدنام ہوں گے۔ پھر لینے والے خود مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں' اور وہ بے چارہ اپنے ننگ و ناموس کے لیے دیتا ہے۔ یہ سب جبر حرام ہے۔ پھر یہ بیر گھڑی تو ہندوانہ رسم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے یہ رسم سیکھی ہے' یہ رسم دوسری ظلمت ہوئی۔

۲۷۔ اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دلہن والوں کے یہاں سے آتی ہے۔ یہاں بھی وہی جبر تبرعات موجود ہے۔ پھر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں۔ بے شک شربت گھولنے کے لیے بہت ہی موزوں ہیں۔ کیونکہ آلات نشاط بجاتے بجاتے ہاتھ میں مادہ سرور کا پیدا ہو گیا ہو گا۔ تو شربت مل جانے سے پینے والوں کو سرور زیادہ ہو گا۔

۲۸۔ قاضی صاحب کو بلا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ پس یہ ایک امر ہے جو تمام غیر مشروعات میں ایک مشروع ہے۔ مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ۔ قاضی صاحبان مسائل نکاح و متعلقات اس کے سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض مواقع پر یقیناً نکاح بھی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے۔ اور بعض ایسے طماع کو روپیہ سوا روپیہ کے لالچ میں آکر جس طرح سے فرمائش کی جائے کر گزرتے ہیں۔ خواہ نکاح ہو یا نہ ہو۔ اس میں بہت اہتمام چاہیے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق سے نکاح پڑھوائے۔

۲۹۔ اور ان کو کچھ دے کر رخصت کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس کو اپنا حق واجب الادا سمجھتے ہیں اور حتیٰ کہ اگر کوئی نہ دے یا معین مقدار سے کم دے تو اس سے تکرار کرتے ہیں' تقاضا کرتے ہیں' بڑی تہذیب کا مظاہرہ فرمایا تو یہ زبان سے نہ بولیں گے' مگر دل میں ضرور ناخوش ہوتے ہیں۔ تو ایسے کی نسبت رفاہ المسلمین شرح مسائل اربعین میں خزانۃ الروایات سے حرام ہونا نقل کیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ایک رواج یہ ہو رہا ہے کہ اکثر جگہ قاضی لوگ اپنا نائب بھیج دیتے ہیں' اور ان کو جو کچھ ملتا ہے اس میں زیادہ حصہ قاضی کا اور تھوڑا سا اس نائب کا ہوتا ہے۔ یہ استحقاق قاضی صاحب کا محض بلا دلیل ہے اور اس پر کد اور مطالبہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ یہ امر قابل یاد رکھنے اور لحاظ کرنے کے ہے کہ البتہ خوشی سے اگر صاحب تقریب کچھ دے دے' تو لینا جائز ہے۔ اور جس کو دیا ہے اسی کی ملک ہے۔ مثلاً اگر نائب کو خوشی سے دیا تو تمام تر اس کی ملک ہے۔ منیب صاحب اس سے اس وجہ سے لیتے ہیں کہ ہم نے تم کو مقرر کیا ہے سو اس وجہ سے لینا رشوت اور حرام ہے۔ اور راشی[1] و مرتشی یعنی نائب اور منیب دونوں عاصی[2] ہوتے ہیں۔

۳۰۔ اس کے بعد اگر دولہا والے چھوارے لے گئے ہوں تو وہ لٹا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں۔ ورنہ وہی شربت خواہ گرمی ہو یا سردی علاوہ التزام مالایلزم کے جو کہ شربت میں ہے' کسی کو بیمار ڈالنے کا سامان کرنا جیسا کہ بعض فصلوں میں شربت پینے سے واقع ہوتا ہے' کہاں جائز ہے۔

۳۱۔ اب دولہن کی طرف کا نائی ہاتھ دھلاتا ہے' اس کو سوا روپیہ ہاتھ

۱۔ رشوت لینا اور دینا۔ ۲۔ گناہ گار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھلائی دیا جاتا ہے۔ یہ انعام فی نفسہ ایک تبرع و احسان ہے مگر اس کو دینے والے حق واجب اور نیگ سمجھتے ہیں۔ اس طرح سے دینا لینا حرام ہے کیونکہ تبرع میں جبر حرام ہے' جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ اور حق الخدمت کہا جائے تو دلہن والوں کا خادم ہے ان کے ذمہ ہونا چاہیے۔ دولہا والوں سے کیا واسطہ' یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلاف شرع ہونے کے خلاف تہذیب بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے فیس اور اجرت نوکروں کی وصول کی جائے۔

۳۲۔ اور دولہا کے لیے گھر میں سے شکرانہ بن کر آتا ہے' خو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں التزام مالایلزم کے عقیدہ کا بھی فساد ہے۔ یعنی اگر یہ شکرانہ بنایا نہ جائے تو باعث نامباری کی سمجھتے ہیں بلکہ اکثر رسوم میں یہی عقیدہ ہے۔ یہ خود شعبہ شرک کا ہے۔ حدیث میں ہے کہ تبرع یعنی بدشگونی اور نامباری کی کچھ اصل نہیں۔ شریعت جس کو بے اصل بتلائے اور لوگ اس پر پل بنا کر کھڑا کریں۔ اب آپ ہی بتلائیے کہ یہ شریعت کا مقابلہ ہے کہ نہیں۔

۳۳۔ اس کے بعد سب براتی کھا کر چلے جاتے ہیں۔ لڑکی والے کے گھر سے نوشہ کے لیے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام شب زمین پر پڑے پڑے ہڈیاں چور ہو چکیں' اب مرہم آیا واقعی حق دار تو ابھی ہوا ہے۔ اس سے پہلے تو اجنبی شخص تھا۔ بھلے مانسو اگر داماد نہ تھا تو بے چارہ بلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی مدارات کا بھی حکم شرع میں اور عقل میں ہے یا نہیں اور دوسرے براتی اب بھی فضول ہی رہے۔ ان کی اب بھی کسی نے بات نہیں پوچھی' صاحبو! وہ بھی تو مہمان ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴۔ حجام آرندہؔ پلنگ کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے' پس معلوم ہوا کہ یہ چارپائی اس علت کے لیے آئی تھی۔ استغفراللہ اس میں بھی وہی جبرفی التبرع ظاہر ہے۔

۳۵۔ پچھلی شب کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے جس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں' چاہیے ان کم بختی ماروں کو تداخل ہی ہو جائے' مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام! پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بدلیل بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلاف شرع ہے۔

۳۶۔ حجام آرندہؔ خوان کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے' کیوں نہ دیا جائے ان حجام صاحب کے بزرگوں نے اس بے چارے براتی کے باپ داوا کو قرض روپیہ دیا تھا۔ یہ بے چارہ اس کو ادا کر رہا ہے۔ ورنہ اس کے باپ داوا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۳۷۔ صبح کو برات کے بھنگی دلہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئی تھی اور دف فی نفسہ جائز تھی مگر شریعت نے اس میں یہ مصلحت رکھی ہے کہ اس سے اعلان نکاح کا ہو جائے جو مطلوب ہے۔ لیکن اب یقینی بات ہے کہ اظہار شان و شوکت و تفاخر کے لیے بجایا جاتا ہے' اور قاعدہ ہے کہ جو مباح ذریعہ معصیت بن جائے' وہ بھی معصیت ہو جاتا ہے اس لیے یہ دف بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ اعلان کے ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام مجمع میں ہوتا ہے۔ پہلے سے ذکر مذکور ہوا کرتا ہے' بعد میں مدتوں تذکرہ رہتا ہے۔ بس یہ اعلان کافی ہے اور اگر

ؔ لانے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں' عربی میں اس کو تبرع کہتے ہیں' حدیث میں اس کا مذموم و مکروہ ہونا آیا ہے۔

۳۸۔ اور دلہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اٹھاتا ہے' اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو برابر نیگ لید اٹھائی اور صفائی کا ملتا ہے۔ بھلا اس ٹھیٹراہ بدلائی سے کیا فائدہ' دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا' خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر تبرعات میں جبر لازم کرا دیا ـــــــ جس کا حرام ہونا اوپر گزر چکا۔

۳۹۔ دلہن والوں کی ڈومنی دولہا کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور اپنا پروت موافق دستور کے لے کر جاتی ہے' اور اس کو کچھ انعام ملتا ہے۔ بے چارے کو آج ہی لوٹ لو' کچھ بچا کر لے جانے نہ پائے۔ بلکہ اور قرض کر جائے۔ اسی جبر فی التبرع کو یاد کر لو۔

۴۰۔ اس کے بعد نائن دلہن کا سر گوندھ کر کنگھی کو ایک کٹورہ میں ڈال کر لے جاتی ہے اور اس کو سر بندھائی اور پوڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے' یہ بے چارہ سب کا مقروض بھی ہے یہاں بھی اسی جبر کو یاد کر لو۔

۴۱۔ اس کے بعد فرد[1] انعام کمینان دلہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو دی جاتی ہے وہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا یکشت روپیہ دلہن والوں کو دے دے اس میں بھی وہی تبرع میں جبر لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا کئی بار مذکور ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ لوگ

۱۔ فہرست انعام۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی موقع کی توقع سے عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اس سے حق الخدمت لینا چاہیے۔ یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں زید کی اور حق الخدمت ادا کرے عمرو۔

۴۲۔ نوشہ گھر میں بلایا جاتا ہے' اور اس وقت پوری بے پردگی ہوتی ہے۔ اور بعض باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں' جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا محتاج بیان نہیں۔

۴۳۔ اگر بہت غیرت کو کام فرمایا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے' اور اس وقت سلامتی کا روپیہ جمع کر کے جو بطور نوتہ کے ہوتا ہے دولہا کو دیئے جاتے ہیں۔ اور شادیوں میں کئی موقعوں پر نوتہ جمع ہوتا ہے جس کی اصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے زمانہ میں کسی غریب آدمی کو کوئی تقریب پیش آئی' اس کے عزیزوں نے بطور امداد کے کچھ جمع کر کے دے دیا' چونکہ اس وقت ان امور میں اس قدر طول نہ تھا' تھوڑے سے سرمائے میں سب ضروری کام انجام پا گئے' نہ اس کو بار ہوا کہ مفت رقم ہاتھ آ گئی' نہ دینے والوں پر گراں ہوا۔ کسی کا زیادہ خرچ نہیں ہوا۔ اگر بطور تبرع و احسان کے دیتے ہوں گے تو اس کا عوض نہ چاہتے ہوں گے' گو دوسرا شخص بقاعدہ ھل [۱] جزاء الاحسان الا الاحسان کے اس کی ضرورت کے وقت اس کی اعانت کر دیتا ہو بشرط گنجائش و بلا لحاظ کمی و بیشی کے' اور اگر بطور قرض کے ہوتا ہو گا تو اس کو یہ قرض بتدریج ادا کرنا آسان ہوتا تھا۔ واقعی اس وقت یہ مصلحت نہایت مفید تھی' اور اب تو اس میں کوئی بھی مصلحت نہیں رہی'

---

[۱] احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر صرف ہوتا ہے اس کا کوئی جزو معتدبہ نوتہ میں جمع نہیں ہوتا۔ پھر ناحق مقروض بننے سے کیا نفع۔ پھر اکثر اس پر تکرار اور رنج بھی ہوتا ہے۔ غرض بے ضرورت مقروض ہونا بھی منع ہے' رنج و تکرار بھی منع ہے۔ پھر گنجائش کے وقت ادا نہیں کر سکتے۔ جب دوسرے شخص کے یہاں کوئی تقریب ہو تب ہی ادا کرنا ممکن ہے۔ اگر اس وقت پاس نہ ہو تو بعض اوقات سودی قرض لے کر دینا پڑتا ہے' یہ بھی گناہ ہی ہے۔ جس دستور میں اتنے گناہ ہوں بے شک وہ واجب الترک ہے۔

۴۴۔ اس میں ڈومنی اور نائن کا نیگ بقدر آٹھ آنہ نکالا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی زکوۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں سمجھتے' کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں جانتے' مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرائض سے بڑھ کر فرض ہے۔ یہ التزام مالایلزم کس قدر لغو امر ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے' بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی دوا ہے جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور حق رکھا ہوا ہے۔ بقول شخصے بیاہ میں بیچ کا لیکھا شاید گانے بجانے کا حق الخدمت سمجھا جائے تو اس خدمت کی کیفیت سن لینا چاہیے۔

اکثر لوگ یہ سن کر شادی میں گیت درست ہے بے دھڑک ڈومنیاں گواتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ درست کس طرح تھا' اور اب رواج کس طرح پر ہے۔ اس کی تو مثال ایسی ہے کہ کوئی کسی کی روٹی غصب کر کے لادے اور مفتی سے پوچھے کہ روٹی حرام ہے یا حلال' اور اس سے حلال سن کر خوب غصب کیا کرے۔ ظاہر ہے کہ ایسے فتویٰ سے کام نہیں چل سکتا۔ اس کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ میرے پاس غصب کی روٹی ہے وہ حلال ہے یا حرام' پھر دیکھو اس کو کیا جواب ملتا ہے۔ غرض یہ کہ گیت ڈومنیوں کا جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح رائج ہے اس کو دیکھنا چاہیے کہ اس میں کچھ خرابی ہے یا نہیں' تو اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ ڈومنیاں لے اور گت سے گاتی ہیں یا نہیں۔ بے شک گت سے گاتی ہیں۔ تو ذرا کسی عالم سے پوچھو تو سہی کہ یہ غنا امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں حرام ہے یا نہیں' اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ عید کے روز پیغمبر صاحب ﷺ کے روبرو بھی دو لڑکیوں نے گایا ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو وہ نابالغ لڑکیاں تھیں دوسرے وہ اتار چڑھاؤں سے نہ گاتی تھیں۔ چنانچہ حدیث میں لفظ جاریتین مغنیتین اس معنی کی دلیل ہے اور یہ بتلاؤ کہ ان کی آواز اجنبی مردوں کے کانوں میں پہنچتی ہے یا نہیں اور محرم عورتوں کی آواز کسی غیر مرد کے کانوں میں جانا اور اس طرح سے کہ سننے سے خرابی پیدا ہو' حرام ہے یا نہیں۔ پھر اس راگ میں یہ بھی خاصیت ہے کہ جو صفات قلب میں غالب ہوتے ہیں ان کو اور زور ہو جاتا ہے۔ تو بتلاؤ کہ ہم لوگوں کے قلب میں صفات خبیثہ کا غلبہ ہے یا نہیں اور صفات خبیثہ کا قوت دینا حرام ہے یا نہیں۔ پھر یہ کہ آدھی آدھی بلکہ تمام رات دائرہ اور کہیں کہیں ڈھولک بھی بجتی ہے جس سے پاس والوں کی عموماً اور حاضرین مجلس کی خصوصاً نیند ضائع ہوتی ہے۔ اور صبح ہوتے ہی سب مردہ کی طرح پڑ کر سوتے ہیں۔ پس صبح کی نمازیں ان کی قضا ہوتی ہیں یا نہیں' اور نماز کا قضا کرنا اور جس شغل کی وجہ سے نماز قضا ہو وہ شغل حرام ہے یا نہیں اور کہیں کہیں مضامین گیت کے خلاف شرع بھی ہوتے ہیں۔ پس ان کے گانے اور سننے سے سب کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

اب بتلاؤ کہ اس طرح کا گیت گانا اور گوانا حرام ہے یا نہیں۔ پھر جب وہ حرام ہوا تو اس کی اجرت دینا دلانا کس طرح جائز ہو گا اور اجرت بھی کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کہ گھر والا تو اس لیے دیتا ہے کہ اس نے بلایا' اس کے یہاں تقریب ہے بھلا اور آنے والوں کی سمجھتی ہے کہ ان سے بھی جبراً وصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اس کی تذلیل[1] و تحقیر[2] اور طعن و تشنیع[3] کی جاتی ہے۔ وہی جبر تبرعات کا قصہ یاد کر لیا جائے۔ پس ایسے گانے کو اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جائے۔

۳۵۔ بعد فراغت کھانے کے جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ فرمایئے کہ پوری ریا ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔

۳۶۔ اور سوا روپیہ نیگ کمینوں کا جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے۔ وہی جبر فی التبرع کا مضمون یاد دلایا جاتا ہے۔

۳۷۔ اب لڑکی کے رخصت ہونے کا وقت آیا' میانا یا پالکی دروازہ میں رکھ کر دلہن کے باپ یا بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ دھرنے کو گھر میں بلائے جاتے ہیں۔ اور اس وقت بھی اکثر مردوں عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس کا مذموم ہونا ظاہر ہے۔

۳۸۔ اور لڑکی کو رخصت کر کے ڈولہ میں بٹھلاتے ہیں اور مقتضائے عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کو مفارقت کا قلق ہو' مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں' کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان لوگوں پر لڑکی بھاری تھی اس کو دفع کر کے خوش ہوئے' اور یہ جھوٹا رونا

۱۔ دوسرے کو ذلیل کرنا۔ ۲۔ حقیر سمجھنا۔ ۳۔ عیب گیری کرنا۔

13602

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناحق کا فریب ہے جو کہ عقلاً و نقلاً" گناہ ہے۔

۴۹۔ اور دلہن کے دوپٹہ کے ایک پلہ میں کچھ نقد اور دوسرے میں ہلدی کی گرہ اور تیسرے میں جائفل چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتے ہیں۔ یہ ایک شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلاف عقل ہونے کے شعبہ شرک کا ہے۔

۵۰۔ اور ڈولہ میں مٹھائی کی چنگیر رکھ دیتے ہیں جس کا مصرف آگے آتا ہے۔ اس سے اس کا بیہودہ اور ممنوع ہونا معلوم ہو جائے گا۔

۵۱۔ اول ڈولہ دلہن کی طرف کے کہار اٹھاتے ہیں اور دولہا والے اس پر سے بکھیر شروع کرتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر پر سے آفات اتر گئیں تب تو فساد اعتقاد بھی ہے۔ ورنہ نام و نمود شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے غرض ہر حال میں مذموم ہے۔ پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے تاویل صدقہ کی بھی نہیں چل سکتی۔ ورنہ غریبوں محتاجوں کو دیتے۔ کیا بھنگی سب سے زیادہ دنیا میں فضول ہیں۔ ان کو بلاؤں کا لینے والا سمجھ لیا ہے۔ اس لیے اس کا مصرف قرار دیا' پس یہ ایک طرح کا اسراف بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ بھی لگ جاتی ہے۔ کسی کے تو بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کو خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے' یہ خرابی مزید برآں ہے۔

۵۲۔ اس بکھیر میں سے ایک مٹھی ان کہاروں کو دی جاتی ہے بابت بکھیر کے' اور یہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے' وہی جبرفی التبرع کا ناجائز ہونا یاد کر لیا جائے۔

۵۳۔ جب بکھیر کرتے ہوئے شہر کے باہر پہنچتے ہیں تو یہ کہار ڈولہ کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ لے کر چلے جاتے ہیں وہی جبر تبرع یہاں بھی ہے۔

۵۴۔ اور دلہن کے عزیز و اقارب جو اس وقت تک ڈولہ کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں رخصت کر کے چلے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ چنگیری مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے اس میں علاوہ التزام مالایلزم کے اکثر یہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھا دھند ہاتھ ڈال کر وہ چنگیری لے لیتے ہیں۔ اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ پردہ کھل جائے گا' نائن یا دلہن کو ہاتھ لگ جائے گا' اور بعض غیرت مند اعزہ دلہن یا دولہا کے اس پر جوش کھا کر سخت و ست کہتے ہیں جس میں بڑی دور نوبت پہنچتی ہے مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تھکا فضیحتی منظور' مگر اس کا قضا کرنا نامنظور۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

۵۵۔ راستے میں جو اول ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچ ڈولہ رکھ دیتے ہیں کہ ہمارا حق دو تب ہم پار جائیں اور یہ حق کم از کم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو دریا اتروائی کہتے ہیں یہ وہی جبرنی التبرعات ہے۔

۵۶۔ جب مکان پر ڈولہ پہنچتا ہے تو کہار ڈولہ نہیں رکھتے جب تک ان کو ایک روپیہ چار آنے ڈولہ نکوائی نہ دیا جائے' اگر یہ انعام ہے تو انعام میں جبر کیسا اور اگر اجرت ہے تو اجرت کی طرح ہونا چاہیے کہ جب کسی کے پاس ہوا دے دیا۔ اس وقت معین کر کے مجبور کرنا بجز اتباع رسم اور کچھ بھی نہیں جس کو التزام مالایلزم کہنا چاہیے۔

۵۷۔ جب کہار ڈولہ رکھ کر چلے جاتے ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولہ میں سے نہیں اتارنے دیتیں' جب تک ان کو حق نہ دیا جائے گا ہم دلن کو گھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیں نہ گھنے دیں گے۔ یہ بھی جبرنی التبرع ہے۔

۵۸۔ اس کے بعد نوشہ کو دروازہ میں بلا کر ڈولہ کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے اس کی بھی سخت پابندی ہے اور یہ ایک قسم کا شگون ہے جس کی بنا فساد اعتقاد ہے اور اکثر اس وقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔

۵۹۔ عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لے جاتی ہیں اور دلہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ پر ایک ایک ٹیکہ لگاتی ہیں' یہ صریح ٹوٹکہ ہے جو شعبہ شرک ہے۔

۶۰۔ تیل اور ماش صدقہ کر کے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانہا۔ کے چاروں پاؤں پر تیل چڑھا جاتا ہے۔ دیکھئے وہی فساد عقیدہ کا روگ اس لغو حرکت کا منشاء ہے۔

۶۱۔ اور اس وقت ایک بکرا گڈریئے سے منگا کر نوشہ اور دلہن کے اوپر سے صدقہ کر کے اس گڈریئے کو مع کچھ نیگ کے جس کی مقدار دو آنہ یا چار آنہ ہوتے ہیں دے دیا جاتا ہے۔ دیکھئے یہ کیا حرکت ہے' اگر بکرا خریدا ہے تو اس کی قیمت کہاں ہے اگر دو آنہ یا چار آنہ قیمت ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کو خرید لو اور اگر خریدا نہیں تو گڈریہ کی ملک ہے غیر کے مال میں صدقہ کیا معنی۔ وہی بات ہے کہ حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ۔ پھر صدقہ کا مصرف غدریہ بہت موزوں ہے۔ غرض سرتاپا لغو حرکت ہے اور بالکل اصول شریعت کے خلاف۔

ا۔ چھپر کھٹ یا پلنگ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲۔ اس کے بعد بہو کو اتار کر گھر میں لاتے ہیں اور ایک بوریہ پر قبلہ رخ بٹھلاتے ہیں اور سات سہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں اور اس کھیر کو ان میں سے ایک سہاگن منہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم تمام تر شگونوں اور فالوں سے مرکب ہے' جس کا مبنی فساد عقیدہ ہے اور قبلہ رخ ہونا بہت برکت کی بات ہے مگر جب اس کی پابندی فرائض سے بڑھ کر ہونے لگے اور اس کے ترک کو موجب بدشگونی سمجھیں تو یہ تعدی حدود میں داخل ہو جائے گا۔

۴۳۔ یہ کھیر دو طباقوں میں اتاری جاتی ہے۔ ایک ان میں سے ڈومنی کو (شاباش ری ڈومنی تیرا تو سب جگہ ظہورا ہے) اور ایک نائن کو مع کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں دیئے جاتے ہیں یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

۴۴۔ اس کے بعد ایک یا دو من کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جس میں بجز ریاء کے اور کچھ بھی نیت نہیں۔

۴۵۔ اس کے بعد بہو کا منہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا سب سے بڑی عورت خاندان کی' بہو کا منہ دیکھتی ہے اور کچھ منہ دکھلائی دیتی ہے جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی ایسی سخت پابندی ہے کہ جس کے پاس منہ دکھلائی نہ ہو وہ ہرگز ہرگز منہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ لعنت و ملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جائے گا جس کو وہ کسی طرح اٹھا ہی نہ سکے۔ غرض اس کو واجبات سے قرار دیا ہے جو صریح تعدی حدود شرعیہ ہے' پھر اس کی کوئی وجہ معقول سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کے ذمہ منہ پر ہاتھ رکھنا بلکہ تمام ہاتھوں پر منہ رکھنا یہ کیوں فرض کیا گیا ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کہ اگر کوئی نہ کرے (گویا قضیہ فرضیہ ہے) تو تمام برادری میں بے حیا اور بے شرم اور بے عزت مشہور ہو جائے بلکہ ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی سمجھ دار مسلمان کافر بن جائے' پھر بتلایئے یہ بھی تعدی حدود ہے یا نہیں۔ اس شرم شرم میں اکثر دلہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں۔ اگر ساتھ والی نے پڑھوا دی تو خیر ورنہ مذہب مستورات میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اٹھ کر یا کسی سے کہہ سن کر نماز کا انتظام کر لے اس کو حس و حرکت کرنا بولنا چالنا' کھانا پینا' اگر کھجلی بدن میں اٹھے تو کھجلانا' اگر جمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو تو جمائی یا انگڑائی لینا یا نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا یا اگر پیشاب پاخانہ خطا ہونے لگے تو اس کی اطلاع تک کرنا بھی اس مذہب زنان[1] میں حرام بلکہ کفر ہے' خدا جانے کیا جرم کیا تھا جو سخت کال کوٹھری میں یہ مظلومہ مقید کی گئی ہے' ہائے یہ شان تو بندے کی اپنے مالک حقیقی کے روبرو ہو نازیبا تھی اور جن کی ہے ان کی ہے بھی؟ ۔

اے قلم بنگر گرا جلالیتی   درمیان اصبعین کیستی

یا الٰہی! اپنی رحمت کا صدقہ مجھ نالائق کو ایسا انقیاد و تسلیم نصیب فرما دیجئے اور شہروں میں یہ خرافات ہیں کہ مرد بھی دلہن کا منہ دیکھتے ہیں۔ استغفر اللہ نعوذ باللہ۔

۲۹۔   پھر سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں۔ اس کے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتے ہیں اور کچھ مٹھائی دے کر اٹھا لیتے ہیں۔ وہی خرافات شگون' مگر کیا ہوتا ہے اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی' توبہ توبہ! کیا

---

[1] عورتوں کے مذہب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برے خیالات ہیں۔

۶۷۔ اس کے بعد بہو کو اٹھا کر چارپائی پر بٹھاتے ہیں' پھر دلہن کے داہنے پیر کا انگوٹھا نائن دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنی وغیرہ جو بہو کے ایک پلہ میں بندھا ہوتا ہے' انگوٹھا دھلوائی میں نائن کو دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی شگون ہے۔

۶۸۔ بعد آنے دلہن کے شکرانہ کے دو طباق ایک اس کے لیے دوسرا نائن کے لیے جو بہو کے ساتھ آتی ہے بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی وہی سات سہاگنیں مل کر کچھ دانہ بہو کے منہ کو لگا کر (اس بے چاری کو للچانے کے لیے) آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں (شاباش) یہ بھی شگون معلوم ہوتا ہے۔

۶۹۔ پھر دولہا والوں کی نائن دلہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلواتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دھلوائی میں دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے' یہ التزام مالایلزم اور جبرفی التبرع ہے۔

۷۰۔ بوقت کھانا کھانے کے ڈومنیاں گالیاں دیتی ہیں۔ کم بختوں پر خدا کی مار! اور اس نائن سے نیگ لیتی ہیں۔ ماشاء اللہ! ہمارے بھائیوں کی نائن بھی بادشاہوں سے کم نہیں۔ گاہے بدشنامے خلعت دہند مگر گاہے کا فرق ہے کیونکہ ان کی قسمت میں ہمیشہ کے لیے یہ دولت لکھی ہے کہ گالیاں کھاؤ اور انعام دو۔ نعوذ باللہ من الجہل۔

۷۱۔ جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک جوڑا سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں۔ چہ خوش! مال نہ مال میں تیرا مہمان۔ اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب سب مانے ہوئے ہیں تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ملنے ہوئے آپ ہی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ نہ ماننے سے نکو بنائے جائیں گے۔ ایسا زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے' جس کے چوری ہوتی ہے اور خاموش ہو کر بیٹھا رہتا ہے یا کوئی ظالم غصب کرلیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا' ایسے ماننے سے کسی کا مال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں بٹوے اور کمربند اور تلے دانیاں ہوتی ہیں۔ وہ سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کرلیتی ہیں اور حصہ رسد بہو کو بھی دیتی ہیں۔

۷۲۔ شب کا وقت تخلیہ کے واسطے ہے جس میں بے حیا عورتیں جھانکتی تاکتی ہیں اور مطابق مضمون حدیث کے داخل دائرۂ لعنت ہو تیہیں۔

۷۳۔ بوقت صبح بے حیائی ہوتی ہے کہ شب خوابی کا بستر چادر وغیرہ دیکھتے ہیں' اس سے بڑھ کر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبہ میں نائن کے ہاتھ پھرایا جاتا ہے' کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً" حرام ہے بالخصوص ایسی بے حیائی کی بات کی تشہیر سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا' اللہ بچائے!

۷۴۔ بوقت شام یعنی درمیان عصر و مغرب بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اس وقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو ایک روپیہ چار آنہ یا پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی التزام مالایلزم اور گانے کی اجرت کی خرابی موجود ہے۔

۷۵۔ بہو کے آنے سے اگلے دن اس کے عزیز قریب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لے کر آتے ہیں' اس آمد کا نام چوتھی ہے۔ اس میں بھی التزام مالایلزم کی علت لگی ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ ماخوذ ہے کفار ہند سے' اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشبہ بالکفار کا ممنوع ہونا ظاہر ہے۔

۷۶۔ بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے پاس علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں مگر اس کی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نامحرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب و زینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے عزتی کی بات ہے۔ وہ اکثر بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں اور چوتھی کا جوڑا مع تیل و عطر و خرچ کمینان گھر میں بھیج دیتے ہیں' یہ سب التزام مالایلزم میں داخل ہے۔

۷۷۔ جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ چار آنے اور کم سے کم چار آنے ہے لے کر ہاتھ دھلواتا ہے' اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے۔ جتنے حقوق اللہ و حقوق العباد ہیں ان میں توقف ہو جائے' مگر اس تصنیفی حق میں جو واقع میں ناحق ہے کیا ممکن کہ فرق آ جائے' پہلے اس کا قرض ادا کر دو اس کے بعد کھانا نصیب ہو۔ استغفراللہ! مہمانوں سے دام لے کر کھانا کھلانا یہ انہیں بندگان رسم کا کام ہے' یہ التزام مالایلزم و تعدی حدود ہے۔

۷۸۔ بروقت کھانا کھلانے چوتھی والوں کے ڈومنیاں دروازہ میں بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے! اہل حاجت کو خوشدلی اور دعاؤں پر پھوٹی کوڑی نہ دیں اور ان بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپیہ بخشیں۔ واہ رے رواج تو بھی کیسا زبردست ہے' خدا تجھے ہمارے ملک سے ہمیشہ کے لیے غارت کرے!

۷۹۔ دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی رخصت کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ عطائے تو بہ لقائے تو کے یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتی ہے' بھلا صاحب اس کے بھیجنے سے اور پھر واپس لے جانے سے کیا حاصل ہوا۔ گویا اس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آ جانے کے لیے بھیجی ہو گی۔ خیال تو کیجئے' رسم کی پابندی میں عقل بے چاری کی بھی تو حکومت بگڑ گزری' اور التزام مالایلزم کا شرعی گناہ و التزام تو قائم ہی ہے۔

۸۰۔ اور بہو کے ساتھ نوشہ بھی جاتا ہے اور رخصت کرنے کے وقت وہی چاروں چیزیں پلو میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے بندھ کر آئی تھیں' یہ بھی خرافات اور شگون ہے۔

۸۱۔ وہاں جا کر جب دلہن اتاری جاتی ہے تو اس کا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھو کر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلے میں بندھا ہوتا ہے لیتی ہے' وہی شگون یہاں بھی ہے۔

۸۲۔ دولہا جب گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی کے نام سے کم از کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش! ایک تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں۔ اول تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اٹھائی چھپا دی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے ایک بے تکلفی بڑھتی ہے۔ بھلا اجنبی مرد سے ایسا تعلق و ارتباط پیدا کرنا خود شرع کے خلاف ہے۔ پھر اس انعام کو حق لازمی سمجھنا' یہ بھی جبرنی التبرع و تعدی حدود ہے۔ بعض جگہ جوتا چھپانے کی رسم نہیں مگر اس کا انعام باقی ہے۔ کیا واہیات بات ہے۔ اس سے بدتر رسم چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے۔ اس میں جس درجہ بے حیائی و بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں' پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں ان کے شوہر باوجود اطلاع کے انتظام و انسداد نہ کرنے کی وجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوث بنتے ہیں اور مشابہت کفار کی ان سب کے علاوہ ہے۔

۸۳۔ جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اس کے داہنے پیر کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں، یہ سب شگون التزام مالایلزم ہے ان سب مواقع میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ کفار ہند کی رسم کا اتباع ہے۔ ان کے رواج میں چونکہ نائی کے اختیارات بہت وسیع ہیں اس لئے اس کی بڑی قدر ہے، بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو سب کر لئے، مگر تنخواہ وہی رکھی جو اکثر جگہ محض ناحق لینا دینا ہے اور جہاں کوئی شرعی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔

۸۴۔ دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دلہن کو لے جاتے ہیں، اس کو بھوڑہ کہتے ہیں اور اس میں وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوئی ہیں، جو مکروہات و معاصی اس میں تھے وہی سب یہاں بھی سمجھ لئے جائیں۔

۸۵۔ اس کے بعد بھو کے باپ کے گھر سے کچھ عورتیں بھو کو لینے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں، وہی التزام مالایلزم ہے۔

۸۶۔ اور یہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں، وہی ریاء و نمود۔

۸۷۔ پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے، تو نئی کھجوریں اس کے ساتھ کی جاتی ہیں وہی التزام مالایلزم ہے۔

۸۸۔ اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں، وہی تفخر و ریاء۔

۸۹۔ اس کے بعد اگر شب برات اور محرم ہو تو باپ کے گھر ہو گا، یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابندی کون سی وحی سے ثابت ہے۔ صرف وجہ اس کی ایک خیال جاہلیت ہے کہ محرم اور شب برات کو نعوذ باللہ نامبارک سمجھتے ہیں اس لیے دولہا کے گھر اس کا ہونا نازیبا جانتے ہیں۔

۹۰۔ اور رمضان بھی وہیں ہو گا۔ قریب عید سواری بھیج کر بہو کو بلاتے ہیں۔ غرض یہ کہ جو تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں۔ محرم خود زمانہ حزن کا سمجھا جاتا ہے' رمضان میں بھوک اور پیاس کا ہونا ظاہر ہے شب برات کو عوام جلا مہینہ کہتے ہیں' غرض یہ سب باپ کے حصہ میں' اور عید جو خوشی اور شیرینی کا تہوار ہے وہ شوہر کے گھر ہونا چاہیے۔

۹۱۔ اور وہاں سے دو تین من جنس مثل سویاں' چاول' آٹا' میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا دلہن کا جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور کچھ شیر دی جاتی ہے۔ یہ ایسا فرض ضروری ہے کہ گو سودی روپیہ قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو' صریح تعدی حدود ہے۔

۹۲۔ بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور کچھ نقد اور جوڑے وغیرہ طرفین سے بہو کے ہمراہ کر دیئے جاتے ہیں' اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں مگر وہی جرمانہ کی دعوت' کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری و سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس میں معاوضہ و مساوات کا پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کر کے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت سچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اس کے بعد "کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو۔" سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطر داری کرنے والے علیحدہ ہوئے' اب جو مصیبت پڑے بھگتو' کاش جس قدر روپیہ بے ہودہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑایا ہے ان دونوں کے لیے اس سے کوئی جائیداد خرید کر دی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا' کس قدر راحت ہوتی۔ ساری خرابی اس التزام مالایلزم کی ہے۔

۹۳۔ شیرینی طرفین کی برادری میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کی بناء وہی ریاء ہے اور اگر شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر اس میں ملاؤ' یہ بھی جرمانہ ہے۔

۹۴۔ بعض جگہ کنگنا[۱] باندھنے کا بھی دستور ہے جو لوجہ رسم کفار ہونے کے منع ہے۔

۹۵۔ بعض جگہ آرسی مصحف کی رسم ہے' اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں جو بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہے۔

۹۶۔ بعض جگہ آرائش و آتش بازی کا سامان ہوتا ہے' جس کا سراسر اسراف اور حرام ہونا حدیث میں موجود ہے۔

۹۷۔ بعض جگہ باجے ہندوستانی اور انگریزی ہوتے ہیں۔ معازف و مزامیر کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے۔

۹۸۔ بعض جگہ چوتھی کھیلنے کا رواج ہے جو سراسر بے غیرتی اور بے حیائی اور تشبہ بالکفار ہے' جیسا اوپر مفصل مذکور ہے۔

۹۹۔ بعض جگہ دولہا دولہن کو گود میں لے کر ڈولہ سے اتارتا جاتا ہے۔ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے۔

۱۰۰۔ بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں مثلاً اٹھارہ سال کو منحوس کہتے

---

[۱] شادی کے موقع پر دولہا کے ہاتھ پر رنگین باندھتے ہیں یہ ہندوانی رسم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے' یہ اعتقاد بھی عقل اور شرع کے خلاف ہے۔

ایہ ایک سو واقعات ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ' کسی میں دو گناہ کسی میں چار' پانچ اور بعض میں تمیں تک مجتمع ہیں۔ اگر اوسط فی واقعہ تین گناہ رکھے جائیں تو واقعات مذکورہ تین سو گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جس عقد میں تین سو حکم شرعی کی مخالفت ہوتی ہو' اس میں خیر و برکت کا کیا ذکر۔

غرض واقعات مذکورہ ان معاصی سے پر ہیں۔ اسراف' افتخار و نمائش' التزام ملایلزم' تشبہ باکلفارا' سودی قرض یا بلا ضرورت قرض لینا' جبر تبرعات ——— بے پردگی' شرک' فساد عقیدہ' نمازوں کا یا جماعت کا قضا ہونا' اعانت معصیت' اصرار و استحسان معاصی کا جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے۔ چنانچہ مختصراً ذکر ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا ہے کہ اسراف مت کرو' بے شک اللہ جل شانہ' پسند نہیں کرتا اسراف کرنے والوں کو' اور دوسری جگہ فرمایا کہ بے ہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرگزار ہے۔ اور حدیث میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دکھلاوے کا کوئی کام کرے دکھلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یعنی اس کی رسوائی کو۔ اور جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے سنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب قیامت کے روز۔ اور حدیث میں ہے کہ اپنی نماز میں سے شیطان کا حصہ مت بناؤ کہ نماز پڑھ

ا۔ کفار کے ساتھ مشابہت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر داہنی طرف سے پھرنے کو ضروری سمجھنے لگو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضروری قرار دینا شیطان کی رضا و خوشی کا باعث ہے۔ محققین نے فرمایا ہے کہ جب مندوبات پر اصرار کرنے کا یہ حال ہے تو مباح پر اصرار کرنے کا تو کیا حال ہو گا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر معاصی پر اصرار کرے تو کیا حال ہو گا۔ اور حدیث میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے کو اور قرض کے باب میں جو تہدیدیں آئی ہیں وہ مشہور و معروف ہیں۔ وہ بلا ضرورت قرض لینے سے روکنے کے لیے کافی ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بدون اس کی خوش دلی کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبرعات میں جبر حرام ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالٰی دیکھنے والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی مزمت و حرمت ثابت ہوئی۔

شرک کی مذمت کون نہیں جانتا اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہ سمجھتے تھے' بجز نماز کے۔ اور حدیث میں ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اس کے قبضہ میں ہے کہ میرا ارادہ یوں ہوا کہ اول لکڑیاں جمع کراؤں اور پھر نماز کے لیے اذان کہلواؤں' پھر جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوئے ان کی طرف چلوں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

اس سے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی کس درجہ وعید معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالٰی نے ایک دوسرے کی مددمت کرو گناہ اور ظلم میں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہو اور برا کام کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جی برا ہو' پس تو مومن ہے اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو مستحسن سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا ایمان کا ویران کرنے والا ہے ــــــــ اور حدیث میں بالخصوص ان رسوم جہالت کی نسبت بہت سخت وعید آئی ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے' ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آ کر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے اور بہت سی احادیث مضامین مذکورہ کی موجود ہیں' چونکہ ان خرابیوں کی برائی بدیہی[۱] ہے اس لیے زیادہ دلائل قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ اگر درخانہ کس است یک حروف بس است۔

پس مسلمانوں کو فرض و واجب و مقتضائے ایمان و عقل یہ ہے کہ ان خرابیوں کی برائی جب عقلاً و نقلاً" ثابت ہو گئی' ہمت کر کے سب کو خیر باد کہے اور نام و بدنامی پر نظر نہ کرے۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیک نامی ہوتی ہے اور ان رسوم کی موقوفی کے دو طریق ہیں' ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کر دیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود ابتدا کر دے' دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح چند روز میں عام اثر پھیلے گا اور ابتداء کرنے کا ثواب اس شخص کو ملے گا اور مرنے کے بعد بھی وہ ثواب لکھا جایا کرے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جس کو نہ ہو وہ نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا

---

[۱] ظاہر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ جب ان رسوم کا معصیت ہونا ثابت ہو گیا پھر گنجائش سے اجازت کب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظ آبرو کے لیے ضرور کریں گے۔ اس لیے ضروری امر اور مقتضاء یہی ہے کہ سب ہی ترک کر دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں تو پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی مصلحت سے معاصی کا ارتکاب کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا' پھر یہ کہ میل ملاپ اس پر موقوف بھی نہیں۔ بلا پابندی رسوم اگر ایک دوسرے کے گھر چلا جاوے یا اس کو بلائے' اس کو کھلائے پلائے' کچھ امداد و سلوک کرے' جیسے یار دوستوں میں راہ و رسم جاری ہیں تو یہ ممکن ہے' بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے اکثر رنج و تکرار اور شکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور صاحب تقریب کی عیب جوئی اور تذلیل کے در پے ہونا' اور اس طرح کی دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں' اور چونکہ ایسا لینا دینا' کھانا اور کھلانا عرفاً لازم ہو گیا ہے' اس لیے کچھ فرحت و مسرت بھی نہیں ہوتی' نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بے گار سی اتارتا ہے نہ لینے والے کو' کہ وہ اپنا حق ضروری یا معاوضہ سمجھتا ہے پھر لطف کہاں اس لئے ان تمام خرافات کا حذف کرنا واجب ہے۔

منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نشانی اور شیرینی کی حاجت' اور جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں زبانی یا بذریعہ خطو کتابت کوئی وقت ٹھہرا کر دولہا کو بلا لیں' ایک اس کا سرپرست اور ایک خدمت گزار اس کے ہمراہ کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت اور نہ برات کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجت‘ نکاح کے فوراً یا ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کر دیں‘ اور بقدر اپنی گنجائش کے جو ضروری اور کار آمد چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں بلا اعلان اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے گھر میں اس کے سپرد کر دیں۔ نہ سسرال کے جوڑوں کی ضرورت نہ چوتھی بھوڑوں کی حاجت‘ اور جب چاہیں دلہن والے بلا لیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلا لیں۔ اپنے اپنے کمینوں کو فریقین بقدر گنجائش دے دیں۔ منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضروری نہیں‘ بکھیر بھی فضول ہے۔ اگر توفیق ہو شکریہ میں حاجت مندوں کو دو۔ کسی کام کے لیے قرض مت کرو‘ البتہ ولیمہ مسنون ہے۔ وہ بھی خلوص نیت و اختصار کے ساتھ‘ نہ کہ فخر و اشتہار کے ساتھ ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں ان کا کھانا کھلانا کچھ جائز نہیں۔ دین دار کو چاہیے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہو‘ صاف انکار کر دے۔ برادری کنبہ کی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے روبرو کچھ کام نہ آئے گی۔ واللہ الموفق بس نکاح ہو گیا۔

تتمہ : ان ہی رسوم مذکورہ میں سے مغالاۃ فی المہر یعنی مہر کے زیادہ ٹھیرانے کی رسم ہے‘ جو خلاف سنت ہے۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھیراؤ‘ اس لیے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقیہ سے زیادہ۔ پھر روایت کیا اس کو ترمذی وغیرہ نے۔

بعض کہتے ہیں کہ زیادہ مہر اس لیے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اول تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں' بعد میں جو کچھ بھی ہو اور جو مطالبہ مہر کے خوف سے نہیں چھوڑتے' وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں یعنی تعلیق کی جگہ تعلیق عمل میں لاتے ہیں کہ نکاح سے تو نہیں نکالتے' مگر حقوق بھی ادا نہیں کرتے۔ ان کا کوئی کیا کر لیتا ہے؟ یہ سب عذر فضول ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کے لیے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو' سو فخر کے لیے کوئی کام کرنا گو اصل میں مباح ہو حرام ہوتا ہے چہ جائیکہ فی نفسہ بھی خلاف سنت اور مکروہ ہو' وہ تو اور بھی ممنوع ہو جائے گا۔ مسنون تو یہی ہے کہ ڈیڑھ سو روپیہ کے قریب ٹھیرا لیں اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی وسعت کے مطابق کر لیں' اس سے زیادہ نہ کریں۔

نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

اول حضرت ابوبکر صدیق ﷜ و حضرت عمر فاروق ﷜ نے حضورؐ سے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپؐ نے صغر سنی کا عذر فرما دیا۔ پھر حضرت علی ﷜ نے اپنے اہل و خواص کے اصرار سے بحسب بعض روایات حضرات شیخین کے ترغیب دلانے سے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپؐ پر فوراً وحی نازل ہوئی' اور آپؐ نے ان کی عرض کو قبول کر لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولف کہتا ہے :۔ اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے جو آج کل رائج ہیں سب لغو اور خلاف سنت ہیں۔ پس زبانی پیغام و جواب کافی ہے' اور اس وقت عمر حضرت فاطمہؓ کی ساڑھے پندرہ سال کی اور حضرت علیؓ کی اکیس برس کی تھی۔

مولف : اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد توقف نکاح میں اچھا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دولہن کی عمر میں تناسب بھی ملحوظ رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا کسی قدر دلہن سے عمر میں بڑا ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے انسؓ! جاؤ اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔

مولف : اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو مدعو کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح میں اشتہار و اعلان ہو جائے جو کہ مطلوب ہے مگر اس اجتماع میں غلو و مبالغہ نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب نزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں۔ یہ سب صاحب حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے ایک بلیغ[1] خطبہ پڑھ کر ایجاب و قبول کرایا۔

مولف : اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی دختر کا نکاح پڑھ دے کیونکہ یہ ولی ہے دوسرا وکیل۔ ولی کو بہرحال وکیل سے ترجیح ہے اور چار سو مثقال[2]۔

۱۔ الخطبۃ الماثورہ میں وہ خطبہ نقل بھی کر دیا گیا ہے۔ ۲۔ جس کی مقدار اس وقت انگریزی سکہ سے ۱۱ ماشہ کے روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی مہر مقرر ہوا ــــــ کذا فی تحفۃ الزوجین و غیرھا من الرسائل النبویۃ۔

مولف : اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا ٹھیرانا بھی خلاف سنت ہے' پس مہر فاطمی کافی و موجب برکت ہے اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو اس سے بھی کم مناسب ہے۔ پھر آپؐ نے ایک طبق خرمہ' کالے کر بکھیر دیا۔

مولف : اس روایت کو ذہبی وغیرہ محدثین نے ضعیف کہا ہے' اور غایت ما فی الباب سنت زائدہ ہو گا۔ مگر قاعدہ شرعیہ ہے کہ جہاں امر مباح یا مستحب میں اقتران کسی مفسدہ کا ہو جائے اس کو ترک کر دینا مصلحت ہے۔ اس معمول میں آج کل اکثر رنج و تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اس لیے تقسیم پر کفایت کریں۔ حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا۔

مولف ' صاحبو! یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم دھام نہ میانہ پالکی نہ بکھیر نہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے کمینوں کا خرچ دلایا نہ کنبہ برادری نے کھانا کھایا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر سردار دو جہاںؐ کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضورؐ کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں۔ نعوذ باللہ منہ۔

پھر حضور پر نورؐ ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے پانی منگایا' وہ ایک پیالہ چوبیں میں پانی لائیں۔

مولف : اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہن کو شرم اس قدر مبالغہ کرنا کہ چلنا پھرنا' اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جائے' یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ حضورؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈال دیا اور حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہؓ کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو' اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر قدرے پانی چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی! ان کو ان کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ادھر پشت کرو اور آپؐ نے ان کے شانوں کے درمیان پانی چھڑکا ——— اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علیؓ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا مگر پشت کی طرف پانی نہیں چھڑکا۔

مولف : مناسب ہے کہ نکاح کے بعد دولہا دولہن کو ایک جگہ جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ موجب برکت ہے۔ ہندوستان میں ایسی بری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کی بھی دولہا دولہن میں پردہ رہتا ہے۔ اور ایک دوسرا عمل جو مشہور ہے کہ دولن کے پاؤں دھو کر گھر میں جا بجا پانی چھڑکا جاتا ہے۔ تذکرۃ الموضوعات' میں اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ! برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کے دن حضور ﷺ نے بعد عشاء حضرت علیؓ کے گھر تشریف لا کر اور ایک برتن میں پانی لے کر اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا' اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کو علی الترتیب حکم فرمایا کہ اسے پئیں اور وضو کر لیں پھر دونوں صاحبوں کے لیے دعاء تطہیر و تالیف برکت اولاد' خوش نصیبی کی فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا جاؤ آرام کرو۔

مولف : اگر والد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل بھی کرنا موجب برکت ہے۔ اور جہیز حضرت سیدۃ النساءؓ کا یہ تھا' دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں' دو نہالی جس میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدے' دو بازو بند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن، یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ ازالتہ الخفاء۔

مولف : صاحبو! جہیز میں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اول اختصار کہ گنجائش سے زیادہ تنگ و دو نہ کرے۔ دوم ضرورت کا لحاظ جن چیزوں کی سردست ضرورت واقع ہو گی وہ دینا چاہیے۔ سوم اعلان نہ ہونا کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کے فعل سے جو اس روایت میں مذکور ہے تینوں امر ثابت ہیں۔ اور حضور ﷺ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے ذمے اور گھر کا کام حضرت فاطمہؓ کے ذمے۔

مولف : معلوم نہیں ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کاروبار سے کیوں عار کی جاتی ہے۔ پھر حضرت علیؓ نے ولیمہ کیا اور ولیمہ میں یہ سامان تھا جو چند صاع (ایک صاع نمبری سیر سے ساڑھے تین سیر کے قریب ہوتا ہے) اور کچھ خرمہ اور کچھ مالیدہ۔

مولف : پس ولیمہ کا مسنون طریق یہ ہے کہ بلا تکلف و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو جائے اپنے خاص لوگوں کو کھلا دے۔

نکاح ازواج مطہرات

مہر حضرت خدیجہؓ پانسو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابوطالب نے اپنے ذمے رکھے، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کوئی برتنے کی چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ جو دس درہم کی تھی اور حضرت جویریہؓ کا چار سو درہم تھے۔ اور حضرت ام حبیبہؓ کا چار سو دینا تھے جو شاہ حبشہ نے اپنے ذمے رکھے' اور حضرت سودہؓ کا چار سو درہم تھے۔ اور ولیمہ حضرت ام سلمہؓ کا قدرے جو کا کھانا' اور حضرت زینبؓ بنت جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلائی گئی' اور حضرت صفیہؓ کا' جو جو کچھ صحابہؓ کے پاس حاضر تھا جب جمع کر لیا گیا یہی ولیمہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا' خود فرماتی ہیں کہ نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری' سعد بن عبادہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا' بس وہی ولیمہ تھا۔

مولف : اور مفصل حالات نکاح بنات مقدسات و ازواج مطہرات کے کتب سیر میں مذکور ہیں مگر اس مقام پر ایک نکاح کی مفصل حالت لکھ کر باقی عقود کے واقعات میں سے صرف بعض مہر و ولیمہ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا کہ زیادہ غرض اس مقام پر یہ دکھلانا ہے کہ یہ تکلفات و اسرافات و غیرہا سب ہمارے سردار دو جہاںؐ کے طریقہ محبوبہ مرضیہ مقبولہ کے خلاف ہے اور یہ غرض اس اجمال سے حاصل ہے' اور ایک درم تخمیناً سوا چار آنہ کا ہوتا ہے اور ایک دینار دس درم کا' اس سے معلوم ہو جائے گا کہ حضور اکرم ﷺ کا مہر کس قدر ہلکا تھا اور کوئی شخص ناداری کی تاویل نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم ﷺ اگر چاہتے تو دنیا بھر کے خزائن آپؐ کے پائے مبارک پر تصدق کر دیئے جاتے اور چار سو دینار صرف ایک بی بی کا مہر ہوا سو وہ بھی ایک بادشاہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اس پر بھی وہ ہمارے ملک کے رواج سے پھر بھی بہت کم ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اسی طریقہ سے اپنا معمول مقرر کریں ورنہ کیوں خسر الدنیا و الآخرہ کے مصداق بنتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

نکاح کے مسائل

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مسائل ضروری نکاح کے متعلق جن کی بہت ضرورت رہتی ہے لکھ دیئے جائیں۔ سب کو بالخصوص نکاح خواں قاضیوں کو ان کا یاد کر لینا ضروری ہے۔ ان کے نہ جاننے سے اکثر اوقات نکاح میں خرابی ہو جاتی ہے۔

۱۔ مسئلہ : نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے صحیح نہیں ہے اور خود اس منکوحہ کا زبان سے کہنا قابل اعتبار نہیں خواہ اس کا پہلا نکاح ہو یا دوسرا نکاح ہو۔

۲۔ مسئلہ : اگر نابالغہ کا نکاح ولی نے غیر کفو سے کر دیا' سو۔ اگر باپ دادا نے کسی ضروری مصلحت سے کیا ہے تو صحیح ہے' بشرطیکہ ظاہرا کوئی امر خلاف مصلحت نہ ہو' ورنہ صحیح نہ ہو گا اور اگر باپ دادا کے سوا کسی دوسرے ولی نے نکاح کیا ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ بالکل جائز نہ ہو گا۔

۳۔ مسئلہ : بالغہ کا نکاح بلا اجازت اس کے جائز نہیں۔ پس اگر یہ اس کا دوسرا نکاح ہوتا ہے تب تو زبان سے اجازت لینی چاہیے اور اگر پہلا نکاح ہے تو اگر اجازت لینے والا ولی ہے تب تو دریافت کرنے کے وقت اس کا خاموش ہو جانا ہی اجازت ہے' اور اگر کوئی دوسرا شخص ہے تو اس کا زبان سے کہنا ضروری ہے بدون اس کے اجازت معتبر نہ ہو گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ مسئلہ: بالغہ اگر بلا اجازت ولی کے خود اپنا نکاح کر لے' کفو میں تو جائز ہے اور غیر کفو میں فتویٰ یہی ہے کہ بالکل جائز نہیں البتہ اگر کسی عورت کا کوئی ولی ہی نہ ہو' اور اگر ولی اس کا کاروائی پر رضا مند ہو تو غیر کفو میں جائز ہو گا۔

۵۔ مسئلہ: اگر ولی نے بالغہ کا نکاح بلا اس کی اجازت کے کر دیا اور بعد میں وہ سن کر خاموش ہو گئی۔ اب نکاح صحیح ہو گیا اور اگر غیر ولی نے ابتداء" اجازت لی تھی مگر وہ خاموش ہو گئی تو اس وقت نکاح صحیح نہ ہو گا' لیکن اگر صحبت کے وقت اس کی ناراضی ظاہر نہ ہوئی تو وہ نکاح اب صحیح ہو جائے گا۔

۶۔ مسئلہ: ایجاب و قبول کے الفاظ ایسی بلند آواز سے کہنے چاہئیں کہ گواہ اچھی طرح سن لیں۔

۷۔ مسئلہ: ولی سب سے اول باپ ہے' پھر دادا' پھر حقیقی بھائی' پھر علاتی بھائی۔ پھر ان کی اولاد اسی ترتیب سے پھر حقیقی چچا' پھر علاتی چچا' پھر چچا زاد بھائی اسی ترتیب سے اور عصبات بترتیب فرائض کے' جب کوئی عصبہ نہ ہو' تو ماں پھر دادی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر اخیافی بہن بھائی' پھر پھوپی پھر ماموں' پھر خالہ' پھر چچا زاد بہن پھر اور ذوی الارحام۔

۸۔ مسئلہ: ولی قریب کے ہوتے ہوئے ولی بعید کو ولایت نہیں پہنچتی۔

۹۔ مسئلہ: طلاق تین طرح پر ہے' رجعی' بائن' مغلظ۔ رجعی میں عدت کے اندر اگر شوہر سے رجوع کر لیا تو نکاح باقی رہے گا' دوسرے سے نکاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ اگر عدت کے اندر رجعت نہ کی تو نکاح جاتا رہے گا۔ بعد عدت کے اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے اور مغلظ میں رجوع جائز نہیں ہے۔ مگر عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح جائز نہیں۔ البتہ بعد عدت جائز ہے۔

۱۰۔ مسئلہ: عدت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر بی بی شوہر کے پاس نہیں بھیجی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو عدت بالکل واجب نہیں، اور اگر شوہر کے پاس بھیجی گئی ہے سو اگر ابھی اس کو حیض شروع نہیں ہوا یا عمر زیادہ ہونے سے حیض بند گیا اور اس کو طلاق دی گئی ہے تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور اگر اس کو حیض آتا ہے تو تین حیض ہے، اور اگر اس کو حمل ہے تو عدت اس کی یہ ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے اور اگر شوہر مر گیا ہے تو اس وقت سب کی عدت چار مہینے دس دن ہیں۔ مگر حمل والی کی عدت یہاں بھی بچہ کا پیدا ہونا ہے۔

غرض جس عورت کی جو عدت ہو اس کے اندر دوسرا نکاح جائز نہیں۔ جو عورت کافر مسلمان ہو جائے، اور اس کا خاوند مسلمان نہ ہو تو اس کا حکم مثل طلاق کے ہے۔ اس میں بھی عدت واجب ہے۔ جب تک تین حیض اس وقت سے نہ آ جائیں یا اگر حمل والی ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے کسی شخص سے اس کا نکاح جائز نہیں۔ اس سے اکثر لوگ احتیاط نہیں کرتے۔

۱۔ طلاق بائن میں اسی شوہر سے عدت میں اور بعد عدت ہر وقت نکاح جائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ مسئلہ: نکاح کے وقت یہ بھی تحقیق کر لینا ضروری ہے کہ ناکح منکوحہ میں علاقہ حرمت نسبی یا رضائی کا تو نہیں۔

حجاب کے مسائل

۱۔ مسئلہ: مرد کو ناف سے زانو کے نیچے تک بدن ڈھانکنا فرض ہے۔ مردوں سے اور عورتوں سے بھی۔ بجز اپنی بی بی کے' کہ اس سے کوئی عضو ڈھانکنا ضروری نہیں۔ گو بلا ضرورت بدن دکھانا خلاف اولیٰ ہے۔

۲۔ مسئلہ: عورت کو عورت کے روبرو بھی ناف سے نیچے زانو تک بدن کھولنا جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض عورتیں جو نہاتے وقت دوسری عورت کے رو برو ننگی بیٹھ جاتی ہیں' یہ بالکل گناہ ہے۔

۳۔ مسئلہ: عورت کو اپنے محرم شرعی کے روبرو ناف سے زانو تک اور کمر اور شکم کھولنا حرام ہے' باقی سر اور چہرہ اور بازو اور پنڈلی کھولنا گناہ نہیں۔ گو بعض اعضاء کا بلا ضرورت ظاہر کرنا مناسب بھی نہیں' اور محرم شرعی وہ ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو۔ مثلاً: "باپ' بیٹا' حقیقی بھائی یا علاتی بھائی یعنی باپ دونوں کا ایک ہو اور ماں دو ہوں یا اخیافی بھائی' یعنی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں یا ان بھائیوں کی اولاد یا انہیں تین طرح کی بہنوں کی اولاد مثل ان کے جس جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور جس سے عمر میں کبھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نا محرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے گو کسی قسم کا رشتہ قرابت کا رکھتا ہو۔ جیسے چچا کا یا پھوپی کا بیٹا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا یا دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم یہ سب نا محرم ہیں' ان سے وہی پرہیز ہے جو نا محرم سے ہوتا ہے۔ چونکہ[۱] ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقع ہونا سہل ہے اس لیے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

۴۔ **مسئلہ :** علماء نے فساد زمانہ کو دیکھ کر بعض محرموں کو مثل نا محرموں کے قرار دیا ہے بوجہ انتظام و احتیاط کے جیسے جوان خسر اور جوان عورت کا داماد اور شوہر کا بیٹا اور اس کے دوسری بی بی اور دودھ شریک بھائی وغیرہم اہل تجربہ کو معلوم ہے جو کچھ ایسے علاقوں میں فتنہ و فساد واقع ہو رہے ہیں۔

۵۔ **مسئلہ :** جو شرعاً نا محرم ہو اس کے رو برو سر اور بازو اور پنڈلی وغیرہ بھی کھولنا حرام ہے اور اگر بہت ہی مجبوری ہو مثلاً عورت کو ضروری کاروبار کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے یا کوئی رشتہ دار کثرت سے گھر میں آتا جاتا رہتا ہے اور گھر میں تنگی ہے کہ ہر وقت کا پردہ نبھ نہیں سکتا' ایسی حالت میں جائز ہے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک' دونوں پاؤں کے ٹخنے کے نیچے تک کھولے رکھے اور اس کے علاوہ اور کسی بدن کا کھولنا جائز نہ ہوگا۔ پس ایسی عورتوں کو لازم ہے کہ سر کو خوب ڈھانکیں' کرتہ بڑی آستین

۱۔ چونکہ ایسے لوگوں سے فتنہ کا واقع ہونا آسان ہے اس وجہ سے ان لوگوں سے خاص احتیاط رکھی جائے یعنی زیادہ خلا ملا نہیں کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پہنیں، پاجامہ غرارہ دار نہ پہنیں اور کلائی اور ٹخنے نہ کھلنے پائیں، کوئی مجبوری نہ ہو تو اتنا بھی ظاہر نہ کریں بلکہ گھر میں بیٹھیں اور بضرورت شرعی یا طبعی نکلیں تو برقعہ پہنیں، جیسے شرفاء میں معمول ہے۔ گو نا عاقبت اندیش اس پردہ کو بھی اڑانا چاہتے ہیں اور اس کو خلاف شرع بتاتے ہیں۔ مگر واقع میں شرعاً و عقلاً یہ مامور بہ ہے، چنانچہ تفصیل مسئلہ پردہ کی بوجہ احسن رسالہ لطائف رشیدیہ مصنفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھی ہے اور اس میں یہ مسئلہ نہایت بسط و وضاحت سے مذکور ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

۶۔ مسئلہ: جس عضو کا ظاہر کرنا جائز نہیں، جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، اس کو مطلقاً" دیکھنا حرام ہے۔ گو شہوت بالکل نہ ہو، اور جس عضو کا ظاہر کرنا اور نظر کرنا جائز ہے اس میں یہ قید ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ذرا شک بھی ہو تو دیکھنا اس وقت حرام ہے۔ اب یہاں سے سمجھئے کہ عجوزہ[۱] ضعیفہ جس کی طرف اصلاً احتمال رغبت کا نہ ہو، تو اس کا چہرہ تو دیکھنا جائز ہو گا، مگر سر اور بازو وغیرہ دیکھنا جائز نہ ہو گا۔ ایسی عورتیں گھروں میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔ اپنے اپنے نا محرم رشتہ داروں کے رو برو ننگے سر بے آستین کا کرتہ پہنے بیٹھی رہتی ہیں، اور خود بھی گنہگار ہوتی ہیں، اور مردوں کو بھی گنہگار کرتی ہیں۔

۷۔ مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا حرام ہے اگر معالجہ کی ضرورت سے دیکھا

۱۔ بڑھیا عورت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ نظر اس سے نہ بڑھائے۔

۸۔ مسئلہ: جو شخص شرعاً نا محرم ہے اس کا اور عورت کا تنہا مکان میں ہونا حرام ہے۔ اسی طرح اگر تنہائی نہ ہو بلکہ دوسری عورت موجود ہو مگر وہ بھی نا محرم تب بھی مرد کا اس مکان میں ہونا جائز نہیں۔ البتہ اگر اس عورت کا کوئی محرم یا شوہر یا اس مرد کی کوئی محرم عورت یا زوجہ بھی اس مکان میں ہو تو مضائقہ نہیں۔

۹۔ مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا جائز ہے اور چھونے میں اندیشہ شہوت کا ہے' تو دیکھنا جائز ہو گا اور چھونا حرام ہو گا' البتہ ضرورت علاج معالجہ کی مستثنیٰ ہے۔ لیکن حتی المقدور اپنے خیال کو ادھر ادھر بانٹ دے' دل میں خیال فاسد نہ آنے دے۔

۱۰۔ مسئلہ: اگر قابلہ[۱] یعنی بچہ جنانے والی کافر ہو' زچہ کو اس کے رو برو جس قدر بدن کھولنے کی ضرورت ہے اس کا کھولنا بھی جائز نہ ہو گا۔ اس ملک کی عورتیں اکثر مہترانیوں کے یا مالنوں کے آنے جانے میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔

۵۔ مسئلہ: اگر قابلہ یعنی بچہ جنانے والی کافر نہ ہو' زچہ کو اس کے روبرو جس قدر بدن کھولنے کی ضرورت ہے اس کا کھولنا تو جائز ہے باقی سر اور بازو کھولنا جائز ہے۔

---

[۱] دائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ مسئلہ : نا محرم مرد و عورت میں باہم ہمکلامی بھی بلا ضرورت ممنوع ہے اور ضرورت میں بھی فضول باتیں نہ کرے، نہ ہنسے نہ مذاق کی کوئی بات کرے نہ اپنے لہجہ کو کم کر کے گفتگو کرے۔

۱۳۔ مسئلہ : گانے کی آواز مرد کی عورت کو یا عورت کی مرد کو سننا دونوں ممنوع ہیں۔ اس سے معلوم ہوا یہ جو بعض جگہ علوت ہے کہ بعضے رسمی واعظ[۱] مناجات یا قصیدہ آواز بنا کر عورتوں کو سناتے ہیں، یہ بہت برا ہے۔

۱۴۔ مسئلہ : فقہاء نے نا محرم جوان عورت کو سلام کرنے یا سلام لینے سے منع کیا ہے۔

۱۵۔ مسئلہ : مرد کا جھوٹا کھانا پینا نا محرمہ کو اور عورت کا جھوٹا نا محرم مرد کو جب کہ احتمال التذاذ کا ہو مکروہ ہے۔

۱۶۔ مسئلہ : اگر نا محرم کا لباس وغیرہ دیکھ کر طبیعت میں میلان پیدا ہوتا ہو، اس کو بھی دیکھنا حرام ہے۔

۱۷۔ مسئلہ : جو لڑکی نابالغ ہو مگر اس کی طرف مرد کو رغبت ہوتی ہو اس کا حکم مثل عورت بالغہ کے ہے۔

۱۸۔ مسئلہ : جس طرح بری نیت سے نا محرم کی طرف نظر کرنا، اس کی آواز سننا، اس سے بولنا، اس کو چھونا حرام ہے۔ اسی طرح اس کا خیال دل میں جمانا اور اس سے لذت لینا بھی حرام ہے اور یہ قلب کا زنا ہے۔

۱۔ یعنی پردہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ مسئلہ: اسی طرح نا محرم کا ذکر کرنا یا ذکر سننا یا اس کا فوٹو دیکھنا یا اس سے خط و کتابت کرنا' غرض جس ذریعہ سے خیالات فاسد پیدا ہوتے ہوں یہ سب حرام ہیں۔

۲۰۔ مسئلہ جس طرح مرد کو اجازت نہیں کہ نا محرم عورت کو بلا ضرورت دیکھے بھالے' اسی طرح عورت کو بھی جائز نہیں کہ بلا ضرورت نا محرم کو جھانکے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو عورتوں کی علوت ہے کہ دولہا کو یا برات کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں' یہ بری بات ہے۔

۲۱۔ مسئلہ ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکتا ہو' مثل برہنہ ہونے کے ہے۔ حدیث میں ایسے کپڑے کی مذمت آئی ہے۔

۲۲۔ مسئلہ مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں۔

۲۳۔ مسئلہ بجتا ہوا زیور جس کی آواز نا محرم کے کان میں جائے یا ایسی خوشبو جس کی مہک غیر محرم کے دماغ تک پہنچے' استعمال کرنا عورتوں کو جائز نہیں ——— یہ بھی بے پردگی میں داخل ہے اور جو زیور خود نہ بجتا ہو' مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہو' ایسے زیور میں یہ احتیاط واجب ہے کہ پاؤں زمین پر آہستہ رکھے تاکہ افشانہ ہو۔

۲۴۔ مسئلہ چھوٹی لڑکی کو بھی بجتا زیور نہ پہنائے۔

۲۵۔ مسئلہ پیر بھی اگر نا محرم ہو تو مثل دوسرے نا محرم مردوں کے ہے' اس کے رو برو بلا حجاب آ جانا برا ہے' البتہ اگر وہ بہت بوڑھا ہو' مریدنی بہت بڑھیا ہو تو صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں ٹخنے سے نیچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھول دینا جائز ہے' مگر باقی اعضاء دکھلانا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔

۲۶۔ مسئلہ جس عضو کو حیات میں دیکھنا جائز نہیں' بعد موت کے بھی جائز نہیں' اور اسی طرح بدن سے جدا ہونے کے وقت بھی جائز نہیں۔ اسی طرح زیر ناف بالوں کو یا عورت کے سر کے بالوں کو بھی اترنے یا ٹوٹنے کے بعد دیکھنا مرد کو جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں جو کنگھی کر کے بالوں کو ویسے ہی پھینک دیتی ہیں کہ عام طور سے سب کی نگاہ سے گزرتے ہیں' یہ جائز نہیں۔

۲۷۔ مسئلہ ہیجڑا یا خواجہ سرایا۔ عنین سب کا حکم مثل نا محرم مرد کے ہے' اسی کی احتیاط ان سے لازم ہے۔

۲۸۔ مسئلہ امرد یعنی بے ریش لڑکا بعض احکام میں مثل اجنبی عورت کے ہے یعنی وقت اندیشہ شہوت کے اس کی طرف دیکھنا' اس سے مصافحہ یا معانقہ کرنا' اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا اس کا گانا سننا یا اس کے موجود ہوتے ہوئے گانا سننا یا اس سے بدن دبوانا اس سے بہت پیار و اخلاص کی باتیں کرنا' یہ سب حرام ہے۔

۲۹۔ مسئلہ عورتوں کو پردہ کی وجہ سے سفر میں نماز قضا کرنا جائز نہیں' اور نہ بیل گاڑی میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا درست ہے۔ بلکہ چادر یا برقعہ پہن کر نیچے اتر کر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے۔ برقعہ کا پردہ ایسے وقت پر کافی ہے۔

۳۰۔ مسئلہ سفر میں اگر کوئی مرد محرم ہمراہ نہ ہو تو عورت کو سفر کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام ہے۔

۳۱۔ مسئلہ عورت کو مساجد یا مقابر پر جانا مکروہ ہے۔ البتہ بہت بڑھیا کو مسجد میں حاضر ہونا جائز ہے۔

۳۲۔ مسئلہ بعضے لوگ جوان لڑکیوں کو اندھے یا بینا مردوں سے پڑھواتے ہیں' یہ بالکل خلاف شریعت ہے۔

ساتویں فصل

منجملہ رسوم کے بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو عار سمجھنا ہے جس میں مسلمانان ہند اور شرفاء خصوصاً مبتلا ہیں۔ شرعاً و عقلاً جیسا نکاح اول ویسا نکاح ثانی۔ دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ ہے۔ صرف کفار ہند کے اختلاط سے اور کچھ جائیداد کی محبت سے یہ خیال فاسد جم گیا ہے جس کو بناء الفاسد کہنا زیبا ہے۔ مقتضائے ایمان اور عقل یہ ہے کہ جس طرح نکاح اول بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح نکاح ثانی بھی کر دیا کریں۔

اگر نکاح ثانی سے دل تنگ ہوتا ہے تو نکاح اول سے کیوں نہیں ہوتا' بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں خوف کفر ہے کہ حکم شرعی کو باعث توہین و تحقیر سمجھتا ہے۔ ترویج نکاح ثانی میں کیوں کوشش کرتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ

ا۔ اگرچہ حج کا ہی سفر کیوں نہ ہو' یعنی بغیر محرم کے حج کا سفر بھی تنہا صحیح نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض حالات میں نکاح ثانی بھی مثل نکاح اول کے فرض ہے۔ مثلاً عورت جوان ہے' قرائن سے طبیعت میں تقاضا معلوم ہوتا ہے۔ تجرد میں اندیشہ فساد ہے یا نان و نفقہ کی تنگی ہے اور افلاس میں آبرو اور دین کے ضائع ہونے کا احتمال ہے تو بے شک ایسی عورت کا نکاح ثانی کرنا فرض ہو گا' اور اگر ایسی نہ بھی ہو تب بھی چونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس عمل سے دل میں تنگی اور انقباض پیدا ہوتا ہے اور اس کو موجب عار و ننگ سمجھنے لگتے ہیں' تاوقتیکہ اس عمل کو عام طور پر شائع نہ کیا جائے' وہ تنگی دل سے نہیں نکلتی۔ اس لیے اصل مقصود علماء کا تو یہی ہے کہ اس کو عیب نہ سمجھیں۔ مگر چونکہ یہ موقوف ہے اس کے عمل میں لانے پر اس لیے ترویج عملی میں کوشش کرنا ضروری جانتے ہیں' اور واقع میں بھی ضروری ہے۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

آٹھویں فصل

منجملہ ان رسوم کے طالب علموں کا بڑے بڑے عہدوں کے حاصل کرنے کے لیے باوجود ضائع ہونے دین کے انگریزی پڑھنا یا معقول و فلسفہ میں دینیات سے زیادہ توغل[۱] و انہماک[۲] کرنا ہے۔ چونکہ ان دونوں چیزوں کا ضرر رساں ہونا تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے' اس لیے داخل وعید قرآنی ہو کر واجب المنع ٹھیریں گے۔ قال اللہ تعالیٰ و یتعلمون مالا

۱۔ مشغول رہنا ۲۔ کسی کام میں انتہائی کوشش کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یضرھم ولا ینفعھم ہر چند کہ مسلمان انگریزی یہ کہتے ہیں کہ انگریزی ایک زبان ہے‘ اس میں کیا برائی ہے مگر یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے غایت مافی الباب خود اس کی اباحت ذاتی ثابت ہوتی ہے اور بس۔ لیکن مباح جب ذریعہ معصیت کا ہو جائے یا بہ نیت ارتکاب معصیت کے اس کو اختیار کیا جائے تب تو مباح معصیت ہو جاتا ہے۔ مثلاً:

چلنا فی نفسہ مباح ہے‘ مگر جب بہ نیت چوری کرنے کے چلے عقلاً و نقلاً" اس وقت یہ چلنا ضرور حرام ہو جائے گا‘ اور ظاہر ہے کہ یہ جو بڑے بڑے پاس حاصل کئے جاتے ہیں ان سے بجز اس کے کہ بڑے بڑے عہدے اور منصب جو بالکل خلاف شرع ہیں حاصل کئے جائیں‘ اور کوئی بھی غرض نہیں جب وہ معصیت ہیں تو کوئی بھی زبان جب اس کا ذریعہ بنایا جائے کیونکر معصیت نہ ہو گی۔ تو اگر اس میں اور مفاسد بھی نہ ہوتے جو کہ غالب الوقوع ہیں‘ جیسے کہ دین کی پرواہ نہ رہنا‘ عقائد میں فساد آ جانا‘ نخوت و ترفع۳ و تکبر و طول امل کا پیدا ہو جانا وغیرہ وغیرہ‘ اور دینیات کا ہر طرح سے پابند رہنا اور علم و عمل دونوں درست رہتے‘ تب بھی بوجہ نیت مذکورہ کے اس کی تحصیل حرام ہوتی اور جب سب جمع ہو جائیں تب تو کچھ پوچھنا ہی نہیں۔

البتہ اگر اپنی کارروائی روز مرہ کے لیے پڑھے یا ضرورت دینیہ کے لیے پڑھے اس وقت یہ وجہ حرمت کی نہ رہیں گی‘ مگر اس میں کسی پاس وغیرہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف استعداد کافی ہے۔ اگر کوئی

۳۔ بڑائی کا جذبہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص ایسا دعویٰ کرے تو اس کے صدق و کذب کا معیار و امتحان یہی ہے کہ اگر پاس حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو سچا ہے ورنہ جھوٹا۔ اسی طرح معقولات کے توغل سے اکثر فساد عقیدہ اور نخوت و کبر و عدم مبالاۃ فی الدین وغیرہ یہ خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس عارض کی وجہ سے کہ مثل لازم ہے وہ بھی حرام ہو گا۔ اگر یہ امور بھی نہ ہوں تو اکثر نیت اس کی تحصیل مباہات[۱] و حصول جاہ ہوا کرتا ہے کہ کوئی شخص ناقص التحصیل سمجھ کر حقیر نہ جانے تو اس حالت میں ذریعہ معصیت ہونے سے معصیت ہو جائے گا' البتہ اگر ان سب غوائل سے پاک ہو تو مضائقہ نہیں' مگر قدر ضروری پر اکتفا کرنا واجب ہو گا۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

نویں فصل

منجملہ ان رسوم کے بعض مصنفین اور اہل مطابع کا حق تالیف یا تحشیہ بیچنا یا خریدنا اور رجسٹری کرانا ہے۔ چونکہ حق محض شرعاً مملوک نہیں' جیسا کہ اہل حدیث و فقہ پر ظاہر ہے۔ اس لیے اس میں کوئی تصرف مالکانہ کرنا اور دوسروں کو اس سے متنفع[۲] ہونے سے روکنا' سب حرام اور معصیت ہے' فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ مت کھاؤ اپنے مالوں کو اپنے آپس میں غیر مشروع طریقہ سے۔

۱۔ فخر۔ ۲۔ نفع اٹھانے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسویں فصل

منجملہ ان رسوم کے اکثر تاجروں اور ثقہ لوگوں کا بلکہ بعض اہل علم و اہل فقر کا کھیل تماشوں کے مجمع میں تفریح کے لیے چلا جاتا ہے۔ مثلاً: گھوڑ دوڑ' اکھاڑہ' کشتی نمائش گاہ و میلہ ہنود یا تھیٹر وغیرہ چونکہ ایسے مجمعوں میں اکثر امور خلاف شرع واقع ہوتے ہیں۔ ڈھول نقارہ وغیرہ سے خالی نہیں ہوتے' بازاری عورتوں کی آمد و رفت سے پاک نہیں ہوتے ہیں۔ گھوڑ دوڑ میں قمار بھی ہوتا ہے۔ کشتی میں گھٹنا ران پہلوانوں کے کھلے ہوتے ہیں ــــــ میلہ کفار میں تو کفریات کا اجتماع محتاج بیان نہیں اس لیے ایسے مجمعوں میں جانا معاصی و کفریات کی تائید اور ترویج کرنا اور مجمع فسق و کفر بڑھانا ہے۔

حدیث میں ہے جو شخص بڑھائے مجمع کسی قوم کا وہ انہیں میں سے ہے حتیٰ کہ رسول مقبول ﷺ نے صحابہؓ کو لب سڑک بیٹھک مقرر کرنے سے منع فرمایا تھا۔ کیونکہ ایسے مواقع میں آدمی معصیت سے بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح قرب قیامت میں ایک لشکر کے دھنسنے کی حضور ﷺ نے خبر سنائی جو خانہ کعبہ کی اہانت کے لیے آتا ہو گا۔ حضرت ام سلمہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان میں تو دوکان دار لوگ بھی ہوں گے' آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت سب دھنس جائیں گے۔

تاجرو! شاید تم ضرورت کا عذر کرو۔ تو یہ حدیث سن لو اور اللہ خیر الرازقین آیت قرآنی پڑھ کر اپنی تسلی کر لو۔

ــــ ○ ☆ ○ ☆ ○ ــــ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

پہلی فصل

منجملہ ان رسوم کے مولود شریف کی محفل ہے' اس کی تین صورتیں ہیں' اور ہر ایک کا جدا حکم ہے۔

پہلی صورت: وہ محفل جس میں قیود مروجہ متعارفہ میں سے کوئی قید نہ ہو نہ قید مباح نہ قید مکروہ سب قیود سے مطلق ہو۔ مثلاً کچھ لوگ اتفاقاً جمع ہو گئے۔ کسی نے ان کو اہتمام کر کے انہیں بلایا یا کسی اور مباح ضرورت سے بلائے گئے تھے۔ اس مجمع میں خواہ کتاب سے یا زبانی حضور پر نور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کے حالات ولادت شریفہ و دیگر اخلاق و شمائل و معجزات و فضائل مبارک صحیح صحیح روایات سے بیان کر دیا گیا' اور اثنائے بیان میں اگر ضرورت امر بالمعروف و بیان احکام کی دیکھی جائے تو اس میں بھی دریغ نہیں کیا گیا یا اصل میں اجتماع استماع وعظ و احکام کے لیے ہو اس کے ضمن میں ان وقائع شریفہ و فضائل کا بیان بھی آ گیا۔ یہ وہ صورت ہے کہ بلا نکیر جائز بلکہ مستحب و سنت ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے اپنے حالات و کمالات اسی طریق سے بیان فرمائے ہیں' اور آگے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو روایت کیا' جس کا سلسلہ محدثین میں آج تک بفضلہ تعالیٰ جاری ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تا بقائے دین رہے گا۔

دوسری صورت: وہ محفل جس میں قیود غیر مشروعہ موجود ہوں' جو کہ اپنی ذات میں بھی قبیح و معصیت ہیں۔ مثلاً: روایات موضوعہ خلاف واقعہ بیان کی جائیں یا خوشرو' خوش الحان لڑکے اس میں غزل خوانی کریں یا رشوت یا سود وغیرہ کا حرام مال اس میں خرچ کیا جائے یا حد ضرورت سے زیادہ اس میں روشنی فرش و آرائش مکان وغیرہ کا تکلف کیا جائے' یا لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام بہت مبالغہ سے کیا جائے کہ اس قدر اہتمام نماز و جماعت و وعظ کے لیے بھی نہ ہوتا ہو یا نثر و نظم میں حضرت حق تعالیٰ شانہ' یا حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین و گستاخی صراحتہً" یا اشارۃً" کی جائے یا اس مجمع میں جانے سے نماز یا جماعت فوت ہو جائے' یا وقت تنگ ہو جائے یا اس کا قوی احتمال ہو' یا بانی مجلس کی نیت شہرت و تفاخر کی ہو' یا رسول مقبول ﷺ کو وہاں حاضر و ناظر جانا جائے یا کوئی اور امراس قسم کا خلاف شرع اس میں پایا جائے۔ یہ وہ صورت ہے جو اکثر عوام و جہلا میں شائع و ذائع ہے اور شرعاً بالکل ناجائز و گناہ ہے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص نے جھوٹ بولا مجھ پر جان کر پس اس کو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لینا چاہیے اور ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو جھوٹ بولنے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو سنا کرے اس کو بیان کر دیا کرے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ روایات کو بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے' بدون علم و تحقیق کے بیان کرنا گناہ ہے۔ خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی غلط امر کا منسوب کرنا سخت ہی وبال ہے۔ اور حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے پانی زراعت کو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔ اس حدیث سے گانے کی مذمت معلوم ہوئی بالخصوص جہاں احتمال فتنہ کا ہو' جیسے کہ خوشرو عورت کا گانا۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے' نہیں قبول کرتا' مگر پاک حلال مال کو۔ اور اسی روایت میں ہے کہ ایک شخص بڑا سفر دراز کرے اور اس کے بال بھی پریشان ہیں اور بدن و لباس بھی میلا ہے' اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بڑھا بڑھا کر یا رب یا رب کرتا ہے (یعنی تمام سامان قبولیت دعاء کے بظاہر مجتمع ہیں) مگر ساتھ ہی اس کے یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام اور پانی حرام اور لباس حرام اور حرام ہی سے غذا دی گئی۔ پس ایسے شخص کی دعا کب قبول ہو روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیسے خلوص سے کوئی عبادت کرے مگر حرام مال سے سب اکارت ہو جاتا ہے بلکہ حرام مال لگانے کا گناہ اس کے اوپر جو رہتا ہے وہ جدا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تم اسراف مت کرو اور فرمایا کہ بے شک فضول اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔ جس صرفہ میں کوئی مشروع غرض نہ ہو' وہ سب اس میں داخل ہو گیا خواہ روشنی ہو یا اور تکلفات ہوں' لباس و وضع غیر مشروع کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں' حاجت اعادہ کی نہیں۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم اس ذات کی کہ جان میری اس کے قبضہ میں ہے کہ تم لوگ یا تو امر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو' نہیں تو عن قریب بھیجے گا اللہ تعالیٰ عذاب تم پر اپنے پاس سے پھر تمہاری یہ حالت مردودیت کی ہو جائے گی کہ تم اس سے دعا کرو گے اور قبول نہ ہو گی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کسی ختنہ میں بلائے گئے' آپ نے انکار فرما دیا' کسی نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم لوگ ختنہ میں نہیں جاتے تھے' اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کام کے لیے لوگوں کو بلانا سنت سے ثابت نہیں' اس کے لیے بلانے کو صحابیؓ نے ناپسند فرمایا اور جانے سے انکار کیا۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ بلانا دلیل ہے اہتمام کی' تو شریعت نے جس امر کا اہتمام نہیں کیا' اس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ نے لوگوں کو جب مسجد میں چاشت کی نماز کے لیے مجتمع دیکھا تو براہ انکار اس کو بدعت فرمایا اور اسی بناء پر فقہا نے جماعت نافلہ کو مکروہ کہا ہے۔ اور حضرت حق تعالیٰ اور انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کی گستاخی کا مذموم و کفر ہونا محتاج بیان نہیں۔ کون مسلمان اس کا منکر ہے' گو بہت سے جاہل شاعر اس میں مبتلا ہیں۔ نہ ایسے اشعار کا تصنیف کرنا جائز نہ ان کا پڑھنا' سننا جائز' اسی طرح نماز باجماعت یا وقت کا ضائع کرنا ظاہر ہے کہ حرام ہے' اور جو ذریعہ گناہ کا ہو وہ بھی گناہ ہوتا ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں عشاء کے بعد باتیں کرنے سے ممانعت آئی ہے اور اس کی وجہ شراح حدیث نے یہی لکھی ہے کہ اس سے صبح یا تہجد کی نماز میں خلل پڑے گا۔ اسی طرح نمائش اور فکر کا حرام ہونا سب جانتے ہیں اور ذریعہ حرام کا حرام ہی ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ اور حدیث میں ہے کہ تھوڑا سا ریاء بھی شرک ہے۔ اور حاضر ناظر ہونا موقوف ہے علم و قدرت پر چونکہ حق تعالیٰ کا علم و قدرت دونوں کامل ہیں اس لیے وہ ہر زمان و مکان میں حاضر و ناظر ہیں۔ یہ اعتقاد حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ یا انبیاء اور اولیاء کے ساتھ کرنا اگر اس بناء پر ہے کہ آپ کے لیے علم و قدرت ذاتی ثابت کرتا ہے جیسا کہ بعض جہلاء کا عقیدہ ہے تب تو یہ شرک ہے گو اللہ تعالیٰ سے کم ہی سمجھتا ہو۔ کیونکہ مشرکین عرب بہ نص قرآنی مشرک ہیں اور یہ بھی قرآن ہی سے ثابت ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کی برابر نہ سمجھتے تھے' اور اگر یوں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطلاع اور اذن دیتا ہے' تو شرک تو نہیں ہے مگر بلا حجت شرعیہ گناہ ضرور ہے۔ اس لیے کہ جھوٹ سب جانتے ہیں کہ حرام ہے اور جھوٹ جیسا زبان سے ہوتا ہے دل سے بھی ہوتا ہے مگر اصل تو دل ہی میں ہوتا ہے' وہاں سے زبان پر آتا ہے حتیٰ کہ بدگمانی کہ محض فعل قلب ہے' اس کی نسبت حق تعالیٰ نے ان بعض الظن اثم فرمایا ہے اور حدیث میں فان الظن اکذب الحدیث آیا ہے۔

غرض کہ ان امور ناجائز سے وہ مجلس بھی ناجائز ہو جاتی ہے اور اس میں شرکت درست نہیں ہوتی۔ اور آج کل اکثر ایسی ہی مجلسیں ہوتی ہیں کہ ان میں اگر کل امور ناجائز نہیں ہوتے تو بعض تو غالباً ضرور ہوتے ہیں اور مجلس کے ناجائز ہونے کے لیے ایک ناجائز بھی نا کافی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

تیسری صورت: وہ محفل جس میں نہ تو پہلی صورت کا سا اطلاق و بے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلیف ہو اور نہ دوسری صورت کی طرح اس میں قیود حرام ہوں بلکہ قیود تو ہوں مگر ایسے قیود ہوں جو خود اپنی ذات میں مباح و حلال ہیں یعنی روایات بھی صحیح و معتبر ہوں' بیان کرنے والا بھی ثقہ' دین دار ہو اور محل شہوت بھی نہ ہو' مال بھی اس میں حلال و طیب صرف کیا جائے' آرائش و زیبائش بھی حد اسراف تک نہ ہو' حاضرین محفل کا لباس و وضع موافق شرع کے ہو اور جو اتفاقاً" کوئی خلاف شرع ہیئت سے حاضر ہو جائے تو بیان کرنے والا بشرط قدرت امر بالمعروف سے دریغ نہ کرے اسی طرح حسب موقع اور ضروری احکام بھی بیان کرتا جائے' اگر کچھ نظم ہو تو قواعد موسیقی سے نہ ہو' مضمون اس کا حد شرع سے متجاوز نہ ہو' لوگوں کو بلانے اور اطلاع کرنے میں مبالغہ نہ ہو' کسی ضروری عبادت میں اس مجمع میں حاضر ہونے سے خلل نہ پڑے' بانی کی نیت بھی خالص ہو' محض امید برکت و محبت سرور عالم ﷺ اس کا باعث ہو' اور اگر صیغہ ندا کسی کلام میں ہو تو قرائن قویہ سے اعتماد کامل ہو کہ حاضرین کم فہم نہیں جو آپ' کو حاضر و ناظر و عالم الغیب سمجھیں گے' اور بھی جمع منکرات سے پاک ہو۔ مگر اس میں یہ امور بھی ہیں' شیرینی و قیام و فرش و منبر و بخور و عطر اور مثل اس کے جو اپنی ذات میں خلاف شرع نہیں۔ یہ وہ محفل ہے جو نہایت احتیاط والوں میں شاید کہیں شاذ و نادر پائی جاتی ہو۔ پس ایسی محفل نہ تو پہلی محفل کی طرح علی الاطلاق جائز ہے اور نہ دوسری محفل کی طرح علی الاطلاق ناجائز اور جائز ہونے میں تفصیل ہے جو عنقریب معروض ہوتی ہے۔ مگر قبل بیان اس تفصیل کے چند قواعد شرعیہ معروض ہوتے ہیں جو فہم۔ تفصیل میں معین ہوں گے۔

قاعدہ اول : کسی امر غیر ضروری کو اپنے عقیدہ میں ضروری اور موکد سمجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا یا عمل میں اس کی پابندی اصرار کے ساتھ اس طرح کرنا کہ فرائض و واجبات کی مثل یا زیادہ اس کا اہتمام ہو اور اس کے ترک کو مذموم اور تارک کو قابل ملامت و شناعت جانتا ہو' یہ دونوں امر ممنوع ہیں۔ کیونکہ اس میں حکم شرعی کو توڑ دینا ہے تقیید و تعیین و تخصیص و التزام و تحدید وغیرہ اسی قاعدہ اور مسئلہ کے عنوانات و تغیرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدوں سے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں کہ تم میں ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے' وہ یہ کہ نماز کے بعد داہنی طرف سے پھرنے کو ضروری سمجھنے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بسا اوقات بائیں جانب سے بھی پھرتے دیکھا ہے۔ روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے۔ قطبی شارح مشکوۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلی ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب پر اصرار کرے اور عزمت اور ضروری قرار دے لے اور کبھی رخصت پر یعنی اس کی دوسری مقابل پر عمل نہ کرے تو ایسے شخص سے شیطان اپنا حصہ گمراہ کرنے کا حاصل کر لیتا ہے۔ پھر ایسے شخص کا تو کیا کہنا ہے جو کسی بدعت یا امر منکر یعنی خلاف شرع عقیدہ یا عمل پر اصرار کرتا ہو۔ صاحب مجمع نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ امر مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے اگر یہ اندیشہ ہو کہ یہ اپنے رتبہ سے بڑھ جائے گا۔ اسی بناء پر فقہاء حنفیہ نے نمازوں میں سورت مقرر کرنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ خواہ اعتقادا پابندی ہو' یا عملاً۔ فتح القدیر نے اس تعلیم

ا۔ تفصیل کے سمجھنے میں مددگار ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصریح کر دی ہے اور مسلم میں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مت خاص کرو شب جمعہ کو شب بے داری کے ساتھ اور شبوں میں سے اور مت خاص کرو یوم جمعہ کو روزہ کے ساتھ اور ایام میں سے' ہاں اگر اس کے کسی معمولی روزہ میں جمعہ آ ہی پڑے تو وہ اور بات ہے۔

قاعدۂ دوم: فعل مباح بلکہ مستحب بھی کبھی امر غیر مشروع کے مل جانے سے غیر مشروع و ممنوع ہو جاتا ہے۔ جیسے دعوت میں جانا مستحب بلکہ سنت ہے لیکن وہاں اگر کوئی امر خلاف شرع ہو' اس وقت جانا ممنوع ہو جائے گا۔ جیسے احادیث میں آیا ہے۔ اور ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے' اور اسی طرح نفل پڑھنا مستحب ہے مگر اوقات مکروہہ میں ممنوع و گناہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر مشروع بوجہ اقتران و انضمام غیر مشروع کے غیر مشروع ہو جاتا ہے۔

قاعدۂ سوم: چونکہ دوسرے مسلمانوں کو ضرر سے بچانا فرض ہے اس لیے اگر خواص کے کسی غیر ضروری فعل سے عوام کے عقیدہ میں خرابی پیدا ہو تو وہ فعل خواص کے حق میں بھی مکروہ و ممنوع ہو جاتا ہے۔ خواص کو چاہیے کہ وہ فعل ترک کر دیں۔

حدیث شریف میں قصہ آیا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے حطیم کو بیت اللہ کے اندر داخل فرمانے کا ارادہ کیا' مگر اس خیال سے کہ جدید الاسلام[1] لوگوں کے عقیدہ میں فتور اور قلوب میں خلجان پیدا ہو گا۔ اور خود بنا کے اندر داخل ہونا کوئی امر ضروری تھا نہیں۔ اس لیے آپ نے اس

---

[1] نو مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصد کو ملتوی فرما دیا اور تصریحاً یہی وجہ ارشاد فرمائی حالانکہ بناء کے اندر داخل فرما دینا مستحسن تھا مگر ضرر عوام کے اندیشہ سے اس امر مستحسن کو ترک فرما دیا۔ اور ابن ماجہ میں حضرت ابو عبداللہ کا قول ہے کہ اہل میت کو اول روز طعام دینا سنت تھا۔ مگر جب لوگ اس کو رسم سمجھنے لگے پس متروک و ممنوع ہو گیا۔ دیکھئے خواص نے بھی عوام کے دین کی حفاظت کے لیے اس کو ترک کر دیا۔

حدیثوں میں سجدہ شکر کا فعل مباح ہے۔ مگر فقہاء حنفیہ نے حسب قول علامہ شامیؒ اس لیے مکروہ کہا ہے کہ کہیں عوام اس کو سنت مقصودہ نہ سمجھنے لگیں اور عالم گیری میں ہے کہ یہ لوگ نمازوں کے بعد کیا کرتے ہیں' مکروہ ہے۔ اس لیے کہ جاہل لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھنے لگیں گے اور جس فعل مباح سے یہ نوبت آ جائے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ خود شرعاً ضروری ہے تو اس فعل کو ترک نہ کریں گے اس میں جو مفاسد پیدا ہو گئے ہیں ان کی اصلاح کر دی جائے گی۔ مثلاً جنازہ کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت ہو تو اس امر مکروہ کے اقتران سے جنازہ کے ہمراہ جانا ترک نہ کریں گے' خود اس نوحہ کو منع کریں گے' کیونکہ وہ ضروری امر ہے۔ اس عارضی کراہت سے اس کو ترک نہ کیا جائے گا۔ بخلاف قبول دعوت کے وہاں امر مکروہ کے اقتران سے خود دعوت کو ترک کرتا ہے کیونکہ وہ ضروری امر نہیں۔ علامہ شامی نے ان مسئلوں میں بھی فرق کیا ہے۔

قاعدۂ چہارم: جس امر میں کراہت عارضی ہو اختلاف ازمنہ و امکنہ واختلاف تجربہ و مشاہدہ اہل فتویٰ سے اس کا مختلف حکم ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ ایسے امر کو ایک زمانہ میں جائز کیا جائے کیونکہ اس وقت اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وجوہ کراہت کی نہیں تھیں اور دوسرے زمانہ میں ناجائز کہہ دیا جائے اس لیے اس وقت علت کراہت کی پیدا ہو گئی یا ایک مقام پر اجازت دی جائے' دوسرے ملک میں منع کر دیا جائے۔ اس فرق مذکور کے سبب یا ایک وقت اور ایک موقع پر ایک مفتی جائز کہے اور اس کو اطلاع نہیں کہ عوام نے اس میں اعتقادی یا عملی خرابی کیا کیا پیدا کر دی ہیں۔ دوسرا مفتی ناجائز کہے کہ اس کو اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے عوام کے مبتلا ہونے کا علم ہو گیا ہے۔ تو واقع میں یہ اختلاف ظاہر ہے حقیقی نہیں' اور تعارض صوری ہے معنوی نہیں ـــــ حدیث و فقہ میں اس کے بے شمار نظائر مذکور ہیں۔

دیکھو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں آ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ اس وقت فتنہ کا احتمال نہ تھا اور صحابہؓ نے بدلی ہوئی حالت دیکھ کر ممانعت فرما دی۔ اسی طرح امام صاحبؒ و صاحبین کے بہت سے اختلافات اسی قبیل کے ہیں۔

قاعدۂ پنجم: اگر کسی امر خلاف شرع کرنے سے کچھ فائدہ اور مصلحتیں بھی ہوں جن کا حاصل کرنا شرعاً ضروری نہ ہو' یا اس کے حاصل کرنے کے اور طریقے بھی ہوں اور ایسے فائدوں کے حاصل کرنے کی نیت سے وہ فعل کیا جائے' یا ان فائدوں سے مرتب دیکھ کر عوام کو اس سے نہ روکا جائے یہ بھی جائز نہیں۔ نیک نیت سے مباح تو عبادت بن جاتا ہے اور معصیت مباح نہیں ہوتی خواہ اس میں ہزار مصلحتیں اور منفعتیں ہوں' نہ اس کا ارتکاب جائز نہ اس پر سکوت کرنا جائز' اور یہ قاعدہ بہت ہی بدیہی ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص اس نیت سے غصب و ظلم کرے کہ مال جمع کر کے محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کریں گے تو ہرگز ہرگز غصب و ظلم جائز نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتا خواہ لاکھوں فائدے اس پر مرتب ہونے کی امید ہو۔ جب یہ قواعد اور مقدمات سمجھ میں آ گئے تو اب تیسری صورت کے جواز و ناجواز کی تفصیل سننا چاہیے۔ وہ یہ کہ یہ قیود مذکورہ چونکہ فی نفسہ امر مباح میں ہیں اس لیے ان کی ذات میں کوئی خرابی نہیں نہ ان کی وجہ سے محفل میں کوئی ذاتی ممانعت۔ لیکن اس وجہ سے اگر کوئی فساد و خرابی لازم آنے لگے تو اس وقت ان امور اور اس محفل کو اس عارض کی وجہ سے ممنوع و ناجائز کہا جائے گا اور اگر کسی قسم کی کوئی خرابی لازم نہ آئے تو وہ امور بھی بحال خود مباح رہیں گے۔

چنانچہ قاعدہ دوم سے یہ حکم واضح ہے۔ اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ آیا ہمارے زمانہ میں ان مباحات کی وجہ سے کوئی خرابی لازم آ رہی ہے یا نہیں اگر لازم آتی ہوئی دیکھو تو اس محفل کو منع سمجھو اور ناجائز' اور یہ امر تجربہ و مشاہدہ سے بخوبی بلا تردد معلوم ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں' سو راقم کا جو کئی سال کا تجربہ اس کی رو سے عرض کیا جاتا ہے کہ بلا شک اکثر بلکہ قریب قریب کل عوام ان قیود کو موکد ضروری و لوازم مجلس سے جانتے ہیں اور مثل ضروریات دین کے بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ ان کے ساتھ عمل درآمد کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے کرنے میں جس قدر اہتمام ہوتا ہے نماز جمعہ و جماعت میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں دیکھا جاتا اور ان کے ترک سے جس قدر ناگواری ہوتی ہے' فرائض و واجبات کے ترک سے ہرگز ہرگز نہیں ہوتی۔ بلکہ خود ترک کرنا تو بہت ہی بعید ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص انکار کرے تو درکنار' اگر ترک بھی کر دے تو اس پر لعن و طعن حد سے زیادہ ہوتا ہے۔ کفار و مبتدعین و فساق سے زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مخالف اور آمادۂ ایذا رسانی و بد زبانی ہو جاتے ہیں۔ جب عوام نے اپنے اعتقاد و عمل سے ان امور کی یہاں تک نوبت پہنچادی کہ فرض واجب سے بھی زیادہ ان کی شان بڑھا دی تو لاریب اس التزام و اصرار کی وجہ سے یہ امور مکروہ و ممنوع ہو جائیں گے جیسا کہ قاعدۂ اول میں ثابت ہو چکا ہے۔ جب یہ امور ممنوع ہوئے تو ان کے ملنے سے وہ محفل بھی غیر مشروع اور ممنوع ٹھیرے گی جیسا کہ قاعدۂ دوم میں بیان کیا گیا اور گو کسی خاص فہیم شخص کا یہ عقیدہ فاسد نہ ہو اور وہ ان امور کو موکد نہ سمجھتا ہو ورنہ تارک کو قابل ملامت و نفرت جانتا ہو۔ گو اس وقت یہ ایسے لوگ عنقا صفت ہیں لیکن فرضاً اگر کوئی ہو بھی تو غایت مانی الباب وہ اپنے فساد عقیدہ و عمل کے گناہ سے بچ گیا، مگر اس کے کرنے سے اگر دوسرے فاسد الاعتقاد و فساد العمل لوگوں کو سہارا لگا، ان کے فعل کو تقویت و تائید پہنچی تو ان کے فعل مکروہ کے ترویج و تائید کے الزام سے یہ شخص کیسے بچ سکے گا جیسا کہ قاعدۂ دوم میں مذکور ہو چکا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جہاں یہ مفاسد مذکورہ نہ ہوں گو اس کی توقع عوام کی حالت پر نظر کرنے سے بہت ہی بعید ہے لیکن اگر فرضاً کسی وقت یا کسی موقع پر ایسا ہو تو وہاں اجازت دی جائے گی۔ مگر اس وقت اجازت کے فعل میں بھی ضرور ہو گا کہ ان قیود کو جس طرح عقیدۃً غیر موکد سمجھیں اسی طرح اپنے عمل سے بھی ان کا موکد نہ ہونا بار بار ظاہر کرتے ہیں۔

مثلاً: کبھی شیرینی تقسیم کر دیں، کبھی نقد یا غلہ یا کپڑا مساکین کو خفیہ دے دیں اور کبھی جب گنجائش نہ ہو یا محض رخصت شرعی پر عمل کرنے کے لیے کچھ بھی نہ دیا کریں۔ کبھی اثنائے بیان فضائل و شمائل نبویہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوٰۃ و السلام و التحیۃ میں اگر شوق و جذب غالب ہو جائے کھڑے ہو جائیں، پھر اس میں کسی خاص موقع کی تعین کی کوئی وجہ نہیں جب کیفیت غالب ہو خواہ اول میں یا وسط میں یا آخر میں اور خواہ تمام بیان میں ایک بار یا دو بار یا چار بار اور جب یہ غلبہ نہ ہو بیٹھے رہا کریں، کبھی باوجود غلبہ کے اسی طرح ضبط کر کے بیٹھے رہیں اور نہ محفل مولود کی تخصیص کریں، اور اگر اور موقع پر بھی حضورؐ کے ذکر سے غلبہ و شوق ہو وہاں بھی گاہ گاہ کھڑے ہو جایا کریں۔ علیٰ ہذاالقیاس سب قیود و مباحہ کے ساتھ یہی عمل رکھیں تو اس طرح کی محفل گو سلف صالحین سے منقول نہیں مگر بوجہ مخالف نہ ہونے قواعد شرعیہ کے ممنوع بھی نہ کہی جائے گی۔ یہ حکم ہے صورت سوم کا باعتبار فتویٰ کے لیکن مصلحت انتظام دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھیں۔ کیونکہ یہ خود نہ تو ضروریات دین سے ہے نہ کسی ضرورت دین کا موقوف علیہ ہے اور ایک بار یہی ہیئت اجتماعیہ مباحہ مفضی الی المفاسد ہو بھی چکی ہے جیسا کہ پیش نظر ہے اور جہل روز بروز غالب ہوتا جاتا ہے اس لیے مرتبہ تقویٰ احتیاط ہی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

اب بعض لوگوں کے کچھ شبہات کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث شریف تو خود حضور سرور عالم ﷺ سے منقول ہے ورنہ ہم تک روایت کیونکر پہنچتی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جو منقول ہے وہ پہلی صورت ہے اور گفتگو صورت سوم میں ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء مثل سیوطیؒ و ابن حجرؒ و ملا علی قاریؒ وغیرہم نے اس کا اثبات کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بعض علماء نے ان کے ساتھ اختلاف کیا تھا اور قطع نظر اس سے یہ کہ ان کے زمانہ میں مفاسد مذکورہ پیدا نہ ہوئے تھے اس وقت انہوں نے اثبات کیا۔ اب مفاسد پیدا ہو گئے ہیں' وہ حضرات بھی اگر اس زمانہ میں ہوتے اور ان مفاسد کو ملاحظہ فرماتے تو خود منع فرماتے اس لیے اب نفی کی جاتی ہے جیسا قاعدۂ چہارم میں لکھا گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء حرمین اس کے جواز پر اتفاق رکھتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اتفاق غیر مسلم' پھر یہ کہ ان کے فتووں میں قیود مباحہ کوئی غنہا جائز لکھا ہے' جس محفل کو جن عقائد و مفاسد کی وجہ سے ہم روک رہے ہیں ان مفاسد کا اظہار سوال میں کرنے کے بعد فتویٰ منگا دو' اس وقت تمہارا یہ شبہ معقول ہو سکتا ہے۔ جب فتویٰ آ جائے گا اس وقت جواب ہمارے ذمہ ہو گا۔

بعض کہتے ہیں کہ کثرت سے علماء جواز کی طرف ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اول تو کسی نے دنیا بھر کی علماء شماری نہیں کی' دوسرے یہ کہ جس خرابی کی وجہ سے ممانعت کی جاتی ہے اس خرابی کو کون سے علماء کثیر بلکہ قلیل نے جائز کیا ہے۔ فتویٰ تو استفتاء کے تابع ہے۔ مستفتی اپنا عیب کب کھولتا ہے' بلکہ ہر طرح اپنی خوش اعتقادی کو جتلا کر پوچھتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس بہانہ سے غریب غرباء کو خیر خیرات پہنچ جاتی ہے۔ یا اس سے اسلام کی شوکت بڑھتی ہے' ناواقف لوگوں کے کان میں کچھ مسائل پڑ جاتے ہیں۔ سوا دل تو خود یہ امر مسلم نہیں' اکثر جگہ امیروں کو حصہ بٹتا ہوا اور غریبوں کو دھکے ملتے ہوئے دیکھا جاتا ہے اور ایسے سامانوں سے جس کی خبر بعض اوقات محلہ میں بھی نہیں ہوتی کیا احتشام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا متصور ہے اور احکام کا ذکر بھی نہیں آتا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو خیر خیرات اور احتشام اسلام اور تبلیغ احکام کے جب اور طریقے بھی مشروع ہیں تو غیر مشروع طریقوں کے اختیار کرنے کی شرعاً کب اجازت ہو سکتی ہے جیسا کہ قاعدہ پنجم میں مذکور ہوا اور بھی شبہات اس کے قریب قریب ہیں جن کا جواب بعض ضبط کر لیتے اصول مذکورہ کے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے۔ یہ کلام تھا اس مسئلہ مولود شریف میں جو بہت سلامت اور اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ اب امید ہے کہ اہل انصاف کو اس مسئلہ میں شبہ نہ رہے گا اور افراط و تفریط سے سب باز آئیں گے اور علماء مصلحین امت سے عداوت و بدگمانی اور ان کی شان میں اہانت و بد زبانی گوارا نہ رکھیں گے اور شب و روز محبت و اتباع سنت نبویہ ﷺ میں کوشش کریں گے۔ اللھم لرزقنا حبک و حب نبیک و اتباع سنته و توفنا علی ملته و احشرنا فی زمرته۔

—— ○ ☆ ○ ☆ ○ ——

دوسری فصل

منجملہ ان رسوم کے اولیاء اللہ کا عرس و فاتحہ مروجہ ہے جو کسی وقت میں بمصلحت ایصال ثواب بارواح بزرگان و استفادہ برکات اجتماع صلحاء شروع ہوا تھا، مگر اب اس میں بھی مثل دیگر امور کے بہت سے مفاسد

اے مشکوۃ و شان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہو گئے۔ چنانچہ عرس میں تو یہ امور ہو گئے۔

۱۔ بعض جگہ تو خوب بازاری عورتوں کا ناچ ہوتا ہے جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور باب اول میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ خصوصا قبور پر جب کہ وہ جگہ عبرت و تذکرہ موت و تذکرۂ آخرت کی ہے۔ پھر خاص کر قبور اولیاء پر جن کو اپنی حیات میں بول و براز سے زیادہ معاشی سے نفرت تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے مجمع میں جانا لاریب فسق و معصیت ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم تو بہ نیت زیارت جاتے ہیں ہم کو ان منکرات سے کیا ضرر جواب یہ ہے کہ اول تو ممکن نہیں کہ مجمع فسق میں جائے اور ضرر نہ ہو' کچھ نہ کچھ میلان معصیت کی طرف یا چشم و گوش کا تلوث ضرور ہی ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زیارت دوسرے وقت بھی ہو سکتی ہے۔ تیسرے زیارت کچھ فرائض و واجبات سے نہیں۔ فرض و واجب کے ادا کرنے میں اقتران معصیت پر نظر نہیں کی جاتی ہے اور مباح بلکہ مستحب میں اگر ایسا اتفاق ہو تو خوب اس مستحب کو ترک کر دینا واجب ہے جیسا کہ ابھی فصل اول کے قاعدۂ دوم میں ذکر ہو چکا ہے۔ پھر یہ کہ اس کی حرکت سے دوسروں کو ضرر ہوتا ہے اور اہل معصیت کے فعل کی تائید ہوتی ہے' اس وجہ سے بھی اس سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ فصل اول کے قاعدۂ سوم میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ بعض جگہ بازاری عورتیں نہیں ہوتیں اور بجائے ان کے قوال اور معارف و مزامیر ہوتے ہیں۔ ایسے سماع کے متعلق اس عاجز نے ایک رسالہ حق السماع مفصل طور پر لکھا ہے۔ اس میں آداب و شرائط سماع کے اور جو جو اس میں مفاسد ہو گئے ہیں ان سب کا ذکر بالتفصیل کیا ہے جس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس زمانہ کے مجالس سماع حسب اقوال ائمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصوف ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

۳۔ بعض جگہ یہ قصہ بھی نہیں' صرف معین تاریخ پر اجتماع اور قرآن خوانی و تقسیم طعام یا شیرینی ہوتا ہے اور بس۔ اور ایسے عرس کو اس زمانہ میں مشروع عروس سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں بھی وہی خرابی اصرار و تعین و التزام مالایلزم و غیرہا کی یقیناً موجود ہیں جس کی وجہ سے عوام کے عقائد بھی فاسد ہوتے ہیں اور بعض اوقات مہتمم عرس کو اس کے انجام دینے کے لیے قرض لینا خاص کر سودی اور لوگوں کے ہاتھ کو پڑتا ہے جس کا منشاء حرص و طمع ہے۔ ظاہر ہے کہ شرعاً اور عقلاً سخت مذموم ہے۔ حدیث میں اس دست نگری کی نسبت آیا ہے۔ و ما۔ لا فلا تتبعه نفسک اور اصرار و التزام وغیرہ کا غیر مشروع ہونا فصل اول کے قعدۂ اول میں بیان ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ مجلس بھی غیر مشروع ہو جائے گی جیسا قائدۂ دوم میں بیان ہوا۔ اور اس عذر کا جواب اسی فصل کے آغاز میں ہو چکا ہے کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ ہماری نیت تو اچھی ہے ہم کو دوسروں کے عقیدۂ فاسد سے کیا بحث ہے۔ البتہ افادہ و استفادہ اہل قبور بطریق مشروع شریعت مستحسن ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ گاہ گاہ ان مزارات پر حاضر ہوا کرے اور جو کچھ توفیق ہو بخش دے اور اپنی موت کو یاد کرے اور اگر صاحب نسبت ہے اور دل چاہے تو حسب طریقہ معمولہ اہل تصوف ان سے استفادہ برکات کا کرے اور اگر عبادات مالیہ کا ان کو ثواب بخشنا ہو تو اپنے گھر پر حسب توفیق پکا کر کھلا کر یا نقد و غلہ وغیرہ مساکین کو خفیہ دے کر ان کی روح کو بخش دے۔

ا۔ جو چیز تمہارے ہاتھ نہ آئے اپنے جی کو اس کے پیچھے مت ڈالو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تاریخ معین کرنے کی حاجت ہے اور نہ شہرت دینے کی' اسی طرح زمانہ عرس بلکہ غیر عرس میں اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر ڈالتے ہیں جو مکروہ اور اسراف ہے اور عوام کا جو اس میں اعتقاد ہے وہ بالکل شرک ہے۔ پھر غضب یہ ہے کہ اس کی نذر و منت مانی جاتی ہے۔ بعض لوگ دور دراز سے سفر کر کے اپنے بچوں کو چلہ چھٹی وہاں کرتے ہیں اور یہ نذر پوری کرتے ہیں۔ بعضے آسیب اتروانے کے لیے آتے ہیں۔ بعضے وہاں چراغ روشن کرتے ہیں' قبریں پختہ بناتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے صاف صاف ان سب امور سے توبہ کا حکم ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ قبروں کو کپڑے پہنائے جائیں۔ اس سے قبروں پر غلاف ڈالنے کا ناپسند ہونا صاف ظاہر ہے۔

علامہ شامیؒ نے نقل کیا ہے یکرہ السنور علی القبور۔ بعض لوگ دھوکہ دینے کے لیے حجت لاتے ہیں کہ دیکھو عورت کے جنازہ پر گہوارہ بنا کر چادر ڈالتے ہیں۔ گہوارہ بھی قبر کے مشابہ ہے' جب یہ جائز ہے تو وہ بھی جائز ہے۔ اس تقریر کا لغو ہونا صاف ظاہر ہے۔ اول تو یہ قیاس ہے کہ جو نص کے مقابلہ میں خود باطل ہے۔ دوسرے قیاس بھی مع الفارق' گہوارہ پر تو پردہ کی غرض سے چادر ڈالتے ہیں۔ قبر جب بند ہو گئی اب پردہ کی کون سی ضرورت رہی۔ یہاں تو محض زیب و زینت و تکلف اور تقریب و رضامندی صاحب مزار مقصود ہے' و بس اور اسراف رہا جدا۔ اور خود یہ

ا۔ قبروں پر چادریں چڑھانی مکروہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امور جدا جدا ممنوع ہیں اور سب کا جمع ہونا اور بھی شدید ہے۔ جب اس کا ممنوع ہونا ثابت ہو گیا اور معصیت کی نذر جائز نہیں۔ بلا شک ایسی نذر باطل ہو گی جس کا ایفا بالکل ناجائز ہے اور وہاں ایسے فضول کاموں کے لیے جانا خود سفر معصیت ہے بالخصوص عورتوں کا لے جانا جس میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے انواع انواع کی بے پردگیاں ہوتی ہیں اور فساد عقیدہ رہا جدا' ایسے ہی عورتوں کی نسبت ارشاد فرمایا گیا ہے' کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔

اور حدیث شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ یہ حدیث مطلب مذکور کے اثبات کے لیے کافی ہے اور اسی حدیث سے قبر کو سجدہ کرنے کی حرمت بھی ثابت ہو گئی' اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضور سرور عالم ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپؐ نے سوال کیا کہ اگر تم ہمارے بعد ہماری قبر پر گزرو گے' کیا جب بھی سجدہ کرو گے۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس وقت تو نہ کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کسی کو اجازت سجدہ کی ہوتی تو عورت کو اجازت دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔ مطلب آپ کے جواب کا یہ ہوا کہ جب تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ بعد موت کے کوئی مستحق سجدہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مستحق سجدہ وہی ہے جو دائم و قیوم و قائم ہے۔ سجدہ اسی کا حق ہے' اس سے زندہ مردہ سب کو سجدہ کرنا حرام ٹھیرایا۔ یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو زندہ پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر کسی بزرگ سے قولاً یا فعلاً منقول ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحسن ظن اس میں تاویل سکرو غلبہ حال کی جائیگی جس میں معذوری ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبروں پر چراغوں کا سامان کیا جائے۔ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی اس سے کہ قبروں کو پختہ بنایا جائے اور اس سے کہ ان پر لکھا جائے اور اس سے کہ ان پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

بعض لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ چونکہ مقصود اس سے تقریب و رضا مندی اولیاء اللہ کی ہوتی ہے اور ان کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ یہ اعتقاد شرک ہے اور وہ چڑھاوا کھانا بھی جائز نہیں۔ لعموم۔ قولہ تعالٰی و ما اھل بہ لغیر اللہ۔

بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ مقصود اصلی ہمارا مساکین کو دینا ہے۔ چونکہ یہ لوگ وہاں جمع رہتے ہیں اس لیے وہاں لے جاتے ہیں۔ مگر یہ محض حیلہ ہے کیونکہ اگر وہی مساکین اس شخص کو راہ میں مل جائیں اور سوال کریں تو ہرگز ان کو اس چڑھاوے میں سے ایک ذرہ بھی نہ دے اور یہی جواب ملے کہ جہاں کے لیے لائے ہیں وہاں تو ابھی پہنچا ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر مقصود ہے' مساکین مقصود نہیں۔ پھر وہاں پہنچ کر ویسے بھی تو مساکین کو تقسیم کر سکتے ہیں' قبر پر رکھنے کی کیا وجہ۔

بعض لوگ پھولوں کی چادر اور ہار نہایت مکلف بنا کر قبروں پر ڈالتے ہیں اور دلیل لاتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے دو قبروں پر ایک شاخ

۱۔ چڑھاوے کا کھانا جائز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھجور کے دو حصے کر کے گاڑ دیا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں امید ہے کہ ان سے عذاب ہلکا ہو جائے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو بعض لوگوں نے اس کو حضور ﷺ کے خصوصیات سے کہا ہے اور اگر عام ہی کہا جائے تب بھی قیاس مع الفارق ہے' دو وجہ سے اول تو کجا شاخ اور کجا پھولوں کے ہار اور چادریں کہ وہاں مقصود محض ایصال اثر ذکر ہے اور یہاں تکلف و آرائش ! اور تکلف قبور کے ساتھ خود ممنوع ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔ دوسرے یہ کہ حضورؐ نے اس عمل کو تخفیف عذاب کے لیے کیا تھا اگر یہ لوگ بھی تخفیف عذاب کے لیے کرتے تو جن حضرات کو کامل اور مقبول مانتے ہیں اور ان میں عذاب کا احتمال بھی ان کو ہرگز نہیں ہو سکتا ان کی قبروں کے ساتھ یہ عمل نہ کرتے' بلکہ فاسقوں اور فاجروں کی قبور کے ساتھ کرتے۔ حالانکہ معاملہ بالعکس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقصود و تخفیف عذاب نہیں بلکہ وہی تقریب اور خوشنودی اولیاء اللہ کی' جس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں اور نہ وہ ان امور سے خوش ہوتے ہیں' اور خوش تو جب ہوتے جب ان کو کوئی نفع پہنچتا' ان مکلفات سے ان کو کیا فائدہ اور فاتحہ مروجہ میں یہ امور پیدا ہو گئے ہیں۔

ا۔ اکثر عوام حضرات اولیاء اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کاروبار کو ترقی ہو گی' مال و اولاد ہو گی' ہمارا رزق بڑھے گا اور اولاد کی عمر بڑھے گی۔ لہٰذا ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صرف شرک ہے۔ تمام قرآن مجید اس عقیدہ کے ابطال سے بھرا پڑا ہے۔ بعض لوگ زبردستی تاویل کرتے ہیں کہ ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادر مطلق عالم الغیب حق تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں مگر آخر بزرگوں کا توسل تو جائز اور ثابت ہے۔

جواب یہ ہے کہ توسل کے یہ معنی نہیں کہ ان وسائل کو کارخانہ تکوین میں کچھ دخیل سمجھا جائے' خواہ تو ان کو فاعل سمجھیں' اس طرح کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کارخانے سپرد کر رکھے ہیں اور خواہ یوں سمجھیں کہ فاعل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر ان حضرات کے عرض و معروض کرنے سے ضرور ہی اللہ میاں کو کرنا ہی پڑتا ہے' ایسا فعل تو شرک محض ہے۔ مشرکین عرب کے عقائد اسی قسم کے تھے' وہ بھی اصنام و ارواح کو فاعل بالاصالت نہ جانتے تھے۔ اسی طرح کارکن سمجھتے تھے' جیسا کہ آیت: ولئن[۱] سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى۔ اس کی شاہد ہے۔ ایک موٹی بات سمجھنے کے قابل ہے کہ کسی شخص سے کسی چیز کی توقع رکھنے کے لیے کئی امر کا جمع ہونا ضروری ہے۔ اول اس شخص کو اس کی حاجت کی اطلاع ہو' دوسرے اس کے پاس وہ چیز بھی موجود ہو' تیسرے اس کو دینے کی قدرت بھی ہو' چوتھے اس سے بڑا کوئی روکنے والا نہ ہو' پانچویں اس کے پاس ذرائع اس چیز کو اس شخص تک پہنچانے کے بھی ہوں۔

اب خیال فرمایئے کہ جو شخص بزرگوں سے اولاد رزق وغیرہ کی توقع رکھتا ہے اس سے پوچھنا چاہیے کہ اول تو ان اولیاء کو تمہاری حاجت کی

---

[۱] اور البتہ اگر آپ پوچھیں ان لوگوں سے کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو وہ کہیں گے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاع کیسے ہوئی اور اگر کہو کہ ان کو تو سب کچھ خود معلوم ہے تو یہ شرک صریح ہے اور اگر کہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع کر دیتا ہے' سو یہ محال تو نہیں' مگر کچھ ضرور بھی نہیں۔ بلا حجت شرعیہ کسی امر ممکن کے وقوع کا عقیدہ کرنا محض معصیت و کذب قلب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم الایۃ؎ پھر یہ ان کے پاس رزق و اولاد کہاں جمع رکھا ہے جو نعمتیں ان کے پاس ہیں وہ اور چیزیں ہیں۔ بچے اور روپیہ کا ڈھیر ان کے پاس نہیں لگا۔ پھر یہ کہ قدرت کو اگر ذاتی سمجھا جائے تب تو شرک ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ تصرف دیا ہے تو اس کے لئے دلیل شرعی کی حاجت ہے اور بدون اس کے یہ اعتقاد بھی باطل و افتراء محض ہے بلکہ قرآن و حدیث میں تو لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا صاف صاف موجود ہے جس سے دوسروں کو ایسی قدرت کی نفی ہو رہی ہے۔ پھر یہ کہ کس طرح معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے وہ ہرگز اس تصرف سے نہ روکیں گے' جس طرح چاہتے ہیں وہی ہو جائے گا۔ اگر ایسا کوئی سمجھے تو اس نے تمام قرآن کی تکذیب کی' پھر وہ ذرائع دریافت کیے جائیں کہ اولاد اس کو کس طرح دی' روپیہ کس طرح ان کے پاس بھیجا اور اگر ان تمام اشکالات کے جواب میں کوئی یوں کہے کہ وہ لوگ دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ویسا ہی کر دیتے ہیں۔

اس کا جواب یہی ہے کہ دعا کے لیے اول ان کو اطلاع کی ضرورت ہے اور اس کی دلیل کوئی نہیں' پھر بعد اطلاع کے اس کی دلیل کیا ہے کہ وہ دعا

؎ اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کیا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ہی دیتے ہیں۔ پھر دعا کے بعد اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔ غرض توسل کے یہ معنی نہیں ہیں۔ البتہ توسل جو احادیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا الٰہی فلاں مقبول بندہ کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما دیجئے' جس طرح حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے توسل سے بارش کی دعا مانگی تھی' ایسا توسل بلاشک جائز ہے اور جیسے جہلا کا عقیدہ ہے وہ محض شرک ہے۔ غرض یاد رکھو کہ جن کمالات کا اختصاص حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ عقلاً و نقلاً" ثابت ہے ان کمالات کا کسی دوسرے میں اعتقاد کرنا شرک اعتقادی ہے۔ اور جن معاملات اور افعال کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت ہے وہ برتاؤ کسی سے کرنا شرک فی العمل ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے کرنے سے انشاء اللہ کسی بلا میں مبتلا نہ ہو گا۔

۲۔ وہی تحقیقات و تعینات کا ضروری سمجھنا جس کی کراہت کا چند بار ذکر ہو چکا ہے' یہاں بھی موجود ہے۔

۳۔ اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت سے طعام میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق یا خوان میں رکھ کر اس کو روبرو رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس میں علاوہ مفاسد مذکور کے یہ امر قابل استفسار ہے کہ جتنا کھانا تم نے پکایا ہے آیا اس کا ثواب بخشنا منظور ہے یا صرف اس طباق ہی کا' یہ تو یقیناً کوئی نہ کہے گا کہ صرف اس طباق ہی کا ثواب بخشنا منظور ہے' اور عمل اور برتاؤ سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ پس ضرور یہ کہا جائے گا کہ تمام کھانے کا ثواب بخشنا منظور ہے۔ تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا کھانے کا ثواب پہنچانے کے لیے کھانا روبرو ہونا ضرور ہے یا نہیں۔ اگر ضرور ہے تو صرف ایک طباق رکھنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہوتا ہے' اور اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف اس طباق کا ثواب پہنچنا چاہیے باقی تمام کھانا ضائع گیا اور اگر یوں کہو کہ اس چیز کا روبرو ہونا ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے' اور اسی بناء پر تمام طعام کا ثواب پہنچ سکتا ہے' تو پھر طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی اس میں بھی نیت کافی تھی۔ کیا توبہ! توبہ! حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلاتا ہے کہ دیکھیے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے اس کا ثواب بخش دیجیے۔ غرض اس حرکت کی کوئی معقول وجہ نہیں نکلتی۔ محض رواج کی پابندی ہے اور بس! پھر پابندی بھی کیسی کہ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ بدون اس ہیئت خاصہ کے ثواب بھی نہ پہنچے گا۔

۴۔ ایک امر قابل دریافت یہ ہے کہ جس چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو' اگر اس کا روبرو رکھنا ضروری ہے تو کیا وجہ کہ طعام و شیرینی کو تو رکھا جاتا ہے اور اگر روپیہ یا کپڑا یا غلہ وغیرہ ایصال ثواب کے لیے دیا جائے تو اس میں اس طریق سے فاتحہ کیوں نہیں پڑھی جاتی' اور اگر رو برو رکھنا ضروری نہیں تو اس طعام و شیرینی ہی میں یہ تکلف کیوں کیا جاتا ہے اور اگر طعام و غیر طعام میں کچھ فرق ہے تو دلیل شرعی سے اس کو بیان کرنا چاہیے تو قیامت تک بھی یہ ممکن نہیں۔

۵۔ ایک عادت و رواج یہ ہے کہ کھانا کھلانے اور دینے کے قبل بطریق متعارف ثواب بخشتے ہیں' سو اس میں دو امر قابل تحقیق ہیں۔ ایک تو یہ ثواب پہنچانے کی حقیقت کیا ہے' سو ظاہر ہے کہ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی نیک کام کیا اور اس پر اس کو کچھ ثواب ملنے کی توقع ہوئی' جو کچھ اس کو ثواب ملا اس نے اپنی طرف سے دوسرے کو دے دیا۔

دوسرا امر قابل تحقیق یہ ہے کہ ثواب کس چیز کا ملتا ہے' آیا نفس طعام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا یا اس کے کھلانے اور دینے کا تو ظاہر ہے کہ خود کھانے کی ذات تو کوئی ثواب چیز نہیں' جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کے پاس قربانی کا گوشت اور نہ اس کا خون' بلکہ تمہارا تقویٰ وہاں پہنچتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ شے کا ثواب نہیں پہنچتا' بلکہ عمل کا ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خود طعام کی ذات کا ثواب نہیں ہوا بلکہ کھلانے پلانے اور دینے کا ہوا کیونکہ وہ عمل ہے۔ جب یہ دونوں امر تحقیق ہو چکے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ جس وقت کھانا پک کر تیار ہوا ہے اور ابھی نہ کسی کو دیا گیا اور نہ کھلایا گیا' اس کو ثواب ملا یا نہیں' اگر نہیں ملا تو یہ مردہ کو کیا پہنچاتا ہے۔ ابھی خود تو کچھ لے لے' پھر دوسرے کو دے' اور اگر اس کو ثواب ملا ہے تو کس چیز کا ملا ہے۔ کوئی عمل ابھی پایا نہیں گیا پھر کاہے کا ثواب بخشتا ہے۔

غرض یہ حرکت بھی محض بے معنی ہے۔ بلکہ بعض عوام کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ذات طعام کو موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ بعض نذر و نیاز میں آپ ہی کھا پی لیتے ہیں یا اغنیاء احباب کو کھلا دیتے ہیں' جن کے دینے کو کوئی شخص بھی موجب ثواب نہیں جان سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ دینے کھلانے کو موجب ثواب نہیں جانتے ورنہ ایسے لوگوں کو دیا کرتے جن کو دینے کو ثواب جانتے بلکہ خود ذات طعام یا شیرینی میں ثواب سمجھتے ہیں تو یہ خود ایک عقیدۂ فاسدہ ہے اور قرآن کے خلاف ہے جس سے توبہ کرنا واجب ہے اور اگر کوئی کہے کہ ہم طعام کو موجب ثواب نہیں سمجھتے مگر جب ہم نے نیت طعام کی کر لی تو نیت بھی تو عمل ہے اس لیے ایصال ثواب بے معنی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے مانا کہ نیت عمل ہے مگر نیت کا ثواب بخشا چاہتے ہو یا کھانا کھلا دینے کا' کیونکہ نیت کا ثواب اور ہے اور طعام کا ثواب اور پھر یہ کہ نیت تو قبل کھانا پکانے کے بھی ہو گئی تھی اس وقت کیوں نہیں بخش دیا کرتے۔ غرض اس عادت کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محض رواج کی پابندی ہے اور کچھ بھی ہیں۔ البتہ ایصال ثواب بطریق مشروع نہایت خوبی کی بات ہے۔ اس کا سیدھا طریقہ وہی ہے جو ان مفاسد کے بیان سے ذرا قبل مذکور ہوا ہے کہ بلا تعین و پابندی رواج حسب توفیق جو میسر ہو مستحقین کو دے دے اور ثواب بخش دے۔

اس تقریر سے ان سب معمولات کا حکم معلوم ہو گیا۔ گیارہویں' سہ ماہی' توشہ وغیرہ کہ بلا تقیید و بلا تخصیص و بلا فساد عقیدہ تو بلا کلام جائز ہے اور قیود مکروہہ و مفاسد مذکورہ کے ساتھ بلا تردد ناجائز ہے اور قیود مباحہ کے ساتھ جس کو نہ خود ضرر ہو نہ اس کے فعل سے کسی دوسرے کو ضرر ہو خفیہ طور پر اس کو گنجائش دی گئی ہے۔ اس کو بھی چاہیے کہ ان قیود میں گاہ گاہ تغیر و تبدل کر دیا کرے تاکہ کہیں اسی کے نفس میں یا شاید دوسرے کے نفس میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو جائے۔ مگر پھر بھی اطلاق کا طریقہ افضل و مسنون ہے۔ کیونکہ اس طریق مباح ہی سے آخر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں تو آئندہ بھی اندیشہ ہی ہے اس لیے مقتضائے انتظام الٰہی یہی ہے کہ ان قیود سے بالکل ہی احتیاط رکھے اور تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قیود کی پابندی میں اگر ابتداء میں بالفرض خلوص بھی ہو' مگر بعد چند دن کے پھر اس کو نباہنے کے لیے کرنا پڑتا ہے اور نیت درست نہیں رہتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

منجملہ ان رسوم کے شب برات کا حلوہ اور عید کی سویاں، عاشورہ محرم کا کھچڑا اور شربت وغیرہ ہے۔ شب برات میں حدیث سے اس قدر ثابت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ بحکم حق تعالیٰ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اموات کے لیے استغفار فرمایا۔ اس سے آگے سب ایجاد ہے۔ جس میں مفاسد کثیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔

۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا دندان مبارک جب شہید ہوا تھا، آپؐ نے حلوہ نوش فرمایا تھا۔ یہ بالکل موضوع اور غلط قصہ ہے، اس کا اعتقاد کرنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ عقلاً بھی ممکن نہیں۔ اس لیے کہ یہ واقعہ شوال میں ہوا نہ کہ شعبان میں۔

۲۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ ؓ کی شہادت ان دنوں میں ہوئی تھی، یہ ان کی فاتحہ ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے اور اول تو تعیین تاریخ کی ضرورت نہیں۔ دوسرے خود یہ واقعہ بھی غلط ہے۔ آپ کی شہادت بھی شوال میں ہوئی تھی، شعبان میں نہیں ہوئی۔

۳۔ بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شب برات وغیرہ میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ کسی نے ہمارے لیے کچھ پکایا ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا امر خفی بجز دلیل نقلی کے اور کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا، اور وہ یہاں ندارد ہے۔

۴۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب شب برات سے پہلے کوئی مر جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جب تک کہ اس کے لیے فاتحہ شب برات نہ کیا جائے وہ مردوں میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ بھی محض تصنیف یاراں اور بالکل لغو ہے بلکہ رواج ہے کہ اگر تہوار سے پہلے کوئی مر جائے تو کنبہ بھر میں پہلا تہوار نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ جب مردہ مرتا ہے تو مرتے ہی اپنے جیسے لوگوں میں جا پہنچتا ہے' یہ نہیں کہ شب برات تک انکا رہتا ہے۔

۵۔ حلوے کی ایسی پابندی ہے کہ بدون اس کے سمجھتے ہیں کہ شب برات ہی نہیں ہوئی۔ اس پابندی میں اکثر فساد عقیدہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس کو موکد ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ فساد عمل بھی ہو جاتا ہے۔ فرائض و واجبات سے زیادہ اس کا اہتمام کرنے لگتے ہیں اور ان دونوں کا معصیت ہونا فصل اول میں بالتشریح مذکور ہو چکا ہے۔ ان خرابیوں کے علاوہ تجربہ سے ایک اور خرابی ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ نیت بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ ثواب وغیرہ مقصود نہیں رہتا ہے۔ خیال ہو جاتا ہے کہ اگر اب کے نہ کیا تو لوگ کہیں گے کہ اب کے خست اور ناداری نے گھیر لیا ہے' اس الزام کے رفع کرنے کے لیے جس طرح بن پڑتا ہے مرمار کرتا ہے۔ ایسی نیت سے صرف کرنا محض اسراف و تفاخر ہے جس کا گناہ ہونا بارہا مذکور ہو چکا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے لیے قرض سودی لینا پڑتا ہے۔ یہ جدا گناہ ہے۔

۶۔ جو لوگ مستحق اعانت ہیں ان کو کوئی بھی نہیں دیتا یا لوئی درجہ کا پکا کر ان کو دیا جاتا ہے' اکثر اہل ثروت و برادری کے لوگوں کو بطور معاوضہ کے دیتے لیتے ہیں اور نیت اس میں یہی ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ہمارے یہاں بھیجا ہے۔ اگر ہم نہ بھیجیں گے تو وہ کیا کہے گا۔ غرض کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی وہی ریاء و تفاخر ہو جاتا ہے۔

۷۔ بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں۔ اس ایجاد کی وجہ آج تک معلوم نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر ظاہر ہے کہ موکد سمجھنا بلا شک معصیت ہے' یہ تو کھانا پکانے میں مفاسد ایجاد کرتے ہیں اس کے علاوہ آتش بازی کی رسم اس شب میں شامل ہے۔ اس کی نسبت باب اول میں بیان ہو چکا ہے۔ حاجت اعادہ نہیں۔

تیسرے زیادتی اس میں یہ کی گئی ہے کہ بعض لوگ شب بیداری کے لیے فرائض سے زیادہ اس میں لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہر چند کہ اجتماع سے شب بیداری سہل تو ہو جاتی ہے' مگر نفل عبادت کے لیے لوگوں کو ایسے اہتمام سے بلانا اور جمع کرنا یہ خود خلاف شریعت ہے۔ جیسا اسی باب کی فصل اول میں بیان ہو چکا ہے۔ البتہ اتفاقاً" کچھ لوگ جمع ہو گئے اس کا مضائقہ نہیں۔

۸۔ بعض لوگوں نے اس میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور خود اس شب میں چراغوں کا زیادہ روشن کرنا عادت کر لی ہے۔ یہ بالکل رسم کفار کی نقل ہے اور حدیث تشبہ سے حرام ہے۔

حدیث سے اس زمانہ میں تین امر ثابت ہوئے ہیں۔ ان کو بطور مسنون ادا کرنا موجب ثواب و برکات کا ہے۔ اول پندرہویں شب کو گورستان میں جا کر اموات کے لیے دعاء و استغفار کرنا اور کچھ صدقہ و خیرات دے کر بھی اگر مردوں کو اس کا ثواب بخش دیا جائے تو وہی دعا و استغفار اس کے لیے اصل نکل سکتی ہے کہ مقصود دونوں سے نفع رسانی اموات کی ہے۔ مگر اس میں کسی بات کا پابند نہ ہو' اگر وقت پر میسر ہو خفیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ دے دلا دے' باقی حدود شرعی سے تجاوز نہ کرے۔

دوم اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں ہو یا دو چار آدمیوں کے ساتھ جن کے جمع کرنے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کیا گیا ہو۔

سوم پندرہویں تاریخ کو روزہ نفل رکھنا' ان عبادتوں کو مسنون طور پر ادا کرنا نہایت احسن ہے اور عیدالفطر میں سویاں پکانا فی نفسہ مباح ہے مگر لوگوں نے اس میں خرابیاں پیدا کرلی ہیں:۔

۱۔ اس کو ضروری سمجھتے ہیں' حتیٰ کہ اگر سویاں نہ پکائی جائیں تو گویا عید ہی نہیں ہوئی ایسے التزام و اہتمام کا خلاف شروع ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

۲۔ اس پابندی کی بدولت یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اگر پاس خرچ نہ ہو تو قرض لے کر گو سودی ہی ملے ضرور اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

۳۔ اس کی نسبت ایک موضوع روایت مشہور کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے آٹا پکا کر مروڑیاں جمع کر کے سویاں پکائی تھیں' یہ محض تہمت ہے' کہیں ثابت نہیں۔

۴۔ اور دینے لینے میں ریاء و تفاخر ہونا یہاں بھی موجود ہے۔ اکثر اعزاء و اقارب کے بچوں کو شرم اتارنے کے لیے دیا جاتا ہے خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو' پھر جانب ثانی سے اسی دن یا اگلی عید بقرعید کو نہایت ضروری سمجھ کر اس کا عوض ادا کیا جاتا ہے۔ جو مصیبت نوتہ میں تھی وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سویوں کا طباق جہاں اس نے اس کی بہو کو اور اس نے اس کی بہو کو دیا لیا' جس کو ٹھٹیرا بدلوائی کہا جائے تو نہایت زیبا ہے۔ اسی دل لگی میں

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانبین پر پورا بار ہو گیا۔ اس تاریخ میں حضرت پیغمبر صاحب ﷺ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ چند خرما نوش فرما کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ اگر رغبت و لذت کے لیے دودھ سویاں وغیرہ بھی اضافہ کر لے تو مباح ہے۔ مگر اس کا ایسا پابند نہ ہو جس سے مفاسد مذکورہ لازم آئیں' کبھی کبھی ناغہ بھی کر دیا کریں۔ گنجائش نہ ہونے کے وقت خواہ مخواہ تردد میں نہ پڑے اور گنجائش کے وقت بھی رسوم کا اتباع نہ کرے' بے تکلفی سے جو ہو جائے اس پر بس کرے۔

عشرہ محرم میں حدیث سے دو امر ثابت ہیں: نویں دسویں کا روزہ اور دسویں تاریخ اپنے گھر والوں کے خرچ میں قدرے وسعت کرنا جس کی نسبت وارد ہوا ہے کہ اس عمل سے سال بھر تک روزی میں وسعت رہتی ہے۔ باقی امور حرام یہ ہیں:

۱۔ تعزیہ بنانا۔ جس کی وجہ سے طرح طرح کا فسق و شرک صادر ہے۔ بعض جہلا کا اعتقاد ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اس میں حضرت امام حسینؓ رونق افروز ہیں اور اس وجہ سے اس کے آگے نذر و نیاز رکھتے ہیں۔ جس کا ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو کر کھانا حرام ہے۔ اس کے آگے دست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس طرف پشت نہیں کرتے' اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں۔ اس کے دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں۔ اور اس قسم کے واہی تباہی معاملات کرتے ہیں جو صریح شرک ہیں۔ ان معاملات کے اعتبار سے تعزیہ اس آیت کے مضمون میں داخل ہیں۔ اتعبدون۔ ماتنحتون۔

۱۔ کیا ایسی چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ یا تو اس کی بے حد تعظیم و تکریم ہو رہی تھی اور یا دفعتہ" اس کو جنگل میں لے جا کر توڑ پھوڑ کر برابر کیا۔ معلوم نہیں آج وہ ایسا بے قدر کیوں ہو گیا ـــــــ واقعی جو امر خلاف شرع ہوتا ہے وہ عقل کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ بعضے نادان یوں کہتے ہیں کہ صاحب اس کو حضرت امام عالی مقامؓ کے ساتھ نسبت ہو گئی اور ان کا نام لگ گیا۔ اس لیے تعظیم کے قابل ہو گیا۔

جواب اس کا یہ ہے کہ نسبت کی تعظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں مگر جب کہ نسبت واقعی ہو۔ مثلاً: حضرت امام حسینؓ کا کوئی لباس ہو یا اور کوئی ان کا تبرک ہو۔ ہمارے نزدیک بھی وہ قابل تعظیم ہیں اور جو نسبت اپنی طرف سے تراشی ہوئی ہو وہ ہرگز اسباب تعظیم سے نہیں ورنہ کل کو کوئی خود امام حسینؓ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے تو چاہیے کہ اس کی اور زیادہ تعظیم کرنے لگو حالانکہ بالیقین اس کو گستاخ و بے ادب قرار دے کر اس کی سخت توہین کے درپے ہو جاؤ گے' اس سے معلوم ہوا کہ نسبت کاذبہ سے وہ شئے معظم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کذب کی وجہ سے زیادہ اہانت کے قابل ہوتی ہے اس بنا پر انصاف کر لو کہ یہ تعزیہ تعظیم کے قابل ہے یا اہانت کے۔

۲۔ معازف و مزامیر کا بجانا جس کی حرمت حدیث میں صاف صاف مذکور ہے اور باب اول میں وہ حدیث لکھی گئی ہے اور قطع نظر خلاف شرع ہونے کے عقل کے بھی تو خلاف ہے۔ معازف و مزامیر تو سامان سرور ہیں۔ سامان غم میں اس کے کیا معنیٰ' یہ تو در پردہ خوشی منانا ہے۔ بر چنیں دعویٰ الفت آفریں۔

۳۔ مجمع فساق و فجار کا جمع ہونا' جس میں فحش واقعات ہوتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناگفتہ بہ ہیں۔

۴۔ نوحہ کرنا جس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والے اور اس کی طرف کان لگانے والے کو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

۵۔ مرثیہ پڑھنا' جس کی نسبت حدیث میں صاف ممانعت آئی ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

۶۔ اکثر موضوع روایات پڑھنا جس کی نسبت احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

۷۔ ان ایام میں قصداً زینت ترک کرنا جس کو سوگ کہتے ہیں اور حکم اس کا شریعت میں یہ ہے کہ عورت کو صاف خاوند پر چار ماہ دس دن یا وضع حمل تک واجب ہے۔ اور دوسرے عزیزوں کے مرنے پر تین دن جائز ہے' باقی حرام۔ سو اب تیرہ سو سال کے بعد یہ عمل کرنا بلا شک حرام ہے۔

۸۔ کسی خاص لباس یا کسی خاص رنگ میں اظہار غم کرنا' ابن ماجہ میں حضرت عمران بن حصینؓ سے ایک قصے میں منقول ہے کہ ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ غم میں چادر اتار کر صرف کرتہ پہنے ہیں' یہ وہاں غم کی اصطلاح تھی۔ آپؐ نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا کیا جاہلیت کے کام کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو' میرا تو یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ تم پر ایسی بد دعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں۔ پس فوراً ان لوگوں نے اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی خاص وضع و ہیئت اظہار غم کے لیے بنانا بھی حرام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو امام حسینؓ کا فقیر بناتے ہیں اور ان سے بعض بھیک بھی منگواتے ہیں۔ اس میں اعتقادی فساد تو یہ ہے کہ اس عمل کو اس کی طول حیات میں موثر جانتے ہیں۔ یہ صریح شرک ہے اور بھیک مانگنا بلا اضطرار حرام ہے۔

۱۰۔ حضرات اہل بیت کی اہانت بر سر بازار کرتے ہیں۔ اگر ایام غدر کے واقعات جس میں کسی خاندان کی عورتوں کا ہتک ہوا ہو، اس طرح علی الاعلان گائے جائیں تو اس خاندان کے مردوں کو کس قدر غیظ و غضب آئے گا۔ پھر سخت افسوس ہے کہ حضرات اہل بیت کے حالات اعلان کرنے میں غیرت بھی نہ آئے اور اس طرح کے بہت سے امور قبیحہ ہیں جو ان دنوں میں کئے جاتے ہیں۔ ان کا اختیار کرنا اور ایسے مجمع میں جانا سب حرام ہے۔ اور یہی تمام ترفضیحتیں پھر چہلم کو دہرائی جاتی ہیں۔ اور بعض امور فی نفسہ مباح تھے مگر بوجہ فساد عقیدہ یا عمل کے وہ بھی ممنوع ہو گئے۔

۱۱۔ کچھڑا اور کچھ کھانا پکانا اور احباب یا مساکین کو دینا اور اس کا ثواب حضرت امام حسینؓ کو بخش دینا اس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنے اہل و عیال پر وسعت دے اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر وسعت فرماتے ہیں۔ وسعت کی یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ بہت سے کھانے پکائے جائیں خواہ جدا جدا یا ملا کر کچھڑے میں کئی جنس مختلف ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ اس وسعت میں داخل ہو سکتا تھا۔

چنانچہ در مختار میں ہے ولا باس بالمعتاد خلطا ویوجر۔ جب اہل و عیال کو دیا، کچھ غریب غرباء کو بھی دے دیا۔ حضرت امامینؓ کو بھی ثواب بخش دیا۔ مگر چونکہ لوگوں نے اس میں طرح طرح کی رسوم کی پابندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلی ہے گویا خود اس کو ایک تہوار قرار دے دیا ہے اس لیے رسم کے طور پر کرنے سے ممانعت کی جائے گی۔ بلا پابندی اگر اس روز کچھ فراخی خرچ میں، کھانے پینے میں کر دے تو مضائقہ نہیں۔

۲۔ شربت پلانا یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا۔ کیونکہ جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شربت پلانے میں کیاحرج تھا مگر وہی رسم کی پابندی اس میں ہے، اور اس کے علاوہ اس میں اہل رفض کے ساتھ تشبہ بھی ہے اس لیے یہ بھی قابل ترک ہے۔ تیسرے اس میں ایک مضر خرابی یہ ہے کہ شربت اس مناسبت سے تجویز کیا گیا ہے کہ حضرات شہداء کربلا پیاسے شہید ہوئے تھے۔ اور شربت مسکن عطش ہے اس لیے اس کو تجویز کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقیدہ میں شربت پہنچتا ہے جس کا باطل اور خلاف قرآن مجید ہونا فصل دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور اگر پلانے کا ثواب پہنچتا تو ثواب سب یکساں ہے نہ کہ صرف شربت میں کہ تسکین عطش کا خاصہ ہے۔ پھر یہ بھی اس سے لازم آتا ہے کہ ان کے زعم میں اب تک شہدائے کربلا نعوذ باللہ پیاسے ہیں، یہ کس قدر بے ادبی ہے، ان مفاسد کی وجہ سے اس سے بھی احتیاط لازم ہے۔

۳۔ شہادت کا قصہ بھی بیان کرنا یہ بھی فی نفسہ چند روایات کا ذکر دینا ہے۔ اگر صحیح ہوں تو روایات کا بیان کر دینا فی ذاتہ جائز تھا مگر اس میں یہ خرابیاں عارض ہو گئیں (ا) مقصود اس بیان سے ہیجان اور جلب غم اور گریہ و زاری کا ہوتا ہے۔ اس میں صریح مقابلہ شریعت مطہرہ کا ہے۔ کیونکہ شریعت میں ترغیب صبر مقصود ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مزاحمت شریعت کی سخت معصیت اور حرام ہے۔ اس لیے گریہ و زاری کو بھی قصداً یاد کر کے لانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ البتہ غلبہ غم سے اگر آنسو آ جائیں تو اس میں گناہ نہیں۔ (۲) لوگوں کو اس لیے بلایا جاتا ہے اور ایسے امور کے لیے انصرام و اہتمام خود ممنوع ہے۔ (۳) اس میں مشابہت اہل رفض کے ساتھ بھی ہے اس لیے ایسی مجلس کا منعقد کرنا اور اس میں شرکت کرنا سب ممنوع ہے۔ چنانچہ مطالب المومنین میں صاف منع لکھا ہے اور قواعد شرعیہ بھی اس کے شاہد ہیں اور یہ تو اس مجلس کا ذکر ہے جس میں کوئی مضمون خلاف نہ ہو' اور نہ وہاں نوحہ و ماتم ہو اور جس میں مضامین بھی غلط ہوں یا بزرگوں کی توہین یا نوحہ حرام ہو' جیسا کہ غالب اس وقت میں ایسا ہی ہے تو اس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ اور اس سے بدتر خود شیعہ کی مجالس میں جا کر شریک ہونا۔ بیان سننے کے لیے یا ایک پیالہ فیرنی اور دو نان کے لیے۔

—— ○ ☆ ○ ☆ ○ ——

چوتھی فصل

منجملہ ان رسوم کے وہ رسوم ہیں جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں۔ اول تجہیز و تکفین یا نماز میں اس وجہ سے دیر کرتے ہیں کہ فلاں عزیز شریک ہو جائے یا جمعہ میں زیادہ مجمع ہو گا۔ وہاں نماز ہونا زیادہ اچھا ہے۔ سو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بالکل شریعت کے خلاف ہے۔ حدیث میں صاف حکم ہے کہ جنازہ میں ہرگز دیر مت کرو۔ فقہاء نے بعض وقتی نمازوں سے اس کو مقدم لکھا ہے اور اگر رونے پیٹنے میں دیر لگائی جائے تو وہ اور بھی زیادہ برا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم بعض لوگ جنازہ کے ساتھ اناج اور پیسے وغیرہ لے جاتے ہیں اور اس کو وہاں خیرات کر دیتے ہیں' سو چونکہ یہ فعل بالیقین ناموری کے لیے کیا جاتا ہے' اس لیے خلاف شرع ہے اور اکثر اس مقام پر غیر مستحقین زیادہ جمع ہو جاتے ہیں اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ جو کچھ دینا ہو اپنے گھر پر خفیتہ" مستحقین کو سوچ سمجھ کر دیں اور وہ بھی مشترک ترکہ سے نہ ہو' جیسا آئندہ آتا ہے۔

سوم اکثر کفن کے ساتھ جا نماز اور اوپر کے ڈالنے کی چادر بھی ترکہ میت سے خریدی جاتی ہے۔ سو چونکہ یہ دونوں چیزیں کفن مسنون سے خارج ہیں اس لیے ترکہ میں سے جو کہ سب ورثہ میں مشترک ہے اور ممکن ہے کہ ان میں بعض نابالغ رہے ہوں یا بعض یہاں حاضر نہ ہوں' ان کا خریدنا ان کے مال میں ناجائز تصرف کرنا ہے —— اول تو ان چیزوں کی حاجت نہیں بلکہ اس کی پابندی التزام مالایلزم ہے۔ اور اگر بلا پابندی کسی مصلحت سے اس کو کیا جائے تو کوئی شخص بالغ خاص اپنے مال سے خریدے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ عورتوں کے جنازہ پر پردہ کے لیے ضروری ہے۔ اس وجہ سے ترکہ سے خریدنا بھی جائز ہے۔

چہارم رسم ہے کہ مردہ کے مرتے ہی اس کے کپڑے لتے نکال کر حاجت مندوں کو دیتے ہیں۔ اس میں بھی وہی خرابی ہے جو امر سوم میں ذکر کی گئی۔ تاوقتیکہ ترکہ تقسیم نہ ہو جائے' ہرگز اس میں ایسے تصرفات نہ کریں۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور وہاں موجود ہوں اور بطیب خاطر سب متفق ہو کر دے دیں تو تقسیم کی حاجت نہیں' بلا تقسیم بھی جائز ہو گا۔

پنجم اکثر تیسرے روز مردہ کے مکان پر یا اس کے محلہ کی مسجد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادری کے لوگ اور مساکین وغیرہ جمع ہو کر قرآن مجید اور کلمہ طیبہ ختم کر کے مردے کو بخشتے ہیں اور کہیں کھانا اور کہیں نقد اور کہیں نخود بریاں پڑھنے والوں کو تقسیم ہوتے ہیں اور جلسہ برخاست ہونے کے قبل جس جس کا دل چاہے کچھ متفرق رکوع میں کچھ معین سورتیں با آواز بلند پڑھ کر جس کو پنج آیت کہتے ہیں دعا کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ یہ عمل بظاہر تو بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے مگر اس کی اندرونی حالت دیکھنے کے قابل ہے۔

تجربہ و مشاہدہ سے یہ امر درجہ یقین کو پہنچ گیا ہے کہ دوست آشنا اور برادری کے لوگ تو محض رفع شکایت کی غرض سے آتے ہیں۔ ایصال ثواب ہرگز مقصود نہیں ہوتا۔

حتیٰ کہ اگر کوئی عزیز اپنے گھر بیٹھ کر پورا قرآن ختم کر کے بخش دے تو اہل میت ہرگز راضی نہ ہوں اور شکایت ان کی رفع نہ ہو اور یہاں حاضر ہو کر یوں ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر اور کوئی بہانہ حیلہ کر کے چلا جائے گا تو شکایت سے بچ جائے گا۔

اور بار بار بیان ہو چکا ہے کہ جو عمل ایسے فاسد اغراض سے ہوتا ہے اس کا کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب اس کو ثواب نہ ملا مردے کو کیا دے گا۔ رہ گئے مساکین ان کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا ملے ملائے گا کچھ نہیں تو ہرگز ایک بھی نہ آئے' سو ان کا آنا محض اس توقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا۔ جب ان کو عوض دنیوی مقصود ہو گیا ان کا پڑھنا بھی خالصاً" للہ نہ رہا۔ اس لیے اس کا ثواب بھی نہ ملے گا پھر مردہ کو کیا بخشے گا۔

غرض یہ ساری مشقت اور سامان سب رائیگاں ہے بلکہ قرآن خوانی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ان لوگوں نے ذریعہ جاہ و مال کا بنایا اس کا گناہ سر پر الگ رہا' اور جس طرح قرآن کا عوض لینا جائز نہیں اسی طرح دینا بھی جائز نہیں۔ اس بنا پر یہ نخود و طعام تقسیم کرنے والا بھی اس الزام سے بری نہ رہا اور التزام و تعین کی کراہت ان سب کے علاوہ ہے۔ اور بعض موقعوں پر پھول وغیرہ بھی تقسیم ہوتے ہیں یہ صاف تشبہ با لکفار ہے اسی طرح بیچ آیت میں بھی ہر شخص اپنی قرأت کا اظہار کرتا ہے' اور ریا کا معصیت ہونا ظاہر ہے پھر وہی التزام اور تعین کا قصہ اس میں بھی ہے۔

ششم' اکثر جگہ دستور ہے کہ کچھ معین تاریخوں میں یا ان کے قریب قریب آگے پیچھے کچھ کھانا پکا کر برادری میں تقسیم ہوتا ہے اور کچھ مساکین کو کھلاتے ہیں' اور اس کا ثواب مردے کو بخشتے ہیں۔ اس میں بھی وہی قصہ ریاء و تفاخر کا ہے اور اتباع رسم کی وجہ سے اس کی ایسی پابندی ہے کہ بعض اوقات قرض لے کر کرتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہے کہ جتنے دام اس میں صرف کرتے ہیں وہ دام خفیہ طور پر دے دو تو یہ ہرگز گوارا نہ ہو اور یہی خیال کریں کہ وہاں اس قدر خرچ بھی کیا اور کسی کو اطلاع بھی نہ ہوئی اور اکثر ترکہ مشترکہ میں یہ رسم ادا کی جاتی ہے۔ جس کا ممنوع ہونا ابھی بیان ہو چکا ہے' اس کے علاوہ اس میں برادری کا کیا حق ہے۔ غیر مستحقین کو دینا یہ بھی اضاعت مال ہے جس کی ممانعت حدیث و قرآن میں موجود ہے۔ اس قدر مفاسد اس تقسیم طعام میں مجتمع ہیں۔ اس لیے یہ بھی واجب الترک ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پھر ایصال ثواب کس طرح کریں۔ جواب یہ ہے کہ جس طرح سلف صالحین کرتے تھے بلا تقیید و تخصیص اپنی ہمت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جو کچھ توفیق ہو بطور خود قرآن وغیرہ ختم کر کے اس کو پہنچا دیں یا قبرستان میں قبل دفن جو فضول خرافات میں وقت گزار دیتے ہیں' اس وقت کچھ کلام الٰہی ہی پڑھتے رہا کریں۔ بلکہ یہ وقت مردہ کی زیادہ دست گیری کے قابل ہے۔

اور حدیث میں بھی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو دفن کر کے کچھ تسبیح وغیرہ پڑھیں' جس سے ان کو ضیق قبر سے نجات ہوئی۔ غرض ایصال ثواب سے کوئی منع نہیں کرتا۔ البتہ منکرات و مکروہات سے منع کرتے ہیں جن سے ثواب بھی نصیب نہیں ہوتا اور مال بھی برباد ہوتا ہے۔

ہفتم' میت کے گھر عورتیں کئی کئی بار جمع ہوتی ہیں اور وہاں پان چھالیہ اور کھانا کھاتی ہیں۔ سو اس میں کئی امر مکروہ جمع ہیں۔ اول تو کئی کئی بار تعزیت کرنا جس کو در مختار میں تصریحاً ممنوع لکھا ہے۔ اور عقل میں بھی تو یہ بات آتی ہے کہ بار بار غم کا یاد دلانا ایک نا معقول حرکت ہے۔ تعزیت کی حرکت تو یہ ہے کہ یا دشدہ غم کو بھلا دیا جائے نہ یہ کہ بھولے ہوئے غم کو یاد دلایا جائے۔ پھر یہ کہ جو تعزیت کے معنی ہیں کہ اہل میت کو تسلی دیں کہ ان کو صبر کی فہمائش کریں اس کا تو کہیں پتہ بھی نہیں ہوتا۔ بعض تو اس قصہ کو زبان تک نہیں لاتیں۔ اگر مجمع میں بیٹھ گئیں تو شکایتیں جہان بھر کی شروع ہو جاتی ہیں ذرا کوئی پوچھے تو کہ تمہاری تشریف آوری سے کیا فائدہ ہوا۔ بس ایک الزام اتارنا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اور بعض جو درد مند ہیں وہ عقل مند بجائے اس کے کہ صبر دلائیں اور الٹا صاحب خانہ کے گلے لگ کر رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہے۔ اس میں بڑی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغفراللہ! نوحہ اور چلانے کا جو گناہ ہے وہ الگ رہا خود عقل کے بھی خلاف ہے۔ ہمدردی کے تو معنی یہ ہیں کہ اہل میت کے دل کو تھاما جائے نہ کہ اور زیادہ برانگیختہ کیا جائے تو غرض یہ بھی تعزیت نہ ہوئی تو عورتوں کو آنا محض بے کار ٹھیرا اور ان کے جمع ہونے میں اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جو تجربہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ اور باب دوم میں کسی قدر اس جمعیت نا مبارک کا بیان بھی ہو چکا ہے۔

دوسرے میت کے گھر آ کر اپنی مہمان داری کرانا' ان سے پان چھالیہ لینا یا کھانا لینا خود ایک امر مذموم ہے' چنانچہ کتب فقہ میں تصریح موجود ہے۔ البتہ جو دور کا مہمان ہو اور تعزیت کے لیے آیا' اس کے لیے جائز ہے' چنانچہ در مختار میں کتاب الوصیت' میں مذکور ہے۔

غرض کہ اہل میت پر اس قسم کا بار ڈالنا اور ان کو تکلیف پہنچانا بالکل خلاف شرع اور نہایت ہی بے دردی کی دلیل ہے ہمارے اطراف میں ایسا برا دستور ہے کہ مدتوں میت کے گھر گاڑیوں کی چڑھائی رہتی ہے۔ گھر والا دانہ گھاس دیتے دیتے اور ان مہمانوں کی خاطر داری کرتے کرتے تنگ ہو جاتا ہے۔ حدیث میں بالتصریح میزبان کو تنگ کرنے کی حرمت وارد ہے۔ اور غضب درِ غضب یہ ہے کہ بیوہ عورت کو ایک بار تو شوہر کی موت پر اس طرح تنگ کیا تھا کہ ابھی وہ اس بار سے ہلکی نہ ہونے پائی تھی کہ انقضائے عدت کے وقت پھر وہی فوج کشی ہوتی ہے' گویا عدت کوئی تنگ کوٹھری ہے کہ اس میں سے نکالنے کے واسطے مجمع عظیم کی ضرورت ہے کہ کوئی ہاتھ پکڑے گا کوئی پاؤں پکڑے گا اور سب مل کر اس سے نکالیں گے۔ نعوذ باللہ!

تیسرے یہ خرابی ہے کہ ان تمام نزدیک و دور کے مہمانوں کا خرچ گھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ترکہ مشترکہ میں سے لٹاتا ہے' یہ بھی صریح ظلم اور حق تلفی دوسرے ورثہ کی ہے جس کو مہمان داری کرنا ہو اپنے حصہ میں سے کرے۔ دوسروں کے مال میں تصرف کرنا بلا اذن[1] معتبر شرعی بالکل حرام ہے اور یہ عذر کرنا کہ میرا حصہ ان مصارف کے لیے کافی نہیں' بالکل لچر بات ہے۔ اگر یہ سب حصے بھی کافی نہ ہوں تو کیا پڑوسیوں کی چوری بھی حلال ہو جائے گی۔

غرض یہ قافلہ مہمانوں کا اس گناہ کا بھی باعث ہوتا ہے اس لیے یہ مناسب ہے کہ جو مرد عورت قریب کے ہیں وہ کھڑے کھڑے آئیں اور تعزیت کر کے چلے جائیں پھر دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں نہ کوئی تاریخ معین کرنے کی حاجت جب جس کو فرصت ملے ہو جایا کرے اور جو دور کے ہیں اگر سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے اہل معیبت کو ہرگز صبر نہ آئے گا' تو اس مصلحت اور ضرورت سے آئیں' تو مضائقہ نہیں ورنہ خط سے تعزیت ادا کریں کہ یہ بھی سنت ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے تو حضرت معاذ بن جبلؓ کو ان کے بیٹے کے مرنے میں خط ہی سے تعزیت فرمائی تھی۔

ہشتم' دستور ہے کہ اہل میت کے لیے اول روز کسی عزیز قریب کے گھر سے کھانا آتا ہے' یہ فعل فی نفسہ جائز بلکہ مسنون اور قرین مصلحت ہے۔ مگر اس میں چند مفاسد پیدا ہو گئے ہیں ان کی اصلاح واجب ہے۔

اول تو اس میں ادلا بدلا ہونے لگتا ہے کہ انہوں نے ہمارے یہاں دیا تھا ہم ان کے گھر دیں۔ یہ کوئی تجارت نہیں' غم زدوں کی دست گیری ہے۔ اس میں غضب یہ ہے کہ قرض چلنے لگا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک تبرع ہے

---

[1] بلا اجازت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تبرع میں جبر حرام ہے جب ایک شخص نے محض رسم کی وجہ سے واجب ادا سمجھا تو یہ جبر صریح ہے۔ بعض اوقات جب گنجائش نہیں ہوتی' قرض لینے کی نوبت آتی ہے تو ایسی پابندی بلا شک مکروہ ہے۔ اس میں بے تکلیف و سادگی مناسب ہے۔ جس عزیز کو توفیق ہو کھانا بھیج دے' نہ اس میں اولے بدلے کی ضرورت و رعایت چاہیے اور نہ ترتیب قرابت کے لحاظ کی ضرورت ہے کہ ہائے فلاں کس طرح بھیجے' میں اس کی نسبت زیادہ نزدیک کا رشتہ دار ہوں۔ اس پر تکرار ہے' اصرار ہے' ہرگز دور کے رشتہ دار کو نہیں بھیجنے دیتے' مرتے ہیں مارتے ہیں' قرض کرتے ہیں اور بھیجتے ہیں۔ بس وہی مصیبت بدنامی مٹانے کی۔

دوم اہل میت کے دو چار آدمی ہوں' مگر کھانا پکتا ہے دور تک کے کنبے کا' یہ بھی محض حد شرعی سے تجاوز ہے۔ اہل میت پر چونکہ غلبہ غم کا ہوتا ہے اس لیے وہ پکانے کا اہتمام نہیں کرتے ہیں' سارے کنبہ پر ہرگز ایسا غلبہ نہیں ہوتا کہ ان کے چولھے بھی سرد ہو جائیں۔ ان کو کھانا جائز نہ ان کے لیے پکانا جائز۔ بس مختصر سا کھانا کافی ہے۔

نہم' دستور ہے کہ قبر پر یا گھر پر حفاظ کو بٹھلا کر کہیں دس روز' کہیں چالیس روز یا کم و بیش قرآن مجید ختم کراتے ہیں۔ پھر ان کو کچھ اسباب کچھ نقد وغیرہ دیتے ہیں۔ گو اس کو لوگ کوشش کر کے درست بنانا چاہتے ہیں۔ مگر بات کھلی ہوئی ہے کہ جب مقصود جانبین کا اجرت دینا لینا ہے اور طاعت پر اجرت لینا جائز نہیں اس لیے یہ فعل ہرگز درست نہیں۔ نہ ایسے قرآن پڑھنے کا ثواب ملے۔ جب پڑھنے والے کو نہ ملا تو مردہ کو کیا پہنچے گا۔

بعض لوگوں کو شبہ پڑ گیا ہے کہ آخرت ضرورت کے واسطے متاخرین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز فرمایا ہے۔ جواب خود اس سوال میں موجود ہے۔ یعنی وہاں کی ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا کہ اندیشہ قرآن مجید کے ضائع ہو جانے کا تھا۔ یہاں کون سے دین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ البتہ دوستوں کو بطور خود پڑھ کر بخشنا موجب نفع ہے۔ بعض ملکوں میں یہ غضب ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھانے پر، قبر کی زیارت کرنے پر اجرت لیتے ہیں۔ یہ اس سے بڑھ کر ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

وہم، اہل میت مدتوں تک سوگ کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلا تہوار آتا ہے اس میں خوشی نہیں کرتے، حد شرعی سے بڑھ کر سوگ کرنا بھی حرام ہے۔

○ ☆ ○ ☆ ○

پانچویں فصل

منجملہ ان رسوم کے رمضان المبارک کے بعض معمولات ہیں جو لوگوں میں شائع ہیں۔ اول حفاظ کی عادت ہے کہ اپنا قرآن سنا کر دوسرے حفاظ کیا سنتے پھرتے ہیں۔ ہرچند کہ قرآن مجید کا سننا اور اس کے لیے جانا بہت خوبی کی بات ہے۔ مگر ان حضرات کی اکثر نیت یہ ہوتی ہے کہ اس کی غلطی پر مطلع ہو کر اس کو فضیحت کریں گے ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کی عیب جوئی کرنا خود حرام ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی حرمت موجود ہے۔ پھر اس کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے۔ اور گناہ کے ارادہ سے چلنا، کہیں جانا یہ بھی گناہ ہے۔ البتہ اگر صرف برکات قرآنی حاصل کرنے کے لیے جائیں یا کسی خوش آواز کا سن کر دل ہی خوش کرنا مقصود ہو تو مضائقہ نہیں۔ پہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت عبادت' دوسری مباح ہو گی۔

بعضے لوگ اس پر یہ طرہ کرتے ہیں کہ دوسری جگہ کھنکارتے ہیں۔ کہیں لکڑیاں زمین پر یا دیوار پر مارتے ہیں یا لالٹین کا رخ بدل بدل کر اپنی تشریف آوری سے اطلاع دیتے ہیں جس سے پڑھنے والا پریشان ہو کر بھولنے لگے۔ ظاہر ہے کہ کسی عبادت میں خلل ڈالنا خود یہ شیطان کا کام ہے۔ بعضے نماز میں شریک ہو کر قصداً غلط بتلانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے یاد اور عدم یاد کا امتحان لیتے ہیں۔ یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اگر کہیں سننے کے لیے جائے' چپکے سے جا کر یا تو بیٹھ جائے' یا بہتر ہے نماز میں شریک ہو جائے اور جب مقصود حاصل ہو جائے' اسی طرح واپس آ جائے۔

دوم' قرآن مجید جلد ختم کرنے کو یا بہت سے قرآن ختم کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اور اس مقصود کو حاصل کرنے کو خوب تیز پڑھتے ہیں کہ حرف بھی صاف ادا نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں ترتیل کو فرض فرمایا ہے خود اس فرض کا ترک کرنا موجب گناہ ہے۔ خاص کر جب ریاء و نمود و فخر کے لیے ہو تو مضاعف گناہ ہے۔ بعض اس قدر زیادہ پڑھتے ہیں کہ مقتدی گھبرا جاتے ہیں۔ حدیث میں امام کو تخفیف صلوۃ کا حکم آیا ہے' اس میں اس حکم کا ترک لازم آتا ہے یہ بھی برا ہے۔ غرض بقدر تحمل مقتدیوں کے پڑھنا چاہیے اور صاف صاف گو کئی کئی ختم نہ ہوں۔

سوم بعض حفاظ کی عادت ہے کہ اجرت لے کر قرآن مجید سناتے ہیں۔ طاعت پر اجرت لینا حرام ہے۔ اسی طرح دینا بھی حرام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے سے مقرر نہیں کیا اس لیے یہ معاوضہ نہیں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ گو پہلے سے نہیں ٹھیرایا' نیت تو دونوں کی یہی ہے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نیت بھی مرتبہ خطرہ و خیال میں نہیں بلکہ مرتبہ عزم میں' اگر کسی طور سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں کچھ وصول نہ ہو گا تو ہرگز ہرگز وہاں پڑھیں نہیں اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ معروف مثل مشروط کے ہے۔ جب اس کا رواج ہو گیا اور دونوں کی نیت یہی ہے تو بلا شک وہ معاوضہ ہے اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا شبہ کا جواب فصل چہارم میں گزر چکا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب بلا اجرت پڑھنے والا تو ہم کو ملتا ہی نہیں اور اجرت دے کر سننا جائز نہیں' تو پھر قرآن کیونکر سنیں۔

جواب یہ ہے کہ پورا قرآن سننا فرض نہیں' ایک امر مستحب کے لیے مرتکب حرام کا ہونا ہرگز جائز نہیں۔ الم ترکیف سے تراویح پڑھ لو' ایسی حالت میں قرآن مجید کا ختم ہونا ضروری نہیں۔

چہارم بعض حفاظ کی علات ہے کہ لیلۃ القدر میں یا اور کسی شب میں سب جمع ہو کر ایک یا کئی شخص مل کر قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور عرف میں اس کو شبینہ کہتے ہیں اول تو بعض علماء نے ایک شب میں قرآن مجید ختم کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ کیونکہ اس میں ترتیل و تدبیر کا موقعہ نہیں ملتا۔ مگر چونکہ سلف صالحین سے ایک روز میں ختم کرنا بلکہ بعض سے کئی کئی ختم کرنا منقول ہے۔ اس لیے اس میں گنجائش ہو سکتی ہے' مگر اس میں اور بہت سے مفاسد شامل ہو گئے' جس کی وجہ سے یہ عمل شبینہ کا بطریق مروج بلا شک مکروہ ہے۔

۱۔ ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو شب بھر میں قرآن مجید ختم ہو جائے اور اس وجہ سے نہ ترتیل کی پروا ہوتی ہے اور نہ غلطی رہ جانے کا غم ہوتا ہے۔ بعض اوقات خود پڑھنے والے یا سننے والے کو معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ فلاں مقام پر غلطی پڑھی گئی ہے مگر اس ختم کرنے کے خیال سے اس کو اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں۔ (۲) اکثر پڑھنے والوں کے دل میں ریاء و تفاخر ہوتا ہے کہ زیادہ اور جلدی پڑھنے سے نام ہو گا کہ فلاں نے ایک گھنٹے میں اتنے پارے پڑھے اور ریاء و تفاخر کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ (۳) بعض جگہ نوافل میں یہ ختم ہوتا ہے اور نوافل کی جماعت خود مکروہ ہے اور اگر تراویح میں پڑھا' اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اگر سب مقتدی شریک تب تو ان پر پورا جبر ہے اور اگر وہ نہ شریک ہو جائے تو آج کی تراویح میں جماعت سے محروم رہے یہ جبر اور حرمان دونوں امر مذموم ہیں۔ (۴) بعض لوگ شوق میں شریک تو ہو جاتے ہیں مگر پھر ایسی مصیبت پڑتی ہے کہ توبہ توبہ کھڑے کھڑے تھک جاتے ہیں' پھر بیٹھ کر سنتے ہیں' پھر لیٹ جاتے ہیں' ادھر قرآن ہو رہا ہے ادھر سب حضرات آرام فرما رہے ہیں۔ بعضے آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں۔ غرض قرآن مجید کی بہت ہی بے ادبی ہوتی ہے۔ اور صورت اعراض کی سی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں سحری کا وقت آ جاتا ہے تو اس ختم کرنے کے خیال سے پڑھنے والے کو سب کے ساتھ سحری میں شریک نہیں کرتے' وہ کھڑا ہوا قرآن سنا رہا ہے اور سب کھانا کھا رہے ہیں۔ قرآن کریم سننے کے وقت دوسرا کام کرنا ہرگز جائز نہیں (۵) بعض حفاظ نماز سے خارج ہو کر پڑھنے والے کو بتلاتے رہتے ہیں اور سب کی نماز تباہ کرتے ہیں۔ (۶) بعض جگہ سحری کے لیے چندہ ہوتا ہے اور دبا کر' شرما کر بھی وصول کیا جاتا ہے' جس کا حرام ہونا آگے آتا ہے۔ (۷) بعض اوقات صبح صادق ہو جاتی ہے اور قرآن کچھ رہ جاتا ہے۔ خواہ مخواہ کھینچ تان کر اس کو پورا کر ڈالتے ہیں۔ بعد صبح صادق کے اور نوافل پڑھنا مکروہ ہے بجز دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے۔

پنجم، ختم کے روز اکثر مساجد میں معمول ہے کہ شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔ ہر چند کہ قرآن مجید کا ختم ہونا نعمت عظمیٰ ہے، جس کے شکریہ اور فرحت میں کوئی چیز تقسیم کرنا بہت خوب امر ہے۔ مگر اس میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں:

۱۔ چونکہ اس کا عام رواج ہو گیا ہے حتیٰ کہ اگر شیرینی تقسیم نہ ہو تو عام لوگ ملامت و طعن کرتے ہیں۔ اس لیے تقسیم کرنے والوں کی نیت اکثر اچھی نہیں رہتی۔ اسی الزام سے بچنے کے لیے لامحالہ تقسیم کرتے ہیں خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو۔ بعض اوقات تردد کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہی خیال ہوتا ہے کہ بھلا کیسے تقسیم نہ ہو، لوگ کیا کہیں گے اور ریاء و تفاخر کا حرام ہونا اور اس نیت سے جو فعل ہو اس کا معصیت ہونا چند بار بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ اکثر جگہ چندہ سے شیرینی آتی ہے اور اہل محلّہ اور نمازیوں سے جبراً چندہ لیا جاتا ہے اور یہ بھی جبر ہے کہ ان کو مجمع میں شرمایا جائے یا ایسا شخص مانگنے اٹھے جس کی وجاہت کا اثر پڑے۔ چونکہ حدیث میں وارد ہے کہ کسی مسلمان کا مال بلا طیب خاطر اس کے حلال نہیں۔ اس لیے ایسے چندہ سے جو چیز خریدی جائے گی سب ناجائز ہے۔

۳۔ اس روز مٹھائی کے لالچ سے ہر طرح کے لوگ مسجد میں بھر آتے ہیں۔ بے نمازی یا برہنہ تن برہنہ لونڈے جن کی طہارت کا، نجاست کا، کچھ اعتبار نہیں اور تمام مسجد اور فرش کو ملوث کرتے ہیں۔ اور غل غپاڑہ اس قدر ہوتا ہے کہ نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے۔

۴۔ مجمع کو سنانے کے لیے خود حافظ صاحب بھی اس روز خوب بنا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہیں۔ ریاء کا مذموم ہونا اور اس کے اسباب کا مذموم ہونا سب جانتے ہیں۔

۵۔ پھر تقسیم کے وقت جو کچھ دھول دھپا شور و غل، گالی گلوچ ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اور بہت سی خرابیاں ہیں، البتہ شکریہ کے واسطے اگر دل چاہے حسب گنجائش بلا اعلان جو کچھ میسر ہو نقد یا غلہ یا طعام یا شیرنی مستحقین کو بلا پابندی دے دینا بہت مستحسن ہے۔

ششم، مساجد میں روزانہ اور ختم کے روز کثرت سے روشنی کرنا، اس میں بہت سی مکروہات ہیں:

۱۔ اسراف: کہ اس قدر تیل اور بتی مفت ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر یہی رقم مسجد کے کسی ضروری کام ڈول، رسی، فرش، لوٹا وغیرہ میں صرف کی جائے تو کس قدر مدد پہنچے اور اسراف کا حرام ہونا بار بار مذکور ہو چکا ہے۔

۲۔ اکثر روشنی کرنے والوں کی نیت وہی ناموری ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ایسا اہتمام کیا۔

۳۔ مسجد تماشا گاہ بنتی ہے۔ عبادت گاہ کا تماشا گاہ بنانا کس قدر معیوب ہے۔

۴۔ نمازیوں کی توجہ اس طرف مبذول رہتی ہے۔ نماز میں خیال بٹتا ہے، خشوع فرض ہے۔ جو چیز مخل خشوع ہو گی بلا شک مذموم ہو گی۔ بالخصوص مہتمم کی طبیعت بالکل اس میں مشغول رہتی ہے کہ فلاں چراغ بجھتا ہے، فلاں بھڑکتا ہے، فلاں کو ابھارنا چاہیے، فلاں کو کم کرنا چاہیے، نماز و ماز خاک نہیں۔

ہفتم، بعض جگہ شب قدر میں لوگ جمع ہو کر شب بے داری کا خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کرتے ہیں۔ اس کا مکروہ ہونا فصل سوم میں بیان ہو چکا ہے۔ "اتفاقاً" اگر دو چار آدمی جمع ہو جائیں وہ اور بات ہے۔ غرض بطور خود ہر شخص حسب ہمت عبادت میں مشغول رہے۔ خاص اہتمام اور انتظام خلاف شرع ہے۔

---○ ☆ ○ ☆ ○---

چھٹی فصل

منجملہ ان رسوم کے بعض عورتوں کا یہ معمول ہے کہ رمضان المبارک میں حافظ کو گھر میں بلا کر اس کے پیچھے قرآن مجید سنتی ہیں۔ اس میں علاوہ ان مفاسد کے جو باب دوم میں عورتوں کے جمع ہونے میں لکھے گئے ہیں یہ مفاسد زائد ہیں:

۱۔ جو شخص قرآن مجید سناتا ہے حتیٰ الامکان آواز کو بنا کر لہجہ کو دلکش کر کے پڑھتا ہے۔ مردوں کا ایسا نغمہ عورتوں کے کان میں پڑنا بلا شک موہم فتنہ و فساد قلب ہے۔ حدیث میں اس کی دلیل واضح ہے۔

۲۔ عورتوں کے مزاج میں چونکہ بے احتیاطی ہوتی ہے اس لیے سلام پھیر کر پکار پکار کر باتیں کیا کرتی ہیں اور امام صاحب سنا کرتے ہیں۔ بلا ضرورت عورتوں کا اپنی آواز اجنبی مردوں کے کان میں ڈالنا شرعاً ناپسندیدہ[1] ہے۔

---

[1] یعنی ناجائز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بعض مجمع میں تمام عورتیں اس مرد کے اعتبار سے نا محرم ہوتی ہیں، ان میں کوئی بھی اس کی بی بی یا ماں نہیں ہوتی، ایک گھر میں مرد کا اتنی نا محرم عورتوں کے ساتھ جمع کرنا بلا شک حکم شرعی کے خلاف ہے اور یہ موٹی بات ہے کہ جب شرعاً عورتوں کو مسجد میں جانا منع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں میں مباعدت رہے۔ پس جب عورت کو مردوں کے مجمع میں جانے کی ممانعت ہے اسی طرح مرد کو عورتوں کے مجمع میں جانے سے اور عورتوں کو مرد کے بلانے سے کیوں نہ ممانعت ہو گی۔

عورتوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ اپنے گھروں میں الگ الگ تراویح پڑھیں۔ ہاں کسی کا بھائی بیٹا حافظ ہو اور دو چار بیبیاں گھر کی جمع ہو کر اس کے پیچھے قرآن سن لیں تو مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ یہ شخص فرض جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھے اور اگر دو چار میں کوئی پردہ دار ہو تو درمیان میں کوئی دیوار یا پردہ وغیرہ حائل ہو، اور عورتوں کے جمع ہونے کا اہتمام نہ کیا جائے۔

----○ ☆ ○ ☆ ○----

ساتویں فصل

منجملہ ان رسوم کے مدارس یا مساجد کے لیے چندہ جمع کرنے کی رسم ہے، اس طرح سے کہ دینے والے مجمع کی شرم سے یا اس مہتمم کے دباؤ یا لحاظ سے دے نکلیں یا نا دہندگی و خست کی شہرت کے اندیشہ سے دیتے ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قرائن قویہ سے معلوم ہو جائے کہ اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو یہ شخص نہ دیتا تو ایسی صورت میں ان ذرائع سے وصول کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس باب میں حدیث بھی مذکور ہو چکی ہے۔ اور امام غزالیؒ نے اس مسئلہ کی تصریح کر دی ہے۔ رہا یہ سوال کہ صاحب بلا دباؤ تو کوئی دیتا نہیں اور یہ کام کرنا ضرور ہے پھر کیا کریں۔ یہ بات بالکل ہی پوچ ہے۔ اول تو یہی غلط ہے کہ بلا دباؤ کوئی دیتا نہیں۔ بہت سے بندگان خدا خود تقاضا کر کے دیتے ہیں۔ دوسرے جن اغراض کے لیے اس طرح چندہ لیا جاتا ہے وہ اغراض خود شرعاً ضروری نہیں۔ کیونکہ اکثر مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فضول خرچیوں کے لیے اتنی بڑی رقموں کی حاجت ——— ہوتی ہے۔ اگر رقم کم ہو، مسجد کچی بنا لو۔ چھپر ڈال لو، نماز کے لیے بہت ہے۔ مدرسہ مختصر بنا لو یا کسی کرایہ کے مکان میں رکھ لو یا کسی مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ معقولات کا درس کم کرو۔ قطبی تک پڑھانے والا تھوڑی تنخواہ کا مدرس کافی ہے۔ فرش و سامان میں تکلف مت کرو۔ غرض جہاں تک اختصار ممکن ہو اختصار کرو۔ اور ضروری ضروری کاموں پر نظر رکھو۔ اگر اتنا بھی حلال طور سے نہ ملے کام بند کر دو۔ یہ سب مسلمانوں کا کام ہے کچھ اکیلے مہتمم کا نہیں ہے۔ چلے چلاؤ نہ چلے بند کر دو۔ بلکہ دین کا کام دین کے خلاف ہو کر کرنا اور بھی زیادہ برا ہے۔ اور جو کام سرے سے ضروری نہیں، جیسا قحط یا وبا میں مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ۔ اس لیے چندہ کرنا اور بھی زیادہ برا ہے اور مشاہدہ ہوا ہے کہ قحط و وبا کے چندہ میں مساکین کو بہت ہی کم پہنچتا ہے۔ مہتمین[۱] کے گھروں میں اور ان

۱۔ قوم کے خادمین انتظام کے لیے چنے ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اقارب و اصحاب کو خوب حصے پہنچتے ہیں۔

آٹھویں فصل

منجملہ ان رسوم کے بعض مدارس کی رسم ہے کہ جب طالب علم نے کتابیں پڑھ لیں' خواہ اس کو استعداد ہو یا نہ ہو اور خواہ اپنے علم کے موافق عامل ہو یا نہ ہو اس کو سند فضیلت دے دیتے ہیں اور دستار بندی کر دیتے ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ رسم دستار بندی واقع میں اساتذۂ مشائخ کی طرف سے عوام کے رو برو اس امر کا اظہار اور شہادت ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک اس قابل ہے کہ دین میں اس کی طرف رجوع کیا جائے اور اس سے مسائل پوچھ کر عمل کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ یہ شخص آج سے مقتدائے دین ہے۔ جب حقیقت اس کی یہ ہے تو جو شرائط شہادت کی ہے وہ اس میں بھی ہونا واجب ہے۔ اور شہادت کی بڑی شرط یہ ہے کہ شاہد کو اس امر کا پورا علم اور یقین ہو جس کی شہادت دے رہا ہے وہ صحیح ہے تاکہ اس کو جھوٹ کا گناہ اور دوسروں کو دھوکہ دینے کا گناہ نہ ہو۔ اور کسی کو اس سے ضرر نہ پہنچے اسی طرح یہاں بھی اس شخص کی نسبت پوری تحقیق ہونا چاہیے کہ قابل مقتدا فی الدین[۱] بننے کے ہے یا نہیں۔ اگر علمائے حاضرین کو اس پہ پورا اطمینان ہو اور اس کی حالت علمی و عملی قابل قناعت ہو تو دستار بندی

۱۔ دین کا پیشوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت خوب رسم ہے کہ اس میں اظہار ناواقفوں کے روبرو ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ تکلفات زائد جس میں کہ ریاء و اسراف لازم آئے نہ کیے جائیں' بلکہ اگر واعظوں کے لیے بھی کوئی ایسی شرط ہو جائے کہ بلا امتحان و سند علماء کے وعظ نہ کہنے پائیں اور عوام بھی بدون پیش کرنے سند کے کسی اجنبی کا وعظ نہ سنا کریں تو بڑی ضروری مصلحت کی بات ہے۔ اس سند و دستار بندی کی یہ حکمت ہے اور بدون اہلیت کے ہرگز ہرگز دستار بندی نہ کی جائے نہ سند دی جائے کہ بجز اضلال خلق کے اس کا اور کیا ثمرہ ہے۔

نویں فصل

منجملہ ان رسوم کے تبرکات کی زیارت ہے جس میں اکثر عوام کا مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں بھی بکثرت بے احتیاطیاں ہوتی ہیں۔

۱۔ بعض جگہ تو تبرکات ہی بے اصل ہیں۔ حضور پر نور ﷺ کی طرف غلط نسبت کرنا کس قدر موجب وعید ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ و بزرگان دین پر افتراء کرنا بھی جھوٹ تو ضرور ہے بلکہ بعض تبرکات کے غلط ہونے پر دلیل عقلی یا نقلی شہادت دیتی ہے چنانچہ قدم شریف کے قصے کا اکثر محدثین نے انکار کیا ہے۔ اور بعض قرآن پر اعراب لگائے ہوئے حضرت علیؓ کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ اعراب اصطلاحی نہ تھے البتہ جہاں کوئی دلیل مکذب نہ ہو ہم کو تکذیب کی حاجت نہیں۔ بالخصوص جہاں قرائن سے صدق غالب ہو وہ "ظناً" تبرک ہے۔ گو یقیناً نہ سہی کیونکہ دلائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین کے مفقود ہیں۔

۲۔ زیارت کرانے پر معاوضہ لیا جاتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسے امور پر معاوضہ لینا حرام اور رشوت ہے۔

۳۔ زیارت کے وقت اکثر مردوں عورتوں کا اختلاط جسمی یا نظری ہو جاتا ہے۔

۴۔ بعض تبرکات نبویہ ﷺ کے زیارت کرانے کے وقت عوام کے مجمع میں اشعار ندائیہ پڑھے جاتے ہیں اور ہیئت بھی حضورؐ کی سی بنائی جاتی ہے جس سے عوام کو ایہام رونق افروزی حضور پر نور ﷺ کا احتمال ہوتا ہے' اس عقیدے کی تفصیل فصل اول بحث عام قیام میں ہو چکی ہے۔

۵۔ اس کا اہتمام تداعی فرائض و واجبات سے زیادہ ہوتا ہے اور محتاط کو نشانہ ملامت بناتے ہیں' یہ صریح تعدی حدود ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس ہیئت سے زیارت نہ کی جائے بلکہ خلوت میں یا خلوت خاص میں بلا پابندی ان رسوم کی زیارت سے مشرف ہو جائے اور کبھی کبھی بلا تعین وقت بطور خدمت کے خادم تبرکات کی خدمت میں کچھ پیش کر دیا کرے' اس کا مضائقہ نہیں۔

—○ ☆ ○ ☆ ○—

دسویں فصل

منجملہ ان رسوم کے مساجد کی زینت و تکلف ہے جو حد اعتدال سے خارج ہو' فقہاء نے فرمایا ہے اور عقل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ مساجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استحکام کے لیے اہتمام و صرف کرنا تو مضائقہ نہیں' مگر زیب و زینت و نقش و نگار مکروہ ہے' بلکہ اگر مال وقف سے کرے گا تو متولی کو اپنے گھر سے اتنا روپیہ بھرنا پڑے گا اور واقعی اگر غور کر کے دیکھا جائے کہ مسجد کس غرض کے لیے شرعاً موضوع ہوئی ہے۔ غرض یہی ہے کہ اس میں عبادت کی جائے اور عبادت کی روح اعظم حضور قلب و خشوع ہے تو لا محالہ جو چیز مخل خشوع ہو گی وہ مخل عبادت ہے اور وہ موضوع مسجد کے خلاف ہے تو ضرور مسجد میں اس کا منظم کر دینا ممنوع ہونا چاہیے۔

اسی واسطے حدیث بخاری میں حضرت عمرؓ نے مسجد نبویؐ کے مستری کو رنگ آمیزی کرنے سے منع فرمایا۔ اور یہی وجہ بیان فرمائی کہ اس میں لوگوں کے دل کو مشغولی ہو گی' گویا عبادت گاہ تماشا گاہ بن جائے ا۔ واقعی کس قدر قلب موضوع ہے۔ اور حدیث ابوداؤد میں ایسی زیب و زینت کو یہود و نصاریٰ کا فعل بتایا گیا ہے۔ ان کے ساتھ مشابہت کرنا بھی بالیقین برا ہے۔ پھر اس میں اسراف بھی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر تفاخر و شہرت کا قصد بھی ہوتا ہے اور اکثر اس قدر تکلف کے لیے حلال مال بھی کم میسر آتا ہے۔ کیونکہ حلال مال اول تو اس قدر کس کے پاس ہے' پھر اس کو اس طرح بے دریغ خرچ کرنا بھی مشکل ہے۔ حرام مال مسجد میں لگانا اور زیادہ وبال ہے۔

غرض اتنی خرابیاں اس میں ہیں۔ اس لیے مساجد کو سادہ اور مستحکم بنانے پر اکتفا کریں' ان سب زوائد کو حذف کر دیں۔ جس قدر اس میں خرچ کرنا ہو ـــــ مصلحت یہ ہے کہ اول اس کی کوئی جائیداد یا دوکان وغیرہ خرید کر اس کے مصارف کے لیے وقف کر دیں۔ اور بعض لوگوں کا حضرت عثمانؓ کے قصہ بناء مسجد نبویؐ اور اس میں ساج وغیرہ کے منقش کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصے کو دلیل نقلی میں پیش کرنا اور مصلحت اعزاز و رفعت دین کو دلیل عقلی میں پیش کرنا محض ناکافی ہے۔

حضرت عثمانؓ نے اس قدر تکلف نہیں فرمایا تھا نہ ان کی نیت میں تفاخر تھا نہ مشتبہ مال اس میں لگایا ان کے قصے پر اپنے فعل کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگر گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر

اور دین کا اعزاز و ترفع ایسے امور سے نہیں ہوتا بلکہ سادگی میں اس کا حسن اور دوبالا ہو جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد نحن۔ قوم اعزنا اللہ بالاسلام آب زر سے لکھ کر حرز جاں بنانے کے قابل ہے' اور اس کے حاشیہ پر حافظ شیرازی کا شعر چڑھانے کے لائق ہے۔

زعشق نا تمام ما جمال یا مستغنی ست!
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبارا

اسی طرح مساجد بہت پاس پاس بنانا بالخصوص تفاخر و تزاحم کے لیے بھی بالکل دین اور عقل کے خلاف حرکت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دین کے کام کو دین کے طور پر کرو ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کا مضمون ہو جاتا ہے۔

ا۔ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ عزت دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح الرسوم

جس کو طبع ثانی کے وقت مولف نے اضافہ کیا' اس میں بھی چند فصلیں ہیں اور ہر فصل میں ایک رسم کا بیان ہے۔

پہلی فصل

ایک رسم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے ورثہ میں سے جو موقع پر موجود ہوتے ہیں اس کے کپڑے نکال نکال کر غریبوں کو محتاجوں کو مدارس میں مساجد میں تقسیم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کا خیال نہیں کرتے کہ بعض وارثین جو حاضر نہیں ہیں اس میں ان کا بھی حصہ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس تقسیم کو پسند نہ کریں یا ان کی مرضی اور کسی جگہ دینے کی ہو۔ اسی طرح بعض ورثہ نابالغ ہوتے ہیں' ان کے حصے میں بھی تصرف کرنا جائز نہیں' بلکہ اگر وہ اجازت بھی دے دیں تب بھی عقد و تبرع وہبہ میں ان کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح کفن کے علاوہ اوپر کی چادر اور جانماز یہ سب کفن سے خارج ہے اور عام رواج یہی ہے کہ یہ ترکہ مشترکہ میت سے بنایا جاتا ہے۔ سو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان چیزوں میں بوجہ تصرف فی حق الغیر کے غصب اور ظلم کا گناہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں احتیاط کرنا ضروری ہے۔ پس اگر میت نے وصیت صراحتہ" کی ہو کہ میرے کپڑے مساکین یا صلحاء کو دے دیئے جائیں تو یہ وصیت ثلث ترکہ میں جاری ہو گی۔ یعنی جس قدر کپڑوں کے لیے وہ وصیت کر گیا ہے اگر کل ترکہ کے ثلث سے قیمت میں زائد نہ ہوں تو بلا کسی وارث کے دریافت کئے ہوئے وہ تقسیم کر دیئے جائیں۔ ورنہ ان کو اول تقسیم کرنا چاہیے۔ جب ہر شخص اپنے حصہ پر قابض ہو جائے پھر ہر ایک کو اپنی چیز کا اختیار ہے جس کو چاہے دے یا نہ دے اور نا بالغوں کا حصہ اگر ان کے بکار آمد ہو رکھا جائے' ورنہ فروخت کر دیا جائے اور رقم ان کے کام میں لگا دی جائے۔

البتہ اگر کسی جگہ سب وارث بالغ ہوں اور تصریحا" دلالتہ" بقرائن قویہ اجازت دے دیں تب بلا تقسیم بھی صرف کر دینا جائز ہے اور جس جگہ لینے والے کو حال معلوم نہ ہو تو چونکہ غالب بے احتیاطی ہے اس لیے واجب ہے کہ خوب تفتیش کر لیا کریں یہ نہیں کہ مردہ کے مال کو غنیمت سمجھیں۔ اہل مدارس و مساجد کو اس کا بہت خیال رکھنا ضروری ہے' ان کی احتیاط سے عوام متنبہ ہو جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

ایک رسم یہ ہے کہ جب کسی شیخ کی وفات ہوئی اس کے مریدوں نے جمع ہو کر اس کے کسی بیٹے کو یا کسی خادم کو سجادہ نشین کر دیا اور سند کے لیے دستار بند کر دی خواہ اس میں اہلیت ہو یا نہ ہو۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو لوگ ابھی خود اس راہ سے ناآشنا ہیں ان کی اجازت کہاں تک قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جتنے لوگ ایسے رسمی سجادہ نشین سے بیعت ہوں گے ان سب کی گمراہی کا وبال اس سجادہ نشین کی برابر ان ارباب جلسہ کو بھی مل جائے گا' کہ یہ لوگ بانی ضلالت ہوئے۔ حدیث شریف میں علامات قیامت سے آیا ہے کہ لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنا لیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اوروں بھی گمراہ کریں گے۔ اس لیے سمجھ لینا ضروری ہے کہ جب تک کوئی شیخ کامل جامع شریعت و طریقت جس کو اس زمانہ کے اچھے لوگوں نے اہل مان لیا ہو اجازت نہ دے' بیعت لینے پر جرات نہ کرنا چاہیے۔

تیسری فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر بعد مرنے مورث اعلیٰ کے کوئی چچا یا بھائی وغیرہ کسی لڑکے یا لڑکی کا نکاح اسی کے حصے سے جو ترکہ سے اس کو پہنچا ہے کر دیتے ہیں اور فضول اخراجات میں اس کو برباد کر دیتے ہیں اور اپنے ذہن میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو اس کی چیز اس کو لگا دی' کون سا گناہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تو ایسی مثال ہوئی کہ کسی مسخرہ میزبان نے دعوت کر کے مہمانوں کی جوتیاں بیچ کر ان کو مٹھائی کھلا دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ قرضہ بھی ہو جاتا ہے تو وہ اس لڑکے ذمے رکھا جاتا ہے اور اس سے ادا کرایا جاتا ہے۔ یہ کس قدر ظلم صریح ہے۔

پس اول تو فضول رسوم خود ناجائز ہیں اور جو مصارف مباح و جائز بھی ہوں تب بھی اس کے حصے سے بلا رضائے صریح کے جب کہ وہ بالغ ہو صرف کرنا حرام ہے۔ اور اگر وہ نابالغ ہے تو صریح اجازت بھی شرعاً معتبر نہیں یا ویسے ہی رسمی اجازت ہے بوجہ لحاظ کے یا عرف کے یہ سب غیر معتبر ہے۔

چوتھی فصل

ایک رسم یہ ہے کہ لڑکیوں کو بہنوں کو ترکہ سے حصہ نہیں دیتے جو صریح نص قطعی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا ہے کہ مردوں کا بھی حصہ ہے جو کچھ ماں باپ یا اقارب نے چھوڑا اسی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے' جو کچھ ماں باپ یا اقارب نے چھوڑا قلیل ہو یا کثیر یہ حصہ مقرر کیا ہوا فرض کیا ہوا ہے۔ الخ ایسے صاف حکم کے خلاف پر کس طرح جرائت ہوتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب وہ لیتی نہیں۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ تم نے کب دیا تھا کہ انہوں نے انکار کیا۔ البتہ لحاظ سے مروت سے مانگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اس سے کسی کا مال حلال نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے دینا چاہا تھا۔ انہوں نے نہیں لیا۔ یہ عذر بھی ناکافی ہے۔ ایک نہ لینا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ لینے سے خلقت ملامت کرے گی۔ یہ شرعاً" معتبر نہیں۔ ایک نہ لینا محض طیب خاطر سے ہوتا ہے سو اس کا فیصلہ ہر شخص انصاف سے خود کر سکتا ہے۔ اس زمانہ میں اکثر لوگ حاجت مند و مفلس ہیں اور مال کی محبت اکثر قلوب میں راسخ ہے' اس لیے رسمی اجازت کا اعتبار نہیں' بلکہ ضرور ہے کہ بعد مرنے مورث کے سب کا نام بھی درج کرایا جائے۔ اور ششماہی یا سالانہ آمدنی پر سب حساب کر کے ہر ایک کا حصہ روپیہ یا غلہ اس کو اصرار کر کے دیا جائے۔ اگر اعلان سے لینا اس کو ناگوار ہو تو اخفاء کے ساتھ اس کا پورا حق دے یا اس کی جائداد وغیرہ تقسیم کر کے اس کو حوالہ کرے اور جو وہ انتظام نہ کر سکے تو یہ شخص وکالتا" اس کی جانب سے انتظام کرے یا اس کی خوشی سے خود مناسب طور سے ٹھیکہ پر لے لے اور رقم ٹھیکہ اس کو ادا کرتا رہے۔

بعض لوگ اپنے جی کو سمجھا لیتے ہیں کہ ہم نے تقریبات میں پھوپی کو بہن کو بھات دیا ہے' جوڑے دیئے ہیں اور ہمیشہ یاد کرتے ہیں یہ گویا اس کا حصہ ترکہ کا ادا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں وہی حکایت مسخرو میزبان کی جو فصل سوم میں لکھی گئی کافی ہے۔

پانچویں فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر لوگ مسجد کی چیز اپنے برتنے کے لیے لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ کوئی آگ لے جاتا ہے یا سقاوہ میں سے پانی لے جاتا ہے۔ کوئی بیمار کے لیے پانی پڑھوا کر مسجد کے لوٹے میں لے جاتا ہے۔ کوئی وہاں کا فرش اپنے دعوتیوں کو بٹھلانے کے لیے لے جاتا ہے' کوئی استنجے کے ڈھیلے اپنے گھر استنجا کرنے کے لیے لے جاتا ہے۔ اور اپنے دل کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ مسجد کا مال وقف ہے اس میں سب کو حق انتفاع ہے۔

صاحبو! یہی تو ممانعت کی دلیل ہے' کیونکہ وقف کا حکم یہ ہے کہ جس غرض کے لیے جس قید کے ساتھ وقف ہو اس کے سوا دوسری طرح استعمال جائز نہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اشیاء مذکورہ ان اغراض کے لیے وقف نہیں کی گئیں۔ بلکہ جو ضرورتیں نمازیوں کو وہاں نماز پڑھنے کے وقت پیش آتی ہیں ان کے لیے یہ اشیاء وقف ہوتی ہیں۔ اس لیے اس شرط و قید سے تجاوز کرنا حرام ہو گا۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو پانی پینے کے لیے وقف کے طور پر رکھا گیا ہے اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ اور اگر وقف کے یہی معنی ہیں تو مسجدؑ کی اینٹیں بھی تو وقف ہیں' ان سے اپنا مکان بنا لینا جائز ہونا چاہیے۔ وہاں کے کواڑ تختے سب وقف ہیں یہ بھی لے جانا جائز ہونا چاہیے۔ نعوذ باللہ منہ!

اسی طرح بعض قومیں بڑے بڑے مجمعوں کو مسجد میں کھانا کھلاتی ہیں۔ گویا مسجد چوپال ہے یا ان کی بیٹھک ہے۔ یہاں وہی مسئلہ یاد کرنا چاہیے کہ مسجد اس کام کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے یہ فعل ناجائز ہو گا۔

بلکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ معلم لوگ جو تنخواہ لے کر قرآن وغیرہ پڑھاتے ہیں ان کو مسجد میں لڑکے لے کر بیٹھنا جائز نہیں۔ کیونکہ مسجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت گاہ ہے تجارت گاہ نہیں۔ ان سب امور سے اجتناب واجب ہے اور منجملہ احترام مسجد کے یہ بھی ہے کہ وہاں بدبو دار چیز نہ لے جائے حتیٰ کہ مٹی کا تیل اس کے اندر نہ جلائے' دیا سلائی اس کے اندر نہ کھینچے' باہر چراغ روشن کر کے اندر رکھ دے۔ تمباکو کھانے پینے والا جب تک خوب منہ کو صاف نہ کر لے اس میں داخل نہ ہو۔

چھٹی فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر قصبات میں عیدین کی امامت اور بعض جگہ جمعہ اور نماز پنج گانہ کی بھی محض موروثی بناء پہ دعویٰ ریاست کی طرح چلی آتی ہے۔ خواہ امام صاحب میں اہلیت ہو یا نہ ہو۔ بعض جگہ تو امام قرآن بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی صورت میں نماز ہی سب کی باطل ہو گی اور اگر الٹا سیدھا صحیح بھی پڑھ لیا۔ مگر مقتدی لوگوں کو اس کی امامت ناگوار ہے اور جبراً و کرہاً" یہ خیال احتمال فتنہ کے ساکت ہیں تو اس امام کو سخت گناہ ہو گا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسے امام کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر لوگ عیدین یا جمعہ میں یا اور نمازوں میں پہلے سے خود یا کسی نوکر چاکر دوست آشنا کی معرفت مسجد میں اپنا کپڑا یا تسبیح قبضہ کے لیے رکھ دیتے ہیں اور آزاد اور بے فکر سے جب جی چاہتا ہے تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے جاتے ہیں سو یہ بات بالکل شریعت کے خلاف ہے۔

ہمارے حضور ﷺ سے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ ہم حضورؐ کے لیے منیٰ میں پہلے خیمہ وغیرہ لگا دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں وہاں ٹھہرنے کا استحقاق اس کو حاصل ہے جو پہلے پہنچ جائے۔ الخ۔ البتہ کسی جگہ جب آدمی بیٹھ گیا اور نماز ہونے تک بیٹھے رہنے کا ارادہ کر لیا' اگر اتفاقاً" درمیان میں عارضی طور پر اٹھنا پڑے۔ مثلاً: وضو ٹوٹ گیا' کھنکار نے گیا' اس وقت یہی شخص اس جگہ کا مستحق ہے۔ دوسرے شخص کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں۔ ایک حدیث اس مضمون کی بھی آئی ہے۔

آٹھویں فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر مساجد میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ممتاز اور بلند ہے بعض جگہ امام بالکل محراب کے اندر کھڑا ہوتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ بس اس میں احتیاط کرنی چاہیے کہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ایک بالشت بھی بلند نہ ہو اور کم از کم پاؤں محراب سے باہر رہنے چاہیں۔

نویں فصل

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر لوگ دو چار نسخے یاد کر کے مطب اور علاج شروع کر دیتے ہیں۔ نہ کلیات سے واقف نہ جزئیات کے احکام معلوم۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص طب میں ماہر نہ ہو اور علاج کرے اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاج سے کوئی نقصان ہو جائے وہ ضامن، یعنی دنیا میں قابل ملامت اور آخرت میں موجب عذاب ہے۔ نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان مسلم ہے۔

دسویں فصل

منجملہ ان رسوم کے یہ رسم ہے کہ قربانی کے جانور میں لازم سمجھتے ہیں کہ پائے حجام کا حق ہے اور سری سقہ کا حق ہے۔ اسی طرح عقیقہ میں اپنے اپنے حقوق لازم کر رکھے ہیں، اس کو دینے والا اور ایسے لینے والا ضروری سمجھتے ہیں وگرنہ وہ شکایت اور مذمت و ہجو کرتے پھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ لوگ بلا اجازت مالک کے یہ چیزیں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت میں اس لزوم کی دلیل نہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس میں بڑی خرابی لازم آتی ہے۔ وہ یہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ المعروف کالمشروط۔ پس جب اس درجہ کا عرف ہو جائے تو ایسا ہو گا جیسا ان لوگوں سے شرط ٹھہرائی گئی ہو، اور اگر کوئی شرط اس طرح ٹھہرائے کہ ہمارا فلاں کام کیا کرو تم اس خدمت کے معاوضہ میں فلاں چیز دیں گے وہ چیز اس صورت میں اجرت ہو گی، اور اجرت بذمہ کام لینے والے کے دین ہے تو گویا اس شخص نے قربانی کے اجزاء سے اپنا دین ادا کیا اور یہ حکم بیع میں ہے اور حرام اور باطل ہے، صرف تبرعات میں اس کا صرف کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کھال کو یہ سمجھنا کہ مؤذن کا حق ہے، اس میں بھی بعینہ وہی خرابی ہے، جیسا کہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے، چاہیے کہ اس رسم کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقوف کریں اور بلا تعین اور بلا اعتقاد و استحقاق مالک کو اختیار ہے جس کو چاہے دے دیا کرے' اسی طرح قربانی میں اور بھی بے احتیاطیاں کرتے ہیں۔

مثلاً عام رواج ہے کہ گائے' بھینس کا بچہ پرورش کے لیے حصہ پر دے دیتے ہیں۔ یعنی زید اپنی گائے کا بچہ عمرو کو یہ شرط کر کے دیتا ہے کہ تم اپنے طور پر اس کی خدمت کرو' کھلاؤ پلاؤ' جب بڑا ہو جائے آدھا ہمارا اور آدھا تمہارا' اور یہی اس کا حق الخدمت و اجرت پرورش ہے' پس کبھی وہ زید کے پاس رہتا ہے اور وہ اجرت و قیمت عمرو کو دیتا ہے۔ کبھی بالعکس' چونکہ یہ کسی عقد صحیح میں شرعاً" داخل نہیں' اس لیے معاملہ حرام ہے اور خدمت کرنے والے کے پاس وہ جانور رہا تو اس کی ملک خبیث ہے پس بعض لوگ ایسا جانور خرید کر اس پر قربانی کیا کرتے ہیں۔ چونکہ اس صورت میں وہ ملک خبیث حاصل ہو گا اس لیے قربانی اس کی مزدور ہونی چاہیے۔ کہ اس معاملہ کو بھی ترک کر دیں اور ایسے جانور کی قربانی بھی نہ کریں اور دوسری قسم کی بے احتیاطیاں بھی قربانی میں ہو جاتی ہیں۔ علماء سے تحقیق کر کے سب سے احتراز کریں۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

1360

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکتبہ رحمانیہ

MAKTABA-E-REHMANIA